

# کلیاتِ ساحر

ساحر لدھیانوی



[urdukutabkhanapk.blogspot](http://urdukutabkhanapk.blogspot.com)

کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے

## فہرست

13	ردِ عمل
13	ایک منظر
14	ایک واقعہ
14	یکسوئی
15	محبت ترک کی میں نے، گریباں سی لیا میں نے
16	شہکار
17	نذر کالج
18	دیکھا تو تھا یونہی کسی غفلت شعار نے
19	معذوری
21	خانہ آبادی۔ ایک دوست کی شادی پر
22	سرزمینِ یاس
25	خود داریوں کے خون کو ارزاں نہ کر سکے
26	شکست
27	تجک آچکے ہیں کشمکشِ زندگی سے ہم
28	کسی کو اداس دیکھ کر
31	ہوں نصیبِ نظر کو کہیں قرار نہیں
32	میرے گیت
34	اشعار
34	سوچتا ہوں
36	ناکامی
37	مجھے سوچنے دو
38	اشعار
39	صبحِ نوروز
41	گریز
43	کچھ باتیں
44	چکلے
46	طرحِ نو
48	تاج محل

95 جب کبھی ان کی توجہ میں کمی پائی گئی  
96 متاع غیر  
98 ہر قدم مرحلہ وار و صلیب آج بھی ہے  
99 بشرط استواری  
100 انتظار  
101 تیری آواز  
103 بھڑکا رہے ہیں آگ لب نغمہ گر سے ہم  
103 خوبصورت موز  
104 اس طرف سے گزرے تھے قافلے بہاروں کے  
105 مرے عہد کے حسینو  
107 آواز آدم

108 پر چھائیاں۔ ایک طویل نظم

119 آؤ کہ کوئی خواب بنیں  
119 وجہ بے رنگی گلزار کہوں تو کیا ہو  
119 نہ منہ چھپا کے جئے ہم نہ سر جھکا کے جئے  
120 آؤ کہ کوئی خواب بنیں  
121 بہت سٹھن ہے  
122 قطعات  
123 اب آئیں یا نہ آئیں  
124 ایک ملاقات  
125 خون پھر خون ہے  
126 ہم عصر  
128 لب پر پابندی تو ہے  
129 جواہر لال نہرو  
131 اے شریف انسانو  
133 کیوں ہو؟  
134 اہل دل اور بھی ہیں  
135 ۲۶ جنوری

49 لمحہ غنیمت  
50 طلوع اشتراکیت  
51 اجنبی محافظ  
54 بلاوا  
56 شہزادے  
57 شعاع فردا  
57 بنگال  
58 فنکار  
59 کبھی کبھی  
61 فرار  
62 کل اور آج  
64 ہراس  
65 اسی دور ہے پر  
67 ایک تصویر رنگ  
69 ایک شام  
70 احساس کامران  
71 میں نہیں تو کیا  
72 خود کشی سے پہلے  
74 پھر وہی کچھ نفس  
76 یہ کس کا لبو ہے  
77 میرے گیت تمہارے ہیں  
79 اشعار  
80 نور جہاں کے مزار پر  
82 جاگیر  
83 مادام  
85 مفاہمت  
86 آج  
89 اشعار  
90 نیا سفر پرانے چراغ گل کر دو  
91 شکست زنداں  
93 لبو نذر دے رہی ہے حیات

165 پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت ہوگی (دو گانا)  
 166 مرے دل میں آج کیا ہے تو کہے تو میں بتا دوں  
 166 ہم آپ کی آنکھوں میں اس دل میں بسا دیں تو (دو گانا)  
 168 نظر سے دل میں سامنے والے  
 168 یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا ہے  
 169 پتھلا ہے سونا دور گنگن پر  
 170 پر بتوں کے پیڑوں پر شام کا بئیرا ہے  
 170 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 171 دور رہ کر نہ کرو بات قریب آ جاؤ  
 172 کشتی کا خاموش سفر ہے شام بھی ہے تنہائی بھی (دو گانا)  
 173 کون آیا کہ نگاہوں میں چمک جاگ اٹھی  
 174 چہرے پہ خوشی چھا جاتی ہے آنکھوں میں سرور آ جاتا ہے  
 175 یہ پر بتوں کے دائرے یہ شام کا دھواں  
 176 ہر وقت ترے حسن کا ہوتا ہے سماں اور  
 176 غصے میں جو نکھرا ہے اس حسن کا کیا کہنا  
 177 طے جتنی شراب میں تو پیتا ہوں  
 178 مقدر کا لکھا مٹا نہیں آنسو بہانے سے  
 179 یہ حسن مرا یہ عشق ترارنگین تو ہے بدنام سہی  
 180 مجھے مل گیا بہانہ تیری دید کا  
 181 آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے  
 182 شعر کا حسن ہو نغموں کی جوانی ہو تم  
 182 ہم جب چلیں تو یہ جہاں جھوے  
 183 تم بھی چلو ہم بھی چلیں چلتی رہے زندگی  
 184 نہ تو کارواں کی تلاش ہے نہ تو ہم سفر کی تلاش ہے (دو گانا)  
 186 یار ہی میرا کپڑا لٹا یا رہی میرا گہنا  
 187 ملتی ہے زندگی میں محبت کبھی کبھی  
 188 سرمئی رات ہے ستارے ہیں  
 189 نغمہ و شعر کی سوغات کسے پیش کروں

136 جشن غالب  
 138 گاندھی ہو یا غالب ہو  
 139 دیکھا ہے زندگی کو  
 140 لینن۔ ۱۹۱۷ء  
 140 لینن۔ ۱۹۷۰ء  
 141 صدیوں سے  
 142 اے نئی نسل!  
 145 نئے میں کچھ نہیں  
 145 دل ابھی.....!  
 146 یہ زمیں جس قدر!  
 147 بڑی طاقتیں  
 147 لشکر کشی  
 148..... مگر ظلم کے خلاف  
 149 توڑ دوں گے ہر اک شے سے رشتہ  
 150 بات کریں  
 150 پیار کا تحفہ  
 151 میں بل دو پل کا شاعر ہوں  
 152 گو مسلک تسلیم و رضا  
 153 جو لطیف میکشی ہے.....!  
 154 ورثہ  
 157 گلشن گلشن پھول  
 157..... نادار تک نہیں پہنچا  
 158 آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو

160 گاتا جائے بنجارہ۔ ساحر کے گیت

160 کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے  
 160 سب میں شامل ہو مگر سب سے جدا لگتی ہو  
 162 شرماء کے یوں نہ دیکھ ادا کے مقام سے  
 162 میں نے دیکھا ہے کہ پھولوں سے لدی شاخوں میں (دو گانا)  
 164 جانے کیا تو نے کھی

217 آپ نہ جانے مجھ کو سمجھتے ہیں کیا؟  
 218 رگ اور نور کی بارات کے پیش کروں  
 219 چھو لینے دو نازک ہونوں کو کچھ اور نہیں ہے جام ہے یہ  
 219 یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں  
 220 تم اپنا رنج و غم اپنی پریشانی مجھے دے دو  
 221 پونچھ کر اشک اپنی آنکھوں سے مسکراؤ تو کوئی بات بنے  
 222 میں جاگوں ساری رین جن تم سو جاؤ  
 222 ہر طرف حسن ہے جوانی ہے  
 224 نہیں کیا تو کر کے دیکھ  
 225 غیروں پر کرم اپوں پر ستم  
 226 تم اگر مجھ کو نہ چاہو تو کوئی بات نہیں  
 227 اس جان دو عالم کا جلوہ  
 229 جو ہم میں ہے وہ متوالی ادا سب میں نہیں ہوتی  
 231 ہر طرح کے جذبات کا اعلان ہیں آنکھیں  
 232 جیو تو ایسے جیو جیسے سب تمہارا ہے  
 233 پگھلی آگ سے ساغر بھر لے  
 234 موت کبھی بھی مل سکتی ہے لیکن جیون کل نہ ملے گا  
 234 بانٹ کے کھاؤ اس میں بانٹ کے بوجھ اٹھاؤ  
 235 تو راسن در پن کہلائے.....  
 236 اسے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے  
 236 من رے تو کاہے نہ دھیر دھیرے  
 237 تدبیر سے بگڑی ہوئی تقدیر بنا لے  
 238 کل جہاں بستی تھیں خوشیاں آج ہے ماتم وہاں  
 239 اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن  
 240 تم چلی جاؤ گی پر چھائیاں رہ جائیں گی  
 241 سانجھ کی لالی سلگ سلگ کر بن گئی کالی دھول  
 241 میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں  
 242 آنکھ کھلتے ہی تم چھپ گئے ہو کہاں

189 اپنا دل پیش کروں اپنی وفا پیش کروں  
 190 سلام حسرت قبول کر لو  
 191 بھولے سے محبت کر بیٹھا ناداں تھا پچارا دل ہی تو ہے  
 191 بھول سکتا ہے بھلا کون یہ پیاری آنکھیں  
 192 یہ بہاروں کا ساں چاند تاروں کا ساں  
 193 آج جن موہے انگ لگا لو جنم کھل ہو جائے  
 194 ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا نہیں (دو گانا)  
 195 آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟  
 198 مطلب نکل گیا ہے تو پہچانتے نہیں  
 198 مجھے گلے سے لگا لو بہت اداس ہوں میں  
 199 نیلے گگن کے تلے دھرتی کا پیار پلے  
 199 کسی پتھر کی مورت سے محبت کا ارادہ ہے  
 200 جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا (دو گانا)  
 202 تیرے در پہ آیا ہوں کچھ کر کے جاؤں گا  
 202 تم اگر ساتھ دینے کا وعدہ کرو  
 203 جرم الفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں  
 204 غم کیوں ہو؟  
 205 میں ہر لک پل کا شاعر ہوں  
 206 یوں تو حسن ہر جگہ ہے لیکن اس قدر نہیں  
 207 ساتھی ہاتھ بڑھانا  
 208 یہ دیش ہے دیر جوانوں کا  
 210 دھرتی ماں کا مان ہمارا پیارا لال نشان  
 210 وہ صبح کبھی تو آئے گی  
 212 وہ صبح ہمیں سے آئے گی  
 213 رات کے راہی تھک مت جانا صبح کی منزل دور نہیں  
 214 رات بھر کا ہے مہماں اندھیرا  
 214 اب کوئی گلشن نہ اُجڑے اب وطن آزاد ہے  
 215 زور لگا کے..... ہیا

268 محفل سے اُٹھ جانے والو  
 269 تم نے کتنے بچے دیکھے  
 269 دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنا قریب سے  
 270 سنہل اے دل، ترپنے اور ترپانے سے کیا ہوگا  
 271 نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے  
 272 وفا کے نام پہ کتنے گناہ ہوتے ہیں  
 273 جیون کے سفر میں راہی  
 274 مایوس تو ہوں وعدے سے ترے  
 275 اب وہ کرم کریں کہ ستم میں نشے میں ہوں  
 275 میری مانگ کے رنگ میں تو نے راکھ چٹا کی بھر دی  
 276 لوگ عورت کو فقط جسم سمجھ لیتے ہیں  
 277 بول نہ بول اے جانے والے  
 278 یہ مخلوق یہ تھنوں یہ تاجوں کی دنیا  
 279 دیواروں کا جنگل جس کا آبادی ہے نام  
 281 موت کتنی بھی سنگدل ہو مگر زندگی سے تو مہرباں ہوگی  
 281 سنسار کی ہر شے کا اتنا ہی فسانہ ہے  
 282 میں زندگی کا ساتھ نبھاتا چلا گیا  
 283 زندگی ظلم سہی، غم ہی سہی  
 284 بہتی بہتی، پریت پریت گاتا جائے بنجارہ  
 285 اپنی دنیا پہ صدیوں سے چھائی ہوئی ظلم  
 286 یہ دنیا دورنگی ہے  
 287 کیا میلیے ایسے لوگوں سے جن کی فطرت چھپی رہے  
 288 مہرباں کیسے کیسے، قدرداں کیسے کیسے  
 289 دھرتی کی سلگتی چھاتی سے بے چین شرارے پوچھتے ہیں  
 290 میں نے بی شراب، تم نے کیا پیا؟ آدمی کا خون  
 292 انصاف کا ترازو جو ہاتھ میں اٹھائے  
 293 خدائے برتر! تری زمیں پر  
 294 برسوام دھڑاکے سے

243 برباد محبت کی دعا ساتھ لیے جا  
 244 ہم انتظار کریں گے ترا قیامت تک  
 245 اتنی حسیں اتنی جواں رات کیا کریں  
 245 جو بات تجھ میں ہے تری تصویر میں نہیں!  
 246 ہر چیز زمانے کی جہاں پر تھی وہیں ہے  
 247 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 248 سب میں اس کا نور سایا  
 248 چاہے اب ماں روٹھے یا پاپا  
 250 ہم سے بھی کرلو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں  
 251 بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والے  
 252 ادھر آ آ، آ آ بھی جا  
 253 راز کی بات ہے محفل میں کہیں یا نہ کہیں  
 255 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 255 مرے نغموں میں مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے  
 256 ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
 257 اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 258 کبھی خود، کبھی حالات پہ رونا آیا  
 259 اشکوں میں جو پایا ہے وہ گیتوں میں دیا ہے  
 259 میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی  
 260 بھجا دیے ہیں خود اپنے ہاتھوں محبتوں کے دیے جلا کے  
 261 تری دنیا میں جینے سے تو بہتر ہے کہ مرجائیں  
 261 تنگ آ چکے ہیں کشمکش زندگی سے ہم  
 262 تم اپنا جہاں دنیا والو!  
 263 دو بوندیں سادوں کی  
 264 ہر کوئی دل کی چاہت سے مجبور ہے  
 265 جانے وہ کیسے لوگ تھے  
 266 آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم  
 267 ان اُبلے مخلوق کے تلے

## ردِ عمل

چند کلیاں نشاط کی چن کر  
مدتوں محو یاس رہتا ہوں  
تیرا ملنا خوشی کی بات سہی  
تجھ سے مل کر اُداس رہتا ہوں

## ایک منظر

افق کے درپے سے کرنوں نے جھانکا  
فضا تن گئی راستے مسکرائے  
سمیٹنے لگی نزم کھرے کی چادر!  
جواں شاخساروں نے گھونگھٹ اٹھائے  
پرندوں کی آواز سے کھیت چونکے  
پراسرار لے میں رہٹ گنگنائے  
حسین شبنم آلود پگڈنڈیوں سے  
لپٹنے لگے سبز پیڑوں کے سائے  
وہ دور ایک ٹیلے پہ آنچل سا جھلکا  
تصور میں لاکھوں دیئے جھلملائے

295

296

298

299

300

301

301

302

303

304

305

306

307

309

310

311

312

313

314

316

415 317

416

عورت نے جنم دیا مردوں کو

یہ کوپے یہ نیلام گھر دکشتی کے

لاگا چڑی میں داگ چھپاؤں کیسے

کام' کرودھ اور لوبھ کا مارا جگت نہ آیا راس

کعبے میں رہو یا کاشی میں

ایضاً اللہ تیرے نام

سنار سے بھاگے پھرتے ہو

آتا ہے تو آ

تری ہے زمیں تیرا آساں!

بچے من کے سچے

تو میرے پیار کا پھول ہے کہ مری بھول ہے

تو میرے ساتھ رہے گا منے

اے میرے ننھے گلنام

تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں

ترا مجھ سے ہے پہلے کا ناتا کوئی

میرے بھیا' میرے چندا' میرے اُمول رتن

باہل کی دعائیں لیتی جا'

تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا -

متفرق اشعار

ساوان رُت آئی

ساحر کے غیر مطبوعہ فلمی ننھے

چوہدری افضل حق



## ایک واقعہ

اندھیاری رات کے آنگن میں یہ صبح کے قدموں کی آہٹ  
یہ بھیگی بھیگی سرد ہوا یہ ہلکی ہلکی دھندلاہٹ

گاڑی میں ہوں تنہا محو سفر اور نیند نہیں ہے آنکھوں میں  
بھولے بسرے ارمانوں کے خوابوں کی زمیں ہے آنکھوں میں

اگلے دن ہاتھ ہلاتے ہیں پچھلی پٹتیں یاد آتی ہیں  
گم گشتہ خوشیاں آنکھوں میں آنسو بن کر لہراتی ہیں

سینے کے ویراں گوشوں میں اک ٹیس سی کروٹ لیتی ہے  
ناکام اُمنگیں روتی ہیں ، اُمید سہارے دیتی ہے

وہ راہیں ذہن میں گھومتی ہیں جن راہوں سے آج آیا ہوں  
کتنی اُمید سے پہنچا تھا، کتنی مایوسی لایا ہوں!

## یکسوئی

عہدِ گم گشتہ کی تصویر دکھاتی کیوں ہو؟

ایک آوارہ منزل کو ستاتی کیوں ہو؟

وہ حسین عہد جو شرمندہ ایفا نہ ہوا

اس حسین عہد کا مفہوم جتنا کیوں ہو؟  
زندگی شعلہ بے باک بنا لو اپنی!

خود کو خاکستر خاموش بناتی کیوں ہو؟  
میں تصوف کے مراحل کا نہیں ہوں قائل

میری تصویر پہ تم پھول چڑھاتی کیوں ہو؟  
کون کہتا ہے کہ آپ ہیں مصائب کا علاج

جان کو اپنی عبث روگ لگاتی کیوں ہو؟  
ایک سرکش سے محبت کی تمنا رکھ کر!

خود کو آئین کے پھندوں میں پھنساتی کیوں ہو؟  
میں سمجھتا ہوں تقدس کو تمدن کا فریب!

تم رسومات کو ایمان بناتی کیوں ہو؟  
جب تمہیں مجھ سے زیادہ ہے زمانے کا خیال

پھر مری یاد میں یوں اشک بہاتی کیوں ہو؟  
تم میں ہمت ہے تو دنیا سے بغاوت کر دو

ورنہ ماں باپ جہاں کہتے ہیں شادی کر لو



محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے  
زمانے اب تو خوش ہو زہر یہ بھی پی لیا میں نے



گھنے بالوں کو کم کر دے مگر رخشندگی دے دے  
نظر سے تمکنت لے کر مذاق عاجزی دے دے

مگر ہاں بیچ کے بدلے اسے صوفی پہ بٹھلا دے  
یہاں میری بجائے اک چمکتی کار دکھلا دے

## نذرِ کالج

لدھیانہ گورنمنٹ کالج ۱۹۴۳ء

اے سرزمینِ پاک کے یارانِ نیک عام

باصد خلوص شاعرِ آوارہ کا سلام

اے وادیِ جمیل مرے دل کی دھڑکنیں

آداب کہہ رہی ہیں تری بارگاہ میں!

تو آج بھی ہے میرے لیے جنتِ خیال

ہیں تجھ میں دفن میری جوانی کے چار سال

کملائے ہیں یہاں پہ مری زندگی کے پھول

ان راستوں میں دفن ہیں میری خوشی کے پھول

تیری نوازشوں کو بھلایا نہ جائے گا

ماضی کا نقشِ دل سے مٹایا نہ جائے گا

تیری نشاطِ خیز فضائے جواں کی خیر

ابھی زندہ ہوں لیکن سوچتا رہتا ہوں خلوت میں  
کہ اب تک کس تمنا کے سہارے جی لیا میں نے

انہیں اپنا نہیں سکتا، مگر اتنا بھی کیا کم ہے  
کہ کچھ مدت حسیں خوابوں میں کھو کر جی لیا میں نے

بس اب تو دامنِ دل چھوڑ دو بیکار امیدو!  
بہت دکھ سہہ لیے میں نے بہت دن جی لیا میں نے

## شہکار

مصور! میں ترا شہکار واپس کرنے آیا ہوں

اب ان رنگین رخساروں میں تھوڑی زردیاں بھر دے

حجابِ آلود نظروں میں ذرا بے باکیاں بھر دے

لبوں کی بھیگی بھیگی سلوٹوں کو مضمحل کر دے

نمایاں رنگِ پیشانی پہ عکسِ سوزِ دل کر دے

تبسمِ آفریں چہرے میں کچھ سنجیدہ پن بھر دے

جواں سینے کی مخروطی اٹھائیں سرنگوں کر دے



دیکھا تو تھا یونہی کسی غفلت شعار نے  
دیوانہ کر دیا دل بے اختیار نے

اے آرزو کے دھندلے خرابو! جواب دو  
پھر کس کی یاد آئی تھی مجھ کو پکارنے

تجھ کو خبر نہیں ، مگر اک سادہ لوح کو  
برباد کر دیا ترے دو دن کے پیار نے

میں اور تم سے ترکِ محبت کی آرزو  
دیوانہ کر دیا ہے غمِ روزگار نے

اب اے دلِ تباہ ترا کیا خیال ہے  
ہم تو چلے تھے کاکلِ گیتی سنوارنے

### معذوری

خلوت و جلوت میں تم مجھ سے ملی ہو بارہا  
تم نے کیا دیکھا نہیں ، میں مسکرا سکتا نہیں

گہائے رنگ و بو کے حسین کارواں کی خیر  
دورِ خزاں میں بھی تری کلیاں کھلی رہیں

تا حشر یہ حسین فضا میں ہی رہیں!  
ہم ایک خار تھے جو چمن سے نکل گئے

ننگِ وطن تھے حدِ وطن سے نکل گئے  
گائے ہیں اس فضا میں وفاؤں کے راگ بھی

نغماتِ آتشیں سے بکھیری ہے آگ بھی!  
سرکش بنے ہیں ، گیتِ بغاوت کے گائے ہیں

برسوں نے نظام کے نقشے بنائے ہیں  
نغمہ نشاطِ روح کا گایا ہے بارہا

گیتوں میں آنسوؤں کو چھپایا ہے بارہا!  
معصومیوں کے جرم میں بدنام بھی ہوئے

تیرے طفیلِ موردِ الزام بھی ہوئے  
اس سرزمین پہ آج ہم اک بار ہی سہی

دنیا ہمارے نام سے بیزار ہی سہی  
لیکن ہم ان فضاؤں کے پالے ہوئے تو ہیں

گریاں نہیں تو یاں سے نکالے ہوئے تو ہیں

یاس کی تاریکیوں میں ڈوب جانے دو مجھے  
اب میں شمع آرزو کی لو بڑھا سکتا نہیں



پھر نہ کیجئے مری گستاخ نگاہی کا گلہ  
دیکھئے آپ نے پھر پیار سے دیکھا مجھ کو

## خانہ آبادی

ایک دوست کی شادی پر

ترانے گونج اٹھے ہیں فضا میں شادیانوں کے  
ہوا ہے عطر آگیاں ذرہ ذرہ مسکراتا ہے  
مگر دور ایک افسردہ مکاں میں سرد بستر پر  
کوئی دل ہے کہ ہر آہٹ پہ یوں ہی چونک جاتا ہے  
مری آنکھوں میں آنسو آگئے ناویدہ آنکھوں کے  
مرے دل میں کوئی غمگین نغمہ سرسراتا ہے  
یہ رسم انقطاع عہدِ اُلفت ، یہ حیاتِ نو  
محبت رو رہی ہے اور تمدن مسکراتا ہے

میں کہ مایوسی مری فطرت میں داخل ہو چکی  
جبر بھی خود پر کروں تو گنگنا سکتا نہیں  
مجھ میں کیا دیکھا کہ تم اُلفت کا دم بھرنے لگیں  
میں تو خود اپنے بھی کوئی کام آ سکتا نہیں  
روح افزا ہیں جنوں عشق کے نغمے مگر  
اب میں ان گائے ہوئے گیتوں کو گا سکتا نہیں  
میں نے دیکھا ہے شکستِ سازِ اُلفت کا سماں  
اب کسی تحریک پر ربط اٹھا سکتا نہیں  
دل تمہاری شدتِ احساس سے واقف تو ہے  
اپنے احساسات سے دامن چھڑا سکتا نہیں  
تم مری ہو کر بھی بیگانہ ہی پاؤ گی مجھے  
میں تمہارا ہو کے بھی تم میں سا سکتا نہیں  
گائے ہیں میں نے خلوص دل سے بھی اُلفت کے گیت  
اب ریاکاری سے بھی چاہوں تو گا سکتا نہیں  
کس طرح تم کو بنا لوں میں شریکِ زندگی  
میں تو اپنی زندگی کا بار اٹھا سکتا نہیں

یہ شادی خانہ آبادی ہو میرے محترم بھائی  
مبارک کہہ نہیں سکتا مرا دل کانپ جاتا ہے

## سرزمین یاس

جینے سے دل بیزار ہے  
ہر سانس اک آزار ہے  
کتنی حزیں ہے زندگی  
اندوگنیں ہے زندگی  
وہ بزمِ احباب وطن  
وہ ہم نوایانِ سخن  
آتے ہیں جس دم یاد اب  
کرتے ہیں دل ناشاد اب  
گزری ہوئی رنگینیاں  
کھوئی ہوئی دلچسپیاں  
پہروں رُلّاتی ہیں مجھے  
اکثر ستاتی ہیں مجھے  
وہ زمزمے وہ چہچہے  
وہ روح افزا تہمتے  
جب دل کو موت آئی نہ تھی

یوں بے حسی چھائی نہ تھی  
کالج کی رنگیں وادیاں  
وہ دل نشیں آبادیاں  
وہ نازنینانِ وطن  
زہرہ جبینانِ وطن  
جن میں سے اک رنگین قبا  
آتش نفس، آتش نوا  
کر کے محبت آشنا  
رنگِ عقیدت آشنا  
میرے دلِ ناکام کو  
خوں گشتِ ، آلام کو  
داغِ جدائی دے گئی  
ساری خدائی لے گئی  
ان ساعتوں کی یاد میں  
ان راحتوں کی یاد میں  
مغموم سا رہتا ہوں میں  
غم کی کک سہتا ہوں میں  
نتا ہوں جب احباب سے  
قصے غم ایام کے

اور پورشِ افلاس سے  
 عصمت لٹا کر رہ گئیں  
 خود کو گنوا کر رہ گئیں  
 غمگین جوانی بن گئیں  
 رسوا کہانی بن گئیں  
 ان سے کبھی گلیوں میں اب  
 ہوتا ہوں میں دو چار جب  
 نظریں جھکا لیتا ہوں میں  
 خود کو چھپا لیتا ہوں میں  
 کتنی حزیں ہے زندگی  
 اندوہگین ہے زندگی



خود داریوں کے خون کو ارزاں نہ کر سکے  
 ہم اپنے جوہروں کو نمایاں نہ کر سکے  
 ہو کر خراب مے ترے غم تو بھلا دیئے  
 لیکن غم حیات کا درماں نہ کر سکے  
 ٹوٹا طلسم عہدِ محبت کچھ اس طرح  
 پھر آرزو کی شمع فروزاں نہ کر سکے

بیتاب ہو جاتا ہوں میں  
 آہوں میں کھو جاتا ہوں میں  
 پھر وہ عزیز و اقربا  
 جو توڑ کر عہدِ وفا  
 احباب سے منہ موڑ کر  
 دنیا سے رشتہ توڑ کر  
 حدِ افق سے اُس طرف  
 رنگِ شفق سے اُس طرف  
 اک وادیِ خاموش کی  
 اک عالمِ بے ہوش کی  
 گہرائیوں میں سو گئے  
 تاریکیوں میں کھو گئے  
 ان کا تصور ناگہاں  
 لیتا ہے دل میں چنگیاں  
 اور خوں رلاتا ہے مجھے  
 بے کل بناتا ہے مجھے  
 وہ گاؤں کی ہجولیاں  
 مفلوک دھقائیں زادیاں  
 جو دستِ فرطِ یاس سے

ہر شے قریب آ کے کشش اپنی کھو گئی  
وہ بھی علاجِ شوقِ گریزاں نہ کر سکے  
کس درجہ دل شکن تھے محبت کے حادثے  
ہم زندگی میں پھر کوئی ارماں نہ کر سکے  
ماہوسیوں نے چھین لیے دل کے دلوے  
وہ بھی نشاطِ روح کا سماں نہ کر سکے

### شکست

اپنے سینے سے لگائے ہوئے اُمید کی لاش  
مدتوں زیت کو ناشاد کیا ہے میں نے  
تو نے تو ایک ہی صدمے سے کیا تھا دوچار  
دل کو ہر طرح سے برباد کیا ہے میں نے  
جب بھی راہوں میں نظر آئے حریری ملبوس  
سرد آہوں میں تجھے یاد کیا ہے میں نے

اور اب جب کہ مری روح کی پہنائی میں  
ایک سنان سی مغموم گھٹا چھائی ہے  
تو دکتے ہوئے عارض کی شعائیں لے کر  
گل شدہ شمعیں جلانے کو چلی آئی ہے

میری محبوب، یہ ہنگامہ تجدیدِ وفا  
میری افسردہ جوانی کے لیے راس نہیں  
میں نے جو پھول چنے تھے ترے قدموں کے لیے  
ان کا دھندلا سا تصور بھی مرے پاس نہیں

ایک بے بسۂ اداسی ہے دل و جاں پہ محیط  
اب مری روح میں باقی ہے نہ اُمید نہ جوش  
رہ گیا دب کے گراں بار سلاسل کے تلے  
میری درماندہ جوانی کی اُمنگوں کا خروش

ریگ زاروں میں بگولوں کے سوا کچھ بھی نہیں  
سایہِ ابرِ گریزاں سے مجھے کیا لینا  
بجھ چکے ہیں میرے سینے میں محبت کے کنول  
اب ترے حسنِ پشیاں سے مجھے کیا لینا

تیرے عارض پہ یہ ڈھلکے ہوئے سیمیں آنسو  
میری افسردگی غم کا مداوا تو نہیں  
تیری محبوب نگاہوں کا پیامِ تجدید  
اک تلافی ہی سہی ..... میری تمنا تو نہیں



تنگ آ چکے ہیں کشمکشِ زندگی سے ہم  
ٹھکرا نہ دیں جہاں کو کہیں بے دلی سے ہم

مایوسی مآلِ محبت نہ پوچھے  
 اپنوں سے پیش آئے ہیں بیگانگی سے ہم  
 لو آج ہم نے توڑ دیا ، رشتہ امید  
 لو اب کبھی گلہ نہ کریں گے کسی سے ہم  
 ابھریں گے ایک بار ابھی دل کے ولولے  
 گو دب گئے ہیں بار غم زندگی سے ہم  
 گر زندگی میں مل گئے پھر اتفاق سے  
 پوچھیں گے اپنا حال تری بے بسی سے ہم  
 اللہ رے فریبِ مشیت کہ آج تک  
 دنیا کے ظلم سہتے رہے خامشی سے ہم

### کسی کو اداس دیکھ کر

تمہیں اداس سا پاتا ہوں میں کئی دن سے  
 نہ جانے کون سے صدمے اٹھا رہی ہو تم  
 وہ شوخیاں وہ تبسم وہ قہقہے نہ رہے  
 ہر ایک چیز کو حسرت سے دیکھتی ہو تم  
 چھپا چھپا کے خموشی میں اپنی بے چینی

خود اپنے راز کی تشہیر بن گئی ہو تم  
 مری امید اگر مٹ گئی ، تو مٹنے دو  
 امید کیا ہے بس اک پیش و پس ہے کچھ بھی نہیں  
 میری حیات کی عمکیوں کا غم نہ کرو  
 غم حیات غم یک نفس ہے کچھ بھی نہیں  
 تم اپنے حسن کی رعنائیوں پہ رحم کرو  
 وفا فریب ہے ، طول ہوس ہے کچھ بھی نہیں

مجھے تمہارے تغافل سے کیوں شکایت ہو؟  
 مری فنا میرے احساس کا تقاضا ہے  
 میں جانتا ہوں کہ دنیا کا خوف ہے تم کو  
 مجھے خبر ہے یہ دنیا عجیب دنیا ہے  
 یہاں حیات کے پردے میں موت پلتی ہے  
 نکلت ساز کی آواز روحِ نغمہ ہے

مجھے تمہاری جدائی کا کوئی رنج نہیں  
 مرے خیال کی دنیا میں میرے پاس ہو تم  
 یہ تم نے ٹھیک کہا ہے تمہیں ملا نہ کروں  
 مگر مجھے یہ بتا دو کہ کیوں اداس ہو تم  
 خفا نہ ہونا مری جرأتِ مخاطب پر؟  
 تمہیں خبر ہے مری زندگی کی آس ہو تم



یہ جھونپڑوں میں غریبوں کے بے کفن لاشے  
یہ مال روڈ پہ کاروں کی ریل پیل کا شور  
یہ پڑیوں پہ غریبوں کے زرد رو بچے

گلی گلی میں یہ بکتے ہوئے جواں چہرے  
حسین آنکھوں میں افسردگی سی چھائی ہوئی  
یہ جنگ اور یہ میرے وطن کے شوخ جواں  
خریدی جاتی ہیں اٹھتی جوانیاں جن کی  
یہ بات بات پہ قانون و ضابطے کی گرفت  
یہ ذلتیں ، یہ غلامی یہ دورِ مجبوری

یہ غم بہت ہیں مری زندگی مٹانے کو  
اداس رہ کے مرے دل کو اور رنج نہ دو



ہوں نصیب نظر کو کہیں قرار نہیں  
میں منتظر ہوں مگر تیرا انتظار نہیں  
ہی سے رنگِ گلستاں، ہی سے رنگِ بہار  
ہی کو نظمِ گلستاں پہ اختیار نہیں  
ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت اے مطرب

مرا تو کچھ بھی نہیں ہے میں رو کے جی لوں گا  
مگر خدا کے لیے تم اسیرِ غم نہ رہو  
ہوا ہی کیا جو زمانے نے تم کو چھین لیا  
یہاں پہ کون ہوا ہے کسی کا ، سوچو تو  
مجھے قسم ہے مری دکھ بھری جوانی کی  
میں خوش ہوں میری محبت کے پھول ٹھکرا دو

میں اپنی روح کی ہر اک خوشی مٹا لوں گا  
مگر تمہاری مسرت مٹا نہیں سکتا  
میں خود کو موت کے ہاتھوں میں سوپ سکتا ہوں  
مگر یہ بارِ مصائب اٹھا نہیں سکتا  
تمہارے غم کے سوا اور بھی تو غم ہیں مجھے  
نجات جن سے میں اک لحظہ پا نہیں سکتا

یہ اونچے اونچے مکانوں کی ڈیوڑھیوں کے تلے  
ہر ایک گام پہ بھوکے بھکاریوں کی صدا  
ہر ایک گھر میں ہے افلاس اور بھوک کا شور  
ہر ایک سمت یہ انسانیت کی آہ و بکا  
یہ کارخانوں میں لوہے کا شور و غل جس میں  
ہے دفن لاکھوں غریبوں کی روح کا نغمہ

یہ شاہراہوں پہ رنگین ساڑھیوں کی جھلک

ابھی حیات کا ماحول خوشگوار نہیں

تمہارے عہد وفا کو میں عہد کیا سمجھوں  
مجھے خود اپنی محبت پہ اعتبار نہیں

نہ جانے کتنے گلے اس میں مضطرب ہیں ندیم  
وہ ایک دل جو کسی کا گلہ گزار نہیں

گریز کا نہیں قائل حیات سے لیکن  
جو سچ کہوں کہ مجھے موت ناگوار نہیں

یہ کس مقام پہ پہنچا دیا زمانے نے  
کہ اب حیات پہ تیرا بھی اختیار نہیں

## میرے گیت

مرے سرکش ترانے سن کے دنیا یہ سمجھتی ہے  
کہ شاید میرے دل کو عشق کے نغموں سے نفرت ہے  
مجھے ہنگامہ جنگ و جدل میں کیف ملتا ہے  
مری فطرت کو خوں ریزی کے افسانے سے رغبت ہے  
مری دنیا میں کچھ وقعت نہیں ہے رقص و نغمہ کی  
مرا محبوب نغمہ شورِ آہنگِ بغاوت ہے

مگر اے کاش دیکھیں وہ مری پُرسوز راتوں کو  
میں جب تاروں پر نظریں گاڑ کر آنسو بہاتا ہوں  
تصور بن کے بھولی وارداتیں یاد آتی ہیں  
تو سوز و درد کی شدت سے پہروں تلملاتا ہوں  
کوئی خوابوں میں خوابیدہ اُمنگوں کو جگاتی ہے  
تو اپنی زندگی کو موت کے پہلو میں پاتا ہوں

میں شاعر ہوں مجھے فطرت کے نظاروں سے اُلفت ہے  
مرا دل دشمنِ نغمہ سرائی ہو نہیں سکتا  
مجھے انسانیت کا درد بھی بخشا ہے قدرت نے  
مرا مقصد فقط شعلہ نوائی ہو نہیں سکتا  
جواں ہوں میں جوانی لغزشوں کا ایک طوفاں ہے  
مری باتوں میں رنگِ پارسائی ہو نہیں سکتا

مرے سرکش ترانوں کی حقیقت ہے تو اتنی ہے  
کہ جب میں دیکھتا ہوں بھوک کے مارے کسانوں کو  
غریبوں مفلسوں کو بے کسوں کو بے سہاروں کو  
سکتی نازنیوں کو ، تڑپتے نوجوانوں کو  
حکومت کے تشدد کو امارت کے تکبر کو  
کسی کے چیتھڑوں کو اور شہنشاہی خزانوں کو  
تو دل تابِ نشاطِ بزمِ عشرت لا نہیں سکتا

میں چاہوں بھی تو خواب آور ترانے گا نہیں سکتا :

## اشعار

ہر چند مری قوتِ گفتار ہے محبوس  
خاموش مگر طبعِ خود آرا نہیں ہوتی

معمورۂ احساس میں ہے حشر سا برپا  
انسان کی تدلیل گوارا نہیں ہوتی

نالائ ہوں میں بیداریِ احساس کے ہاتھوں  
دنیا مرے افکار کی دنیا نہیں ہوتی

بیگانہ صفت جادۂ منزل سے گزر جا  
ہر چیز سزا وارِ نظارہ نہیں ہوتی

فطرت کی مشیت بھی بڑی چیز ہے لیکن  
فطرت کبھی بے بس کا سہارا نہیں ہوتی

## سوچتا ہوں

سوچتا ہوں کہ محبت سے کنارہ کر لوں

دل کو بیگانہ ترغیب و تمنا کر لوں

سوچتا ہوں کہ محبت ہے جنوں رسوا

Digitized by Google

چند بے کار سے بے ہودہ خیالوں کا ہجوم  
ایک آزاد کو پابند بنانے کی ہوس  
ایک بیگانے کو اپنانے کی سعیِ موہوم

سوچتا ہوں کہ محبت ہے سرور و مستی  
اس کی تنویر سے روشن ہے فضائِ ہستی

سوچتا ہوں کہ محبت ہے بشر کی فطرت  
اس کا مٹ جانا مٹا دینا بہت مشکل ہے  
سوچتا ہوں کہ محبت سے ہے تابندہ حیات  
اور یہ شمع بجھا دینا بہت مشکل ہے

سوچتا ہوں کہ محبت پہ کڑی شرطیں ہیں  
اس تمدن میں مسرت پہ بڑی شرطیں ہیں

سوچتا ہوں کہ محبت ہے اک افسردہ سی لاش  
چادرِ عزت و ناموس میں کفنائی ہوئی  
دورِ سرمایہ کی روندی ہوئی رسوا ہستی  
درگہِ مذہب و اخلاق سے ٹھکرائی ہوئی

سوچتا ہوں کہ بشر اور محبت کا جنوں

ایسے بوسیدہ تمدن میں ہے اک کارِ زبوں

سوچتا ہوں کہ محبت نہ بچے گی زندہ

پیش از وقت کہ سڑ جائے یہ گلتی ہوئی لاش

یہی بہتر ہے کہ بیگانہ الفت ہو کر  
اپنے سینے میں کروں جذبہ نفرت کی تلاش

سوچتا ہوں کہ محبت سے کنارہ کر لوں  
دل کو بیگانہ ترغیب و تمنا کر لوں

## ناکامی

میں نے ہر چند غم عشق کو کھونا چاہا  
غمِ الفت غمِ دنیا میں سمونا چاہا

وہی افسانے مری سمت رواں ہیں اب تک  
وہی شعلے میرے سینے میں نہاں ہیں اب تک  
وہی بے سود خلش ہے میرے سینے میں ہنوز  
وہی بیکار تمنائیں - جواں ہیں اب تک  
وہی گیسو مری راتوں پہ ہیں بکھرے بکھرے  
وہی آنکھیں مری جانب گراں ہیں اب تک

کثرتِ غم بھی مرے غم کا مداوا نہ ہوئی!  
میرے بے چین خیالوں کو سکوں مل نہ سکا  
دل نے دنیا کے ہر ایک درد کو اپنا تو لیا  
مضحل روح کو اندازِ جنوں مل نہ سکا

میری تخیل کا شیرازہ برہم ہے وہی

Digitized by Google

میرے بجھتے ہوئے احساس کا عالم ہے وہی  
وہی بے جان ارادے وہی بے رنگ سوال  
وہی بے روح کشاکش وہی بے چین خیال  
آہ اس کشمکشِ صبح و سنا کا انجام  
میں بھی ناکام مری سعی عمل بھی ناکام

## مجھے سوچنے دے

میری ناکام محبت کی کہانی مت چھیڑ  
اپنی مایوس اُمنگوں کا فسانہ نہ سنا

زندگی تلخ سہی ، زہر سہی ، سَم ہی سہی

درد و آزار سہی ، جبر سہی ، غم ہی سہی

لیکن اس درد و غم و جبر کی وسعت کو تو دیکھ

ظلم کی چھاؤں میں دم توڑتی خلقت کو تو دیکھ

اپنی مایوس اُمنگوں کا فسانہ نہ سنا

میری ناکام محبت کی کہانی مت چھیڑ

جلسہ گاہوں میں یہ دہشت زدہ سہے انبوہ

رہ گزاروں پہ فلاکت زدہ لوگوں کے گردہ

بھوک اور پیاس سے پژمرده سیہ فام زمیں

تیرہ و تار مکاں ، مفلس و بیمار مکین

نوع انسان میں یہ سرمایہ و محنت کا تضاد  
امن و تہذیب کے پرچم تلے قوموں کا فساد  
ہر طرف آتش و آہن کا یہ سیلاب عظیم  
نت نئے طرز پہ ہوتی ہوئی دنیا تقسیم  
لہلہاتے ہوئے کھیتوں پہ جوانی کا سماں  
اور دہقان کے چہرے میں نہ بتی نہ دھواں  
یہ فلک بوس ملیں ، دلکش و سیمیں بازار  
یہ غلاظت پہ جھپٹتے ہوئے بھوکے نادار  
دور ساحل پہ وہ شفاف مکانوں کی قطار  
سرسراتے ہوئے پردوں میں سمٹتے گلزار  
در و دیوار پہ انوار کا سیلاب رواں  
جیسے اک شاعر مدہوش کے خوابوں کا جہاں  
یہ سبھی کیوں ہے یہ کیا ہے مجھے کچھ سوچنے دے  
کون انسان کا خدا ہے مجھے کچھ سوچنے دے  
اپنی مایوس اُمنگوں کا فسانہ نہ سنا  
میری ناکام محبت کی کہانی مت چھیڑ

## اشعار

عقائد وہم ہیں ، مذہب خیال خام ہے ساقی  
ازل سے ذہن انسان بسے ادھام ہے ساقی  
حقیقت آشنائی اصل میں گم کردہ راہی ہے

عروس آگہی پروردہ ابہام ہے ساقی  
مبارک ہو ضعیفی کو خرد کی فلسفہ دانی؟  
جوانی بے نیازِ عبرت انجام ہے ساقی  
ہوں گی اسیرِ حلقہ نیک و بدِ عالم  
محبت ماورائے فکرِ تنگ و نام ہے ساقی  
ابھی تک راستے کے پیچ و خم سے دل دھڑکتا ہے  
مرا ذوقِ طلب شاید ابھی تک خام ہے ساقی  
وہاں بھیجا گیا ہوں چاک کرنے پردہ شب کو  
جہاں ہر صبح کے دامن پہ عکسِ شام ہے ساقی  
مرے ساغر میں مے ہے اور ترے ہاتھوں میں بربط  
ہے  
وطن کی سرزمین میں بھوک سے کہرام ہے ساقی  
زمانہ برسرِ پیکار ہے پُر ہول شعلوں سے  
ترے لب پر ابھی تک نعمۂ خیام ہے ساقی

## صبحِ نوروز

پھوٹ پڑیں مشرق سے کرنیں  
حال بنا ماضی کا فسانہ  
گونجا مستقبل کا ترانہ

بیجے ہیں احباب نے تجھے  
اٹے پڑے ہیں میز کے کونے  
دلہن بنی ہوئی ہیں راہیں  
جشن مناؤ سالِ نو کے

نکلی ہے بنگلے کے در سے  
اک مفلس دہقان کی بیٹی  
افسردہ مرجھائی ہوئی سی  
جسم کے دکھتے جوڑ دہاتی  
آنچل سے سینے کو چھپاتی  
مٹھی میں اک نوٹ دہائے  
جشن مناؤ سالِ نو کے

بھوکے ، زرد ، گداگر بچے  
کار کے پیچھے بھاگ رہے ہیں  
وقت سے پہلے جاگ اٹھے ہیں  
پیپ بھری آنکھیں سہلاتے  
سر کے پھوڑوں کو کھجلاتے  
وہ دیکھو کچھ اور بھی نکلے  
جشن مناؤ سالِ نو کے

گریز

مرا جنونِ وفا ہے زوالِ آمادہ  
شکست ہو گیا تیرا فسوںِ زیبائی  
ان آرزوؤں پہ چھائی ہے گردِ مایوسی  
جنہوں نے تیرے تبسم میں پرورش پائی  
فریبِ شوق کے رنگین طلسم ٹوٹ گئے  
حقیقتوں نے حوادث سے پھر جلا پائی  
سکون و خواب کے پردے سرکتے جاتے ہیں  
دماغ و دل میں وحشت کی کار فرمائی  
وہ تارے جن میں محبت کا نور تاباں تھا  
وہ تارے ڈوب گئے لے کے رنگ و رعنائی  
سلا گئی تھیں جنہیں تیری ملتفت نظریں  
وہ دردِ جاگ اٹھے پھر سے لے کے انگڑائی  
عجیب عالمِ افسردگی ہے رو بہ فروغ  
نہ اب نظر کو تقاضا نہ دل تمنائی  
تری نظر، ترے گیسو، تری جبیں، ترے لب  
مری اداس طبیعت ہے سب سے اکتائی  
میں زندگی کے حقائق سے بھاگ آیا تھا  
کہ مجھ کو خود میں چھپا لے تری فسوں زائی  
مگر یہاں بھی تعاقب کیا حقائق نے

مرا جنون وفا ہے زوال آمادہ  
شکست ہو گیا تیرا فسوں زیبائی

### کچھ باتیں

دیس کے اِدبار کی باتیں کریں  
اجنبی سرکار کی باتیں کریں  
اگلی دنیا کے فسانے چھوڑ کر  
اسی جہنم زار کی باتیں کریں  
ہو چکے اوصاف پردے کے بیاں  
شاید بازار کی باتیں کریں



دہر کے حالات کی باتیں کریں  
اس مسلسل رات کی باتیں کریں  
من و سلوئی کا زمانہ جا چکا  
بھوک اور آفات کی باتیں کریں  
آؤ پرکھیں دین کے اوہام کو  
علم موجودات کی باتیں کریں

یہاں بھی مل نہ سکی جنت شکیبائی  
ہر ایک ہاتھ میں لے کر ہزار آئینے  
حیات بند درپچوں سے بھی گزر آئی  
مرے ہر ایک طرف ایک شور گونج اٹھا  
اور اس میں ڈوب گئی عشرتوں کی شہنائی  
کہاں تاک کوئی زندہ حقیقتوں سے بچے  
کہاں تلک کرے چھپ چھپ کے نغمہ پیرائی  
وہ دیکھ سامنے کے پرشکوہ ایوان سے  
کسی کرائے کی لڑکی کی چیخ ٹکرائی  
وہ پھر سماج نے دو پیار کرنے والوں کو  
سزا کے طور پہ بخشی طویل تنہائی  
پھر ایک تیرہ و تاریک جھوپڑی کے تلے  
سکستے بچے پہ بیوہ کی آنکھ بھر آئی  
وہ پھر بکی کسی مجبور کی جواں بیٹی!  
وہ پھر جھکا کسی در پر غرور برنائی  
وہ پھر کسانوں کے مجمع پہ گن مشینوں سے  
حقوق یافتہ طبقے نے آگ برسائی  
سکوتِ حلقہ زنداں سے ایک گونج اٹھی  
اور اس کے ساتھ مرے ساتھیوں کی یاد آئی  
نہیں نہیں مجھے یوں ملتفت نظر سے نہ دیکھ  
نہیں نہیں مجھے اب تابِ نغمہ پیرائی





جابر و مجبور کی باتیں کریں  
اس کہن دستور کی باتیں کریں

تاج شاہی کے قصیدے ہو چکے

فائدہ کش جمہور کی باتیں کریں

گرنے والے قصر کی توصیف کیا

تیشہ مزدور کی باتیں کریں

چکلے

یہ کوچے یہ نیلام گھر دلکشی کے

یہ لٹتے ہوئے کارواں زندگی کے

کہاں ہیں کہاں ہیں محافظ خودی کے

ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ پُر پیچ گلیاں یہ بے خواب بازار

یہ گمنام راہی یہ سبکوں کی جھنکار

یہ عصمت کے سودے یہ سودوں پہ تکرار

ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

تغفن سے پُر نیم روشن یہ گلیاں

یہ مسلی ہوئی ادھ کھلی زرد گلیاں

یہ بکتی ہوئی کھوکھلی رنگ رلیاں

ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

وہ اُجلے درپچوں میں پائل کی چھن چھن

تنفس کی الجھن پہ طبلے کی دھن دھن

یہ بے روح کمروں میں کھانسی کی ٹھن ٹھن

ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ گونجتے ہوئے قہقہے راستوں پر

یہ چاروں طرف بھیڑ سی کھڑکیوں پر

یہ آوازے کھینچتے ہوئے آنچلوں پر

ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ پھولوں کے گجرے یہ پکیوں کے چھینٹے

یہ بے باک نظریں یہ گستاخ فقرے

یہ ڈھلکے بدن اور یہ مدقوق چہرے

ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ بھوکی نگاہیں حسینوں کی جانب

یہ بڑھتے ہوئے ہاتھ سینوں کی جانب

لپکتے ہوئے پاؤں زینوں کی جانب

ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں؟  
یہاں پیر بھی آچکے ہیں جواں بھی  
تومند بیٹے بھی ، ابا میاں بھی  
یہ بیوی بھی ہے اور بہن بھی ہے ماں بھی  
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی  
یشودھا کی ہم جنس رادھا کی بیٹی  
پیہر کی اُمت ، زلیخا کی بیٹی  
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

بلاؤ خدایان دیں کو بلاؤ  
یہ کوچے ، یہ گلیاں ، یہ منظر دکھاؤ  
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کو لاؤ  
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

## طرح نو

سچی بقائے شوکتِ اسکندری کی خیر  
ماحولِ خشتِ بار میں شیشہ گری کی خیر

بیزار ہے کنشت و کلیسا سے اک جہاں  
سوداگرانِ دین کی سوداگری کی خیر

فاقد کشوں کے خون میں ہے جوشِ انتقام  
سرمایہ کے فریبِ جہاں پروری کی خیر  
طبقاتِ مبتذل میں ہے تنظیم کی نمود  
شاہنشہوں کے ضابطہ خود سری کی خیر  
احساس بڑھ رہا ہے حقوقِ حیات کا  
پیدائشی حقوقِ ستم پروری کی خیر  
ابلیس خندہ زن ہے مذاہب کی لاش پر  
پیغمبرانِ دہر کی پیغمبری کی خیر  
صحنِ جہاں میں رقصِ کناں ہیں تباہیاں  
آقائے ہست و بود کی صنعت گری کی خیر  
شعلے لپک رہے ہیں جہنم کی گود سے  
باغِ جناں میں جلوہ حور و پری کی خیر  
انسان الٹ رہا ہے رُخِ زیست سے نقاب  
مذہب کے اہتمامِ فسوں پروری کی خیر  
الہاد کر رہا ہے مرتبِ جہانِ نو  
دیر و حرم کے حیلہ غارت گری کی خیر

## تاج محل

تاج تیرے لیے اک مظہرِ اُلفت ہی سہی  
تجھ کو اس وادی رنگیں سے عقیدت ہی سہی

میری محبوب کہیں اور ملا کر مجھ سے  
بزمِ شاہی میں غریبوں کا گزر کیا معنی؟  
ثبت جس راہ میں ہوں سطوتِ شاہی کے نشان  
اس پہ اُلفت بھری روحوں کا سفر کیا معنی؟

میری محبوب پس پردہ تشہیر وفا  
تو نے سطوت کے نشانوں کو تو دیکھا ہوتا  
مردہ شاہوں کے مقابر سے بہلنے والی  
اپنے تاریک مکانوں کو تو دیکھا ہوتا

ان گنت لوگوں نے دنیا میں محبت کی ہے  
کون کہتا ہے کہ صادق نہ تھے جذبے ان کے  
لیکن ان کے لیے تشہیر کا سامان نہیں  
کیونکہ وہ لوگ بھی اپنی ہی طرح مفلس تھے

یہ عمارات و مقابر یہ فصیلیں یہ حصار  
مطلق الحکم شہنشاہوں کی عظمت کے ستوں  
سینہ دہر کے ناسور ہیں کہنہ ناسور

جذب ہے ان میں ترے اور مرے اجداد کا خوں

میری محبوب! انہیں بھی تو محبت ہو گی!  
جن کی صنای نے بخشی ہے اسے شکلِ جمیل  
ان کے پیازوں کے مقابر رہے بے نام و نمود  
آج تک ان پہ جلائی نہ کسی نے قندیل

یہ چمن زار یہ جمنہ کا کنارہ یہ محل  
یہ منقش در و دیوار یہ محراب یہ طاق  
اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر  
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

میری محبوب! کہیں اور ملا کر مجھ سے

## لمحہ غنیمت

مسکرا اے زمین تیرہ و تار  
سر اٹھا اے دبی ہوئی مخلوق  
دیکھ وہ مغربی افق کے قریب  
آندھیاں پیچ و تاب کھانے لگیں  
اور پرانے قمار خانے میں  
کہنہ شاطر بہم اُلجھنے لگے  
کوئی تیری طرف نہیں نگراں

یہ گراں بار ، سرد زنجیریں  
 زنگ خوردہ ہیں ، آہنی ہی سہی  
 آج موقع ہے ، ٹوٹ سکتی ہیں  
 فرصت یک نفس غنیمت جان  
 سر اٹھا ، اے دلی ہوئی مخلوق

## طلوع اشتراکیت

جشن پیا ہے کٹیاؤں میں ، اونچے ایواں کانپ رہے ہیں  
 مزدوروں کے بگڑے تیور دیکھ کے سلطان کانپ رہے ہیں  
 جاگے ہیں افلاس کے مارے ، اٹھے ہیں بے بس دُکھیارے  
 سینوں میں طوفاں کا تلاطم ، آنکھوں میں بجلی کے شرارے  
 چوک چوک پر گلی گلی میں سرخ پھریرے لہراتے ہیں  
 مظلوموں کے باغی لشکر سیلِ صفت اُٹدے آتے ہیں  
 شاہی درباروں کے در سے فوجی پہرے ختم ہوئے ہیں  
 ذاتی جاگیروں کے حق اور مہمل دعوے ختم ہوئے ہیں  
 شور مچا ہے بازاروں میں ، ٹوٹ گئے در زندانوں کے  
 واپس مانگ رہی ہے دنیا غصب شدہ حق انسانوں کے  
 رسوا بازاری خاتونیں حق نسائی مانگ رہی ہیں  
 صدیوں کی خاموش زبانیں سحر نوائی مانگ رہی ہیں

روندی کچلی آوازوں کے شور سے دھرتی گونج اُٹھی ہے  
 دنیا کے انیائے نگر میں حق کی پہلی گونج اُٹھی ہے  
 جمع ہوئے ہیں چوراہوں پر آ کر بھوکے اور گداگر  
 ایک لپکتی آندھی بن کر ایک بھبکتا شعلہ ہو کر  
 کاندھوں پر سنگین کدالیں ہونٹوں پر بے باک ترانے  
 دہقانوں کے دل نکلے ہیں اپنی بگڑی آپ بنانے  
 آج پرانی تدبیروں سے آگ کے شعلے تھم نہ سکیں گے  
 ابھرے جذبے دب نہ سکیں گے اکھڑے پرچم جم نہ سکیں گے  
 راج محل کے دربانوں سے یہ سرکش طوفاں نہ رُکے گا  
 چند کرائے کے تنکوں سے سیل بے پایاں نہ رُکے گا  
 کانپ رہے ہیں ظالم سلطان ٹوٹ گئے دل جباروں کے  
 بھاگ رہے ہیں ظلِ الہی منہ اُترے ہیں غداروں کے  
 ایک نیا سورج چمکا ہے ، ایک انوکھی ضووباری ہے  
 ختم ہوئی افراد کی شاہی ، اب جمہور کی سالاری ہے

## اجنبی محافظ

اجنبی دیس کے مضبوط گراںڈیل جوان  
 اونچے ہوٹل کے درِ خاص پہ استاد ہیں  
 اور نیچے مرے مجبور وطن کی گلیاں

جن میں آوارہ پھرا کرتے ہیں بھوکوں کے جھوم  
 زرد چہروں پہ نقاہت کی نمود  
 خون میں سینکڑوں سالوں کی غلامی کا جھود  
 علم کے نور سے عاری ..... محروم  
 فلک ہند کے افسردہ ..... نجوم  
 جن کی تخیل کے پر  
 چھو نہیں سکتے ہیں اس اونچی پہاڑی کا سرا  
 جس پہ ہوٹل کے درپچوں میں کھڑے ہیں تن کر  
 اجنبی دیس کے مضبوط گرانڈیل جواں  
 منہ میں سگریٹ لیے ہاتھوں میں برانڈی کا گلاس  
 جیب میں نقرئی سکوں کی کھنک  
 بھوکے دہقانوں کے ماتھے کا عرق  
 رات کو جس کے عوض بکتا ہے  
 کسی افلاس کی ماری کا تقدس ..... یعنی  
 کسی دوشیزہ مجبور کی عصمت کا غرور  
 محفل عیش کے گونجے ہوئے ایوانوں میں  
 اونچے ہوٹل کے شہستانوں میں  
 قیمتیہ مارتے ہنستے ہوئے استادہ ہیں  
 اجنبی دیس کے مضبوط گرانڈیل جواں

اسی ہوٹل کے قریب  
 بھوکے مجبور غلاموں کے گروہ  
 ٹکٹنگی باندھ کے تکتے ہوئے اوپر کی طرف  
 منتظر بیٹھے ہیں اس ساعت نایاب کے جب  
 بوٹ کی نوک سے نیچے پھینکے  
 اجنبی دیس کے بے فکر جوانوں کا گروہ  
 کوئی سکھ، کوئی سگریٹ، کوئی کیک  
 یا ڈبل روٹی کے جھوٹے ٹکڑے  
 چھینا چھٹی کے مناظر کا مزہ لینے کو  
 پالتو کتوں کے احساس پہ ہنس دینے کو  
 بھوکے مجبور غلاموں کا گروہ  
 ٹکٹنگی باندھ کے تکتا ہوا استادہ ہے  
 کاش یہ بے حس و بے وقعت و بیدل انساں  
 روم کے ظلم کی زندہ تصویر  
 اپنا ماحول بدل دینے کے قابل ہوتے  
 ڈیڑھ سو سال کے پابند سلاسل کتے  
 اپنے آقاؤں سے لے سکتے خراج قوت  
 کاش یہ اپنے لیے آپ صف آرا ہوتے  
 اپنی تکلیف کا خود آپ مداوا ہوتے

ان کے دل میں ابھی باقی رہتا  
قوی غیرت کا وجود

ان کے سنگین وسیہ سینوں میں  
گل نہ ہوتی ابھی احساس کی شمع

اور پورب سے اُٹتے ہوئے خطرے کے لئے  
یہ کرائے کے محافظ نہ منگانے پڑتے

### بلاوا

دیکھو دور افق کی ضو سے جھانک رہا ہے سرخ سورا  
جاگو اے مزدور کسانو! اٹھو اے مظلوم انسانو!

دھرتی کے ان داتا تم ہو  
جگ کے پران ودھاتا تم ہو  
دھنیوں کی خوشحالی تم ہو  
کھیتوں کی ہریالی تم ہو  
اونچے محل بنائے تم نے  
شاہی تخت سجائے تم نے  
ہیرے لعل نکالے تم نے  
نیزے بھالے ڈھالے تم نے  
ہر بگیا کے مالی تم ہو

اس سنار کے والی تم ہو  
وقت ہے دھرتی کو اپنا لو  
آگے بڑھو ہتھیار سنبھالو

اٹھو اے مظلوم انسانو! جاگو اے مزدور کسانو!

دیکھو دھرتی کانپ رہی ہے  
گرد پھریے ڈھانپ رہی ہے  
کشت کی جولا پھوٹ پڑی ہے  
وقت ہے تھوڑا جنگ کڑی ہے  
پھیل رہے ہیں کال کے گھیرے  
تھامو اپنے سرخ پھریے  
تم ہو جگ جنتا کے سینک  
پاپ کے ناشک متیہ کے رکھشک  
بھوک کے عادی ظلم کے پالے  
کالی کنیاؤں کے اُجالے  
کیا روکے گی تم کو شاہی  
تم ہو بہادر سرخ سپاہی

جاگو اے مزدور کسانو! اٹھو اے مظلوم انسانو!  
دیکھو دور افق کی ضو سے جھانک رہا ہے سرخ سورا

## شہزادے

ذہن میں عظمتِ اجداد کے قصے لے کر  
اپنے تاریک گھروندوں کے خلا میں کھو جاؤ  
مرمریں خوابوں کی پریوں سے لپٹ کر سو جاؤ  
ابر پاروں پہ چلو، چاندستاروں میں اُڑو  
یہی اجداد سے ورثہ میں ملا ہے تم کو  
دور مغرب کی فضاؤں میں دہکتی ہوئی آگ  
اہل سرمایہ کی آویزش باہم نہ سہی  
جنگ سرمایہ و محنت ہی سہی

دور مغرب میں ہے، مشرق کی فضا میں تو نہیں  
تم کو مغرب کے بکھیڑوں سے بھلا کیا لینا؟  
تیرگی ختم ہوئی سرخ شعائیں پھیلیں  
دور مغرب کی فضاؤں میں ترانے گونجے  
فتحِ جمہور کے انصاف کے آزادی کے  
ساحلِ شرق پہ گیسوں کا دھواں چھانے لگا  
آگ برسانے لگے اجنبی توپوں کے دہن  
خواب گاہوں کی چھتیں گرنے لگیں

اپنے بستر سے اٹھو  
نئے آقاؤں کی تعظیم کرو

اور..... پھر اپنے گھروندوں کے خلا میں کھو جاؤ  
تم بہت دیر..... بہت دیر تک سوئے رہے

## شعاعِ فردا

تیرہ و تار فضاؤں میں ستم خوردہ بشر  
اور کچھ دیر اُجالے کے لیے ترے گا  
اور کچھ دیر اُٹھے گا دل گیتی سے دھواں  
اور کچھ دیر فضاؤں سے لہو برے گا  
اور پھر احمریں ہونٹوں کے تبسم کی طرح  
رات کے چاک سے پھوٹے گی شعاعوں کی لکیر  
اور جمہور کے بیدار تعاون کے طفیل  
ختم ہو جائے گی انسان کے لہو کی تقطیر  
اور کچھ دیر بھٹک لے مرے دربانہ ندیم  
اور کچھ دن ابھی زہر آب کے ساغر پی لے  
نور افشاں چلی آتی ہے عروسِ فردا  
حال تاریک و سم افشاں سہی لیکن جی لے

## بنگال

جہان کہنہ کے مفلوج فلسفہ دانو!  
نظامِ نو کے تقاضے سوال کرتے ہیں



یہ شاہراہیں اسی واسطے بنی تھیں کیا،  
کہ ان پہ دیس کی جتنا سک سک کے مرے  
زمیں نے کیا اس کارن اناج اگلا تھا  
کہ نسل آدم و حوا بلک بلک کے مرے

ملیں اسی لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں

کہ دختران وطن تار تار کو ترسیں،

چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سینچا تھا؟

کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

زمیں کی قوتِ تخلیق کے خداوندو!

ملوں کے منتظمو! سلطنت کے فرزندوں

پچاس لاکھ فردہ گلے سڑے ڈھانچے

نظام زر کے خلاف احتجاج کرتے ہیں

خروش ہونٹوں سے دم توڑتی نگاہوں سے

بشر بشر کے خلاف احتجاج کرتے ہیں

## فن کار

میں نے جو گیت ترے پیار کی خاطر لکھے

آج ان گیتوں کو بازار میں لے آیا ہوں

آج دکان پہ نیلام اٹھے گا ان کا

تو نے جن گیتوں پہ رکھی تھی محبت کی اساس

آج چاندی کے ترازو میں تلے گی ہر چیز

میرے افکار ، مری شاعری ، میرا احساس

جو تری ذات سے منسوب تھے ، ان گیتوں کو

مفلسی جنس بنانے پہ اتر آئی ہے

بھوک تیرے رُخ رنگیں کے فسانوں کے عوض

چند اشیائے ضرورت کی تمنائی ہے

دیکھ اس عرصہ گہبہ محنت و سرمایہ میں

میرے نفعے بھی مرے پاس نہیں رہ سکتے

تیرے جلوے کسی زردار کی میراث سہی

تیرے خاکے بھی مرے پاس نہیں رہ سکتے

آج ان گیتوں کو بازار میں لے آیا ہوں

میں نے جو گیت تیرے پیار کی خاطر لکھے

## کبھی کبھی

کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے

کہ زندگی تری زلفوں کی نرم چھاؤں میں

گزرنے پاتی تو شاداب ہو بھی سکتی تھی

یہ تیرگی جو مری زیت کا مقدر ہے

تری نظر کی شعاعوں میں کھو بھی سکتی تھی

عجب نہ تھا کہ میں بے گانہ الم ہو کر  
ترے جمال کی رعنائیوں میں کھو رہتا  
ترا گداز بدن ، تیری نیم باز آنکھیں  
انہی حسین فسانوں میں محو ہو رہتا

## فرار

اپنے ماضی کے تصور سے ہراساں ہوں میں  
اپنے گزرے ہوئے ایام سے نفرت ہے مجھے  
اپنی بے کار تمناؤں پہ شرمندہ ہوں  
اپنی بے سود اُمیدوں پہ ندامت ہے مجھے

میرے ماضی کو اندھیرے میں دبا رہنے دو  
میرا ماضی مری ذلت کے سوا کچھ بھی نہیں  
میری اُمیدوں کا حاصل میری کاوش کا صلہ  
ایک بے نام اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں

کتنی بے کار اُمیدوں کا سہارا لے کر  
میں نے ایوان سجائے تھے کسی کی خاطر  
کتنی بے ربط تمناؤں کے مبہم خاکے  
اپنے خوابوں میں بسائے تھے کسی کی خاطر

مجھ سے اب میری محبت کے فسانے نہ کہو  
مجھ کو کہنے دو کہ میں نے انہیں چاہا ہی نہیں  
اور وہ مست نگاہیں جو مجھے بھول گئیں

پکارتیں مجھے جب تنخیاں زمانے کی  
ترے لبوں سے حلاوت کے گھونٹ پی لیتا  
حیات پیچتی پھرتی برہنہ سر اور میں  
گھنیری زلفوں کے سائے میں چھپ کے جی لیتا

مگر یہ ہو نہ سکا اور اب یہ عالم ہے  
کہ تو نہیں ترا غم ، تیری جستجو بھی نہیں  
گزر رہی ہے کچھ اس طرح زندگی جیسے  
اسے کسی کے سہارے کی آرزو بھی نہیں

زمانے بھر کے دُکھوں کو لگا چکا ہوں گلے  
گزر رہا ہوں کچھ انجانی رہ گزاروں سے  
مہیب سائے مری سمت بڑھتے آتے ہیں  
حیات و موت کے پرہول خار زاروں سے

نہ کوئی جادہ منزل نہ روشنی کا سراغ  
بھٹک رہی ہے خلاؤں میں زندگی میری  
انہی خلاؤں میں رہ جاؤں گا کبھی کھو کر

میں نے ان مست نگاہوں کو سراہا ہی نہیں

مجھ کو کہنے دو کہ میں آج بھی جی سکتا ہوں

عشق ناکام سہی، زندگی ناکام نہیں

ان کو اپنانے کی خواہش انہیں پانے کی طلب

شوق بے کار سہی، سعی غم انجام نہیں

وہی گیسو، وہی نظریں وہی عارض، وہی جسم

میں جو چاہوں تو مجھے اور بھی مل سکتے ہیں

وہ کنول جن کو کبھی ان کے لیے کھلنا تھا

ان کی نظروں سے بہت دور بھی کھل سکتے ہیں

## کل اور آج

کل بھی بوندیں برسی تھیں

کل بھی بادل چھائے تھے

.....اور کوئی نے سوچا تھا

بادل یہ آکاش کے سپنے ان زلفوں کے سائے ہیں

دوش ہوا پر میخانے ہی میخانے گھر آئے ہیں

رت بدلے گی پھول کھلیں گے جھونکے مدھ برسائیں گے

اُجلے اُجلے کھیتوں میں رنگیں آنچل لہرائیں گے

چرواہے ہنسی کی دھن سے گیت فضا میں بوئیں گے

آموں کے جھنڈوں کے نیچے پر دیسی دل کھوئیں گے

پینگ بڑھاتی گوری کے ماتھے سے کوندے پلکیں گے

جو ہڑ کے ٹھہرے پانی میں تارے آنکھیں جھپکیں گے

اُجھی اُجھی راہوں میں وہ آنچل تھامے آئیں گے

دھرتی، پھول، آکاش، ستارے پنا سا بن جائیں گے

کل بھی بوندیں برسی تھیں

کل بھی بادل چھائے تھے

.....اور کوئی نے سوچا تھا

(۲)

آج بھی بوندیں برسیں گی

آج بھی بادل چھائے ہیں

.....اور کوئی اس سوچ میں ہے

بستی پر بادل چھائے ہیں پر یہ بستی کس کی ہے

دھرتی پر امرت برے گا لیکن دھرتی کس کی ہے

مل جوتے گی کھیتوں میں الہڑ ٹولی دہقانوں کی

دھرتی سے پھوٹے گی محنت فاقہ کش انسانوں کی

فصلیں کاٹ کے محنت کش غلے کے ڈھیر لگائیں گے

جاگیروں کے مالک آ کر سب پونجی لے جائیں گے

بوڑھے دہقانوں کے گھر بننے کی قرقی آئے گی  
اور قرضے کے سود میں کوئی گوری بیچی جائے گی

آج بھی جتنا بھوکی ہے اور کل بھی جتنا ترسی تھی  
آج بھی رم جہم برکھا ہوگی کل بھی بارش برسی تھی

آج بھی بادل چھائے ہیں

آج بھی بوندیں برسیں گی

.....اور کوئی اس سوچ میں ہے

## ہراس

تیرے ہونٹوں پہ تبسم کی وہ ہلکی سی لکیر  
میری تخیل میں رہ رہ کے جھلک اٹھتی ہے  
یوں اچانک تیرے عارض کا خیال آتا ہے  
جیسے ظلمت میں کوئی شمع بھڑک اٹھتی ہے

تیرے پیراہن رنگیں کی جنوں خیز مہک  
خواب بن بن کے مرے ذہن میں لہراتی ہے  
رات کی سرد خموشی میں ہر اک جھونکے سے  
تیرے انفاس ، ترے جسم کی آغچ آتی ہے

میں سلگتے ہوئے رازوں کو عیاں تو کر دوں  
لیکن ان رازوں کی تشہیر سے جی ڈرتا ہے

رات کے خواب اُجالے میں بیاں تو کر دوں  
ان حسین خوابوں کی تعبیر سے جی ڈرتا ہے

تیری سانسوں کی تھکن ، تیری نگاہوں کا سکوت  
درحقیقت کوئی رنگین شرارت ہی نہ ہو  
میں جسے پیار کا انداز سمجھ بیٹھا ہوں  
وہ تبسم وہ تکلم تری عادت ہی نہ ہو

سوچتا ہوں کہ تجھے مل کے میں جس سوچ میں ہوں  
پہلے اس سوچ کا مقصود سمجھ لوں تو کہوں  
میں ترے شہر میں انجان ہوں پردیسی ہوں  
تیرے الطاف کا مفہوم سمجھ لوں تو کہوں

کہیں ایسا نہ ہو پاؤں مرے تھرا جائیں  
اور تری مرمریں بانہوں کا سہارا نہ ملے  
اشک بہتے رہیں خاموش سیہ راتوں میں  
اور ترے ریشمی آنچل کا کنارہ نہ ملے

## اسی دورا ہے پر

اب نہ ان اونچے مکانوں میں قدم رکھوں گا  
میں نے اک بار یہ پہلے بھی قسم کھائی تھی  
اپنی نادار محبت کی شکستوں کے طفیل

زندگی پہلے بھی شرمائی تھی جھنجھلائی تھی

اور یہ عہد کیا تھا کہ بہ اس حال تباہ  
ب کبھی پیار بھرے گیت نہیں گاؤں گا  
کسی چلمن نے پکارا بھی تو بڑھ جاؤں گا  
کوئی دروازہ کھلا بھی تو پلٹ آؤں گا

پھر ترے کانپتے ہونٹوں کی فسون کا رہی  
جال بنے لگی، بنتی رہی، بنتی ہی رہی  
میں کھنچا تجھ سے، مگر تو مری راہوں کے لیے  
پھول چنتی رہی، چنتی رہی، چنتی ہی رہی

برف برسائی مرے ذہن و تصور نے مگر  
دل میں اک شعلہ بے نام سا لہرا ہی گیا  
تیری چپ چاپ نگاہوں کو سلگتے پا کر  
میری بیزار طبیعت کو بھی پیار آ ہی گیا

اپنی بدلی ہوئی نظروں کے تقاضے نہ چھپا  
میں اس انداز کا مفہوم سمجھ سکتا ہوں  
تیرے زر کار درپچوں کی بلندی کی قسم  
اپنے اقدام کا مقصود سمجھ سکتا ہوں

اب نہ ان اونچے مکانوں میں قدم رکھوں گا  
میں نے اک بار یہ پہلے بھی قسم کھائی تھی

اسی سرمایہ و افلاس کے دور ہے پر  
زندگی پہلے بھی شرمائی تھی جھنجھلائی تھی



مجھے معلوم ہے انجامِ رودادِ محبت کا  
مگر کچھ اور تھوڑی دیر سعیِ رائیگاں کر لوں

## ایک تصویر رنگ

میں نے جس وقت تجھے پہلے پہل دیکھا تھا  
تو جوانی کا کوئی خواب نظر آئی تھی  
حسن کا نغمہ جاوید ہوئی تھی معلوم  
عشق کا جذبہ بے تاب نظر آئی تھی

اے طرب زار جوانی کی پریشاں تلی  
تو بھی اک بوئے گرفتار ہے معلوم نہ تھا  
تیرے جلوؤں میں بہاریں نظر آتی تھیں مجھے  
تو ستم خوردہ ادبار ہے معلوم نہ تھا

تیرے نازک سے پروں پر زر و سیم کا بوجھ  
تیری پرواز کو آزاد نہ ہونے دے گا

تو نے راحت کی تمنا میں جو غم پالا ہے  
وہ تری روح کو آباد نہ ہونے دے گا

تو نے سرمائے کی چھاؤں میں پینے کے لیے  
اپنے دل ، اپنی محبت کا لہو بیچا ہے  
دل کی تزئینِ فردہ کا اثاثہ لیکر  
شوخی راتوں کی مسرت کا لہو بیچا ہے  
بزمِ خوردہ ہیں تخیل کی اڑانیں تیری  
تیرے گیتوں میں تری روح کے غم پلتے ہیں  
سرگیں آنکھوں میں یوں حسرتیں لو دیتی ہیں  
جیسے ویران مزاروں پہ دیے جلتے ہیں

اس سے کیا فائدہ؟ رنگین لبادوں کے تلے  
روح جلتی رہے ، گھلتی رہے ، پژمرده رہے  
ہونٹ ہنستے ہوں دکھاوے کے تبسم کے لئے  
دل غمِ زیست سے بوجھل رہے ، آزرده رہے

دل کی تسکین بھی ہے آسائشِ ہستی کی دلیل  
زندگی صرف زر و سیم کا پیمانہ نہیں  
زیستِ احساس بھی ہے ، شوق بھی ہے ، درد بھی ہے  
صرف انفاس کی ترتیب کا افسانہ نہیں

عمر بھر ریگتے رہنے سے کہیں بہتر ہے  
ایک لمحہ جو تری روح میں وسعت بھر دے

ایک لمحہ جو ترے گیت کو شوخی دے دے  
ایک لمحہ جو تری لے میں مسرت بھر دے

## ایک شام

قہقروں کی زہر اگلتی روشنی  
سنگِ دل پر ہول دیواروں کے سائے  
آہنی بت ، دیو پیکر اجنبی  
چینتی چنگھاڑتی خونیں سرمائے  
روح ابھی جا رہی ہے کیا کروں

چار جانب ارتعاشِ رنگ و نور  
چار جانب اجنبی بانہوں کے جال  
چار جانب خوں فشاں پرچمِ بلند  
میں ، مری غیرت مرا دستِ سوال  
زندگی شرما رہی ہے ، کیا کروں ۔

کارگاہِ زیست کے ہر موڑ پر  
روح چنگیزی براؤگندہ نقاب  
تھام اے صبحِ جہانِ نو کی ضو  
جاگ اے مستقبلِ انساں کے خواب

آس ڈوبی جا رہی ہے کیا کروں

## احساسِ کامران

افقِ روس سے پھوٹی ہے نئی صبح کی وضو  
شب کا تاریک جگر چاک ہوا جاتا ہے  
تیرگی جتنا سنہلنے کے لیے رکتی ہے  
سرخ سیل اور بھی بے باک ہوا جاتا ہے

سامراج اپنے ویلیوں پہ بھروسہ نہ کرے  
کہنہ زنجیروں کی جھنکاریں نہیں رہ سکتیں  
جذبہ نصرتِ جمہور کی بڑھتی رو میں  
ملک اور قوم کی دیواریں نہیں رہ سکتیں

سنگ و آہن کی چٹائیں ہیں عوامی جذبے  
موت کے ریگتے سایوں سے کہو ہٹ جائیں  
کروٹیں لے کے مچلنے کو ہے سیلِ انوار  
تیرہ و تار گھاؤں سے کہو چھٹ جائیں

سالہا سال کے بے چین شراروں کا خروش  
اک نئی زیت کا دروازہ کیا چاہتا ہے  
عزمِ آزادیِ انساں، بہ ہزاراں جبروت  
اک نئے دور کا آغاز کیا چاہتا ہے

برتر اقوام کے مغرور خداؤں سے کہو  
آخری بار ذرا اپنا ترانہ دھرائیں

اور پھر اپنی سیاست پہ پشیمیاں ہو کر  
اپنے ناکام ارادوں کا کفن بھی لے آئیں

سرخ طوفان کی موجوں کو جکڑنے کے لیے  
کوئی زنجیر گراں کام نہیں آ سکتی  
قص کرتی ہوئی کرنوں کے تلاطم کی قسم  
عرصہ دہر پہ اب شام نہیں چھا سکتی



موت آ گئی نہ ہو مرے ذوقِ امید کو  
محرومیوں میں کیف سا پانے لگا ہوں میں

## میں نہیں تو کیا؟

مرے لیے یہ تکلف، یہ دکھ یہ حسرت کیوں  
مری نگاہِ طلب، آخری نگاہ نہ تھی  
حیاتِ زارِ جہاں کی طویل راہوں میں  
ہزار دیدہ حیران نفسوں بکھیریں گے  
ہزار چشمِ تمنا بنے گی دستِ سوال  
نکل کے خلوتِ غم سے نظر اٹھاؤ تو

وہی شفق ہے، وہی وضو ہے، میں نہیں تو کیا؟



مرے بغیر بھی تم کامیاب عشرت تھیں  
 میرے بغیر بھی آباد تھے نشاط کدے  
 مرے بغیر بھی تم نے دیے جلّائے ہیں  
 مرے بغیر بھی دیکھا ہے ظلمتوں کا نزول  
 مرے نہ ہونے سے امید کا زیاں کیوں ہو  
 بڑھی چلو مئے عشرت کے جام چھلکاتی  
 تمہاری سچ، تمہارے بدن کے پھولوں پر

اسی بہار کا پرتو ہے ، میں نہیں تو کیا؟  
 مرے لیے یہ اداسی ، یہ سوگ کیوں آخر  
 ملیج چہرے پہ گردِ فردگی کیسی؟  
 بہارِ غازہ سے عارض کو تازگی بخشو  
 علیل آنکھوں میں کاجل لگاؤ، رنگ بھرو  
 سیاہ جوڑے میں کلیوں کی کہکشاں گوندھو  
 ہزار ہانپتے سینے ہزار کانپتے لب  
 تمہاری چشمِ توجہ کے منتظر ہیں ابھی  
 جلو میں نغمہ و رنگ و بہار و نور لیے  
 حیات گرمِ تگ و دو ہے ، میں نہیں تو کیا؟

## خودکشی سے پہلے

اُف یہ بے درد سیاہی یہ ہوا کے جھونکے  
 کس کو معلوم ہے اس شب کی سحر ہو کہ نہ ہو

اک نظر تیرے درپچے کی طرف دیکھ تو لوں  
 ذوقی آنکھوں میں پھر تابِ نظر ہو کہ نہ ہو

ابھی روشن ہیں ترے گرم شبستاں کے دیے  
 نیلگوں پردوں سے چھنتی ہیں شعائیں اب تک  
 اجنبی ہانہوں کے جلقے میں لچکتی ہوں گی  
 تیرے مہکے ہوئے بالوں کی ردائیں اب تک  
 سرد ہوتی ہوئی جی کے دھوئیں کے ہمراہ  
 ہاتھ پھیلائے بڑھے آتے ہیں بوجھل سائے  
 کون پونچھے مری آنکھوں کے سلگتے آنسو  
 کون الجھے ہوئے بالوں کی گرہ سلجھائے

آہ یہ غارِ ہلاکت ، یہ دیے کا محبس  
 عمر اپنی انہی تاریک مکانون میں کٹی  
 زندگی فطرتِ بے حس کی پرانی تقصیر  
 اک حقیقت تھی مگر چند فسانوں میں کٹی

کتنی آسائیں ہنستی رہیں ایوانوں میں  
 کتنے درِ میری جوانی پر سدا بند رہے  
 کتنے ہاتھوں نے بنا اطلس و کنوَاب مگر  
 میرے ملبوس کی تقدیر میں پیوند رہے

ظلم سہتے ہوئے انسانوں کے اس مقل میں  
 کوئی فردا کے تصور سے کہاں تک پہلے

عمر بھر ریگتے رہنے کی سزا ہے جینا  
ایک دو دن کی اذیت ہو تو کوئی سہہ لے  
وہی ظلمت ہے فضاؤں پہ ابھی تک طاری  
جانے کب ختم ہو انساں کے لہو کی تقطیر  
جانے کب بکھرے سیہ پوش فضا کا جو بن  
جانے کب جاگے ستم خوردہ بشر کی تقدیر

ابھی روشن ہیں تیرے گرم شبستاں کے دیے  
آج میں موت کے غاروں میں اتر جاؤں گا  
اور دم توڑتی بتی کے دھوئیں کے ہمراہ  
سرحد مرگ مسلسل سے گزر جاؤں گا

### پھر وہی کنجِ قفس

چند لمحوں کے لیے شور اٹھا ڈوب گیا  
کہنہ زنجیرِ غلامی کی گرہ کٹ نہ سکی  
پھر وہی سیلِ بلا ہے ، وہی دامِ امواج  
ناخداؤں میں سفینے کی جگہ بٹ نہ سکی

ٹوٹنے دیکھ کے دیرینہ تعطل کا فسوں  
مبضِ امیدِ وطن اُبھری ، مگر ڈوب گئی  
پیشواؤں کی نگاہوں میں تذبذب پا کر  
ٹوٹتی رات کے سائے میں سحرِ ڈوب گئی

میرے محبوب وطن! تیرے مقدر کے خدا  
دستِ اغیار میں قسمت کی عنایاں چھوڑ گئے  
اپنی یک طرفہ سیاست کے تقاضوں کے طفیل  
ایک بار اور تجھے نوجہ کتناں چھوڑ گئے

پھر وہی گوشہ زنداں ہے، وہی تاریکی  
پھر وہی کہنہ سلاسل، وہی خونیں جھنکار  
پھر وہی بھوک سے انساں کی ستیزہ کاری  
پھر وہی ماؤں کے نوچے، وہی بچوں کی پکار  
تیرے رہبر تجھے مرنے کے لیے چھوڑ چلے  
ارضِ بنگال! انہیں ڈوبتی سانسوں سے پکار

بول! جٹ گاؤں کی مظلوم خموشی کچھ بول  
بول اے پیپ سے رستے ہوئے سینوں کی بہار  
بھوک اور قحط کے طوفاں بڑھے آتے ہیں  
بول اے عصمت و عفت کے جنازوں کی قطار  
روک ان ٹوٹتے قدموں کو انہیں پوچھ ذرا  
پوچھ اے بھوک سے دم توڑتے ڈھانچوں کی قطار

زندگی جبر کے سانچوں میں ڈھلے گی کب تک  
ان فضاؤں میں ابھی موت پلے گی کب تک

## یہ کس کا لہو ہے

جہازیوں کی بغاوت 1946ء

اے رہبر ملک و قوم ذرا  
آنکھیں تو اٹھا نظریں تو ملا

کچھ ہم بھی سنیں، ہم کو بھی بتا

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

دھرتی کی سلگتی چھاتی کے بے چین شرارے پوچھتے ہیں  
تم لوگ جنہیں اپنا نہ سکے وہ خون کے دھارے پوچھتے ہیں  
سڑکوں کی زباں چلاتی ہے، ساگر کے کنارے پوچھتے ہیں

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

وہ کون سا جذبہ تھا جس سے فرسودہ نظام زیست ملا  
جھلے ہوئے ویراں گلشن میں اک آس امید کا پھول کھلا  
جنتا کا لہو فوجوں سے ملا، فوجوں کا خون جنتا سے ملا

اے رہبر ملک و قوم بتا

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے رہبر ملک و قوم بتا

کیا قوم و وطن کی جے گا کر مرتے ہوئے راہی غنڈے تھے  
جو دیس کا پرچم لے کے اٹھے وہ شوخ سپاہی غنڈے تھے  
جو بار غلامی سہہ نہ سکے، وہ مجرم شاہی غنڈے تھے

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے عزم فنا دینے والو! پیغام بقا دینے والو!  
اب آگ سے کیوں کتراتے ہو؟ شعلوں کو ہوا دینے والو!  
طوفان سے اب ڈرتے کیوں ہو؟ موجوں کو صدا دینے والو!

کیا بھول گئے اپنا نعرہ

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

سمجھوتے کی امید سہی، سرکار کے وعدے ٹھیک سہی  
ہاں مشق ستم افسانہ سہی، ہاں پیار کے وعدے ٹھیک سہی  
اپنوں کے کلیجے مت چھیدو اغیار کے وعدے ٹھیک سہی

جمہور سے یوں دامن نہ چھڑا

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

ہم ٹھان چکے ہیں اب جی میں ہر ظالم سے ٹکرائیں گے  
تم سمجھوتے کی آس رکھو، ہم آگے بڑھتے جائیں گے  
ہر منزل آزادی کی قسم، ہر منزل پر دہرائیں گے

یہ کس کا لہو ہے کون مرا

اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ کس کا لہو ہے کون مرا!

## میرے گیت تمہارے ہیں

اب تک میرے گیتوں میں امید بھی تھی پسائی بھی  
موت کے قدموں کی آہٹ بھی جیون کی انگڑائی بھی  
مستقبل کی کرنیں بھی تھیں حال کی بوجھل ظلمت بھی  
طوفانوں کا شور بھی تھا اور خوابوں کی شہنائی بھی

آج سے میں اپنے گیتوں میں آتش پارے بھردوں گا

مدھم، چکیلی تانوں میں جیوٹ دھارے بھر دوں گا

جیون کے اندھیارے پتھر پر مشعل لے کر نکلوں گا

دھرتی کے پھیلے آئٹل میں سرخ ستارے بھر دوں گا

آج سے اے مزدور کسانو! میرے گیت تمہارے ہیں

فاقد کش انسانو! میرے جوگ بہاگ تمہارے ہیں

جب تک تم بھوکے ننگے ہو، یہ نغمے خاموش نہ ہوں گے

جب تک بے آرام ہوں یہ نغمے راحت کوش نہ ہوں گے  
مجھ کو اس کا رنج نہیں ہے لوگ مجھے فنکار نہ مانیں  
فکر و فن کے تاجر میرے شعروں کو اشعار نہ مانیں  
میرا فن، امیدیں، آج سے تم کو اپن ہیں!  
آج سے میرے گیت تمہارے دکھ اور سکھ کا درپن ہیں

تم سے قوت لے کر اب میں تم کو راہ دکھاؤں گا

تم پرچم لہانا ساتھی! میں بربط پر گاؤں گا

آج سے میرے فن کا مقصد زنجیریں پگھلانا ہے

آج سے میں شبنم کے بدلے انگارے برساؤں گا



اپنی تباہیوں کا مجھے کوئی غم نہیں  
تم نے کسی کے ساتھ محبت نبھا تو دی

## اشعار

نفس کے لوچ میں رم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے

حیات، ساغر سم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے

تری نگاہ مرے غم کی پاسدار سہی

مری نگاہ میں غم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے

مری ندیم! محبت کی رفعتوں سے نہ بگر  
 بلند بامِ حرم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے  
 یہ اجتناب ہے عکسِ شعورِ محبوبی  
 یہ احتیاطِ ستم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے  
 ادھر بھی ایک اچھتی نظر کہ دنیا میں  
 فروغِ محفلِ جم ہی نہیں کچھ اور بھی ہے  
 نئے جہان بسائے ہیں فکرِ آدم نے  
 اب اس زمیں پہ ارم ہی نہیں، کچھ اور بھی ہے  
 میرے شعور کو آوارہ کر دیا جس نے  
 وہ مرگ شادی و غم ہی نہیں، کچھ اور بھی ہے

### نورِ جہاں کے مزار پر

پہلوئے شاہ میں یہ دخترِ جمہور کی قبر  
 کتنے گم گشتہ فسانوں کا پتہ دیتی ہے  
 کتنے خوں ریز حقائق سے اٹھاتی ہے نقاب  
 کتنی کچلی ہوئی جانوں کا پتہ دیتی ہے  
 کیسے مغرور شہنشاہوں کی تسکین کے لیے  
 سالہا سال حسیناؤں کے بازار لگے

کیسے بہکی ہوئی نظروں کے تعیش کے لیے  
 سرخ محلوں میں جواں جسموں کے انبار لگے  
 کیسے ہر شاخ سے منہ بند مہکتی کلیاں  
 نوچ لی جاتی تھیں تزمینِ حرم کی خاطر  
 اور مرجھا کے بھی آزاد نہ ہو سکتی تھیں  
 ”ظلِ سجان“ کی الفت کے بھرم کی خاطر

کیسے اک فرد کے ہونٹوں کی ذرا سی جنبش  
 سرد کر سکتی تھی بے لوث وفاؤں کے چراغ  
 لوٹ سکتی تھی دکتے ہوئے ہاتھوں کا سہاگ  
 توڑ سکتی تھی مئے عشق سے لبریز ایان  
 سہی سہی سی فضاؤں میں یہ ویراں مرقد  
 اتنا خاموش ہے فریادِ کناں ہو جیسے  
 سرد شاخوں میں ہوا چیخ رہی ہے ایسے  
 روحِ تقدیس و وفا مرثیہ خواں ہو جیسے

تو مری جان! مجھے حیرت و حسرت سے نہ دیکھ  
 ہم میں کوئی بھی جہاں نور و جہاں گیر نہیں  
 تو مجھے چھوڑ کے ٹھکرا کے بھی جا سکتی ہے  
 تیرے ہاتھوں میں مرے ہاتھ ہیں زنجیر نہیں

## جاگیر

پھر اسی وادی شاداب میں لوٹ آیا ہوں  
جس میں پنہاں مرے خوابوں کی طرب گاہیں ہیں  
میرے احباب کے سامانِ تعیش کے لیے  
شوخی سینے ہیں، جوانِ جسم، حسینِ باہیں ہیں

سبز کھیتوں میں یہ دہلی ہوئی دوشیزائیں  
ان کی شریانوں میں کس کس کا لہو جاری ہے  
کس میں جرأت ہے کہ اس راز کی تشہیر کرے  
سب کے لب پر مری ہیبت کا فسوں طاری ہے

ہائے وہ گرم و دل آویز اہلے سینے  
جن سے ہم سطوتِ آبا کا صلہ دیتے ہیں  
جانے ان مرمریں جسموں کو یہ مرل دھقاں  
کیسے ان تیرہ گھروندوں میں جنم دیتے ہیں

یہ لہکتے ہوئے پودے، یہ دکتے ہوئے کھیت  
پہلے اجداد کی جاگیر تھے اب میرے ہیں  
یہ چراگاہ، یہ ریوڑ، یہ مویشی یہ کسان  
سب کے سب میرے ہیں، سب میرے ہیں سب میرے ہیں

ان کی محنت بھی مری، حاصلِ محنت بھی مرا  
ان کے بازو بھی مرے قوتِ بازو بھی مری

میں خداوند ہوں اس وسعتِ بے پایاں کا  
موجِ عارض بھی مری نگہت گیسو بھی مری

میں ان اجداد کا بیٹا ہوں جنہوں نے پیہم  
اجنبی قوم کے سائے کی حمایت کی ہے  
غدر کی ساعتِ ناپاک سے لے کر اب تک  
ہر کڑے وقت میں سرکار کی خدمت کی ہے

خاک پر ریگنے والے یہ فردہ ڈھانچے  
ان کی نظریں کبھی تلوار بنی ہیں نہ بنیں  
ان کی غیرت پہ ہر اک ہاتھ جھپٹ سکتا ہے  
ان کے ابرو کی کمائیں نہ تنی ہیں نہ تنیں

ہائے یہ شام، یہ جھرنے، یہ شفق کی لالی  
میں ان آسودہ فضاؤں میں ذرا جھوم نہ لوں  
وہ دبے پاؤں ادھر کون چلی جاتی ہے  
بڑھ کے اس شوخ کے ترشے ہوئے لب چوم نہ لوں

## مادام

آپ بے وجہ پریشان سی کیوں ہیں مادام  
لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے  
میرے احباب نے تہذیب نہ سیکھی ہو گی  
میرے ماحول میں انسان نہ رہتے ہوں گے



وجہ بے رنگی گلزار کہوں یا نہ کہوں!!  
کون ہے کتنا گنہگار کہوں یا نہ کہوں!!

### مفاہمت

نشیب ارض پہ ذروں کو مشتعل پا کر  
بلندیوں پہ سفید و سیاہ مل ہی گئے  
جو یادگار تھے باہم ستیزہ کاری کی  
بہ فیض وقت وہ دامن کے چاک سل ہی گئے  
جہاد ختم ہوا دور آشتی آیا!  
سنبھل کے بیٹھ گئے محملوں میں دیوانے  
ہجوم تشنہ لبان کی نگاہ سے اوجھل  
چھلک رہے ہیں شراب ہوس کے پیمانے  
یہ جشن، جشن مسرت نہیں تماشا ہے  
نئے لباس میں نکلا ہے رہزنی کا جلوس  
ہزار شمع اخوت بجھا کے چمکے ہیں  
یہ تیرگی کے ابھارے ہوئے حسیں فانوس  
یہ شاخ نور جسے ظلمتوں نے سینچا ہے  
اگر پھلی تو شراروں کے پھول لائے گی

نور سرمایہ سے ہے روئے تمدن کی جلا  
ہم جہاں ہیں وہاں تہذیب نہیں پل سکتی  
مفلسی جس لطافت کو مٹا دیتی ہے  
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی

لوگ کہتے ہیں تو لوگوں پہ تعجب کیا  
سچ تو کہتے ہیں کہ ناداروں کی عزت کیسی  
لوگ کہتے ہیں، مگر آپ ابھی تک چپ ہیں  
آپ بھی کہیے، غریبوں میں شرافت کیسی  
نیک بازام! بہت جلد وہ دور آئے گا  
جب ہمیں زیست کے ادوار پرکھنے ہوں گے  
اپنی ذلت کی قسم، آپ کی عظمت کی قسم  
ہم کو تعظیم کے معیار پرکھنے ہوں گے  
ہم نے ہر دور میں تذلیل سہی ہے لیکن  
ہم نے ہر دور کے چہرے کو ضیا بخشی ہے  
ہم نے ہر دور میں محنت کے ستم جھیلے ہیں  
ہم نے ہر دور کے ہاتھوں کو حنا بخشی ہے  
لیکن ان تلخ مباحث سے بھلا کیا حاصل  
لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے  
میرے احباب نے تہذیب نہ سیکھی ہو گی  
میں جہاں ہوں وہاں انسان نہ رہتے ہوں گے

یہ پھل سکی تو نئی فصلِ گل کے آنے تک  
ضمیرِ ارض میں ایک زہر چھوڑ جائے گی

آج

ساتھیو! میں نے برسوں تمہارے لیے  
چاند، تاروں، بہاروں کے سنے بنے  
حسن اور عشق کے گیت گاتا رہا  
آرزوؤں کے ایوان سجاتا رہا  
میں تمہارا مغنی تمہارے لیے  
جب بھی آیا نئے گیت لاتا رہا  
آج لیکن مرے دامن چاک میں  
گردِ راہ سفر کے سوا کچھ نہیں  
میرے بر لب کے سینے میں نغموں کا دم گھٹ گیا  
تائیں چیخوں کے انبار میں دب گئی ہیں  
اور گیتوں کے سر ہچکیاں بن گئے ہیں  
میں تمہارا مغنی ہوں، نغمہ نہیں ہوں  
اور نغمے کی تخلیق کا ساز و سامان  
ساتھیو! آج تم نے بھسم کر دیا ہے  
اور میں اپنا ٹوٹا ہوا ساز تھامے

سرد لاشوں کے انبار کو تک رہا ہوں  
میرے چاروں طرف موت کی وحشتیں ناچتی ہیں  
اور انساں کی حیوانیت جاگ اٹھی ہے  
بربریت کے خوں خوارِ عفریت  
اپنے ناپاک جبرٹوں کو کھولے  
خون پی پی کے غرار ہے ہیں  
بچے ماؤں کی گودوں میں سہمے ہوئے ہیں  
عصمتیں سر بر ہنہ پریشان ہیں  
ہر طرف شورِ آہ و بکا ہے  
اور میں اس تباہی کے طوفان میں  
آگ اور خوں کے ہیجان میں  
سرنگوں اور شکستہ مکانوں کے بلبے سے پر راستوں پر  
اپنے نغموں کی جھولی پیارے  
دردِ پھر رہا ہوں!  
مجھ کو امن اور تہذیب کی بھیک دو  
میرے گیتوں کی لے، میرا سر، میری نے  
میرے مجروح ہونٹوں کو پھر سوئپ دو  
ساتھیو! میں نے برسوں تمہارے لیے



انقلاب اور بغاوت کے نئے الاپے  
اجنبی راج کے ظلم کی چھاؤں میں  
سرفروشی کے خوابیدہ جذبے ابھارے  
اور اس صبح کی راہ دیکھی!

جس میں اس ملک کی روح آزاد ہو  
آج زنجیر حکومت کٹ چکی ہے  
اور اس ملک کے بحر و بر، بام و در

اجنبی قوم کے ظلمت افشاں پھریرے کی منحوس چھاؤں  
سے آزاد ہیں

کھیت سونا اگلنے کو بے چین ہیں  
وادیاں لہلہانے کو بے تاب ہیں

کوہساروں کے سینے میں ہیجان ہے  
سنگ اور خشت بے خواب و بیدار ہیں  
ان کی آنکھوں میں تعمیر کے خواب ہیں

ان کے خوابوں کو تکمیل کا روپ دو  
ملک کی وادیاں، گھاٹیاں، کھیتیاں

عورتیں بچیاں

ہاتھ پھیلائے خیرات کی منتظر ہیں

ان کو امن اور تہذیب کی بھیک دو  
ماؤں کو ان کے ہونٹوں کی شادابیاں  
ننھے بچوں کو ان کی خوشی بخش دو  
ملک کی روح کو زندگی بخش دو  
مجھ کو میرا ہنرمیری لے بخش دو  
آج ساری فضا ہے بھکاری  
اپنے نغموں کی جھولی پیارے  
در بدر پھر رہا ہوں

مجھ کو پھر میرا کھویا ہوا ساز دو  
میں تمہارا مغنی تمہارے لیے  
جب بھی آیا نئے گیت لاتا رہوں گا

## اشعار

طرب زاروں پہ کیا بیتی، صنم خانوں پہ کیا گزری  
دل زندہ! ترے مرحوم ارمانوں پہ کیا گزری  
زمین نے خون اگلا آسمان نے آگ برسائی  
جب انسانوں کے دل بدلے تو انسانوں پہ کیا گزری  
ہمیں یہ فکر ان کی انجمن کس حال میں ہو گی  
انہیں یہ غم کہ ان سے چھٹ کے دیوانوں پہ کیا گزری

میرا الحاد تو خیر ایک لعنت تھا سو ہے اب تک  
مگر اس عالم وحشت میں ایمانوں پہ کیا گزری  
یہ منظر کون سا منظر ہے پہچانا نہیں جاتا  
سیہ خانوں سے کچھ پوچھو شبستانوں پہ کیا گزری  
چلو وہ کفر کے گھر سے سلامت آ گئے لیکن  
خدا کی مملکت میں سوختہ جانوں پہ کیا گزری

نیا سفر ہے، پرانے چراغ گل کر دو

فریب جنت فردا کے جال ٹوٹ گئے  
حیات اپنی امیدوں پہ شرمسار سی ہے  
چمن میں جشن ورود بہار ہو بھی چکا  
مگر نگاہ گل و لالہ سوگوار سی ہے

فضا میں گرم بگولوں کا رقص جاری ہے  
افق پہ خون کی مینا چھلک رہی ہے ابھی  
کہاں کا مہر منور کہاں کی تنویریں  
کہ بام و در پہ سیاہی جھلک رہی ہے ابھی

فضائیں سوچ رہی ہیں کہ ابن آدم نے  
خرد گنوا کے، جنوں آزما کے کیا پایا

وہی شکست تمنا وہی غم ایام!  
نگارِ زیت نے سب کچھ لٹا کے کیا پایا

بھٹک کے رہ گئیں نظریں خلا کی وسعت میں  
حریم شاید رعنا کا کچھ پتہ نہ ملا  
طویل راہ گزر ختم ہو گئی لیکن  
ہنوز اپنی مسافت کا منتہا نہ ملا

سفر نصیب رفیقو! قدم بڑھائے چلو  
پرانے رہنما لوٹ کر نہ دیکھیں گے  
طلوع صبح سے تاروں کی موت ہوتی ہے  
شبوں کے راج دلارے ادھر نہ دیکھیں گے

## شکستِ زنداں

چینی شاعر یا نگ سو کے نام

جس نے جیانگ کاٹی شیک کی جیل میں لکھا تھا..... ”میں سال قید، کاغذ کے ایک پرزے  
پر لکھے ہوئے چند الفاظ کی بنا پر ہو سکتا ہے کہ میں بیس سال تک سورج کی شکل نہ دیکھ  
سکوں، لیکن کیا تمہارا یہ فرسودہ نظام جو لمحہ بہ لمحہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنی موت کی  
طرف بڑھ رہا ہے۔“ ”میں سال تک زندہ رہ سکے گا،“

خبر نہیں کہ بلا خانہ سلاسل میں  
تری حیاتِ ستم آشنا پہ کیا گزری

خبر نہیں کہ نگارِ سحر کی حسرت میں  
تمام رات چراغِ وفا پہ کیا گزری؟

مگر وہ دیکھ فضا میں غبار سا اٹھا  
وہ تیرے سرخ جوانوں کے راہوار آئے  
نظر اٹھا کہ وہ تیرے وطن کے محنت کش  
گلے سے کہنہ غلامی کا طوق اتار آئے

افق پہ صبح بہاراں کی آمد آمد ہے  
فضا میں سرخ پھریوں کے پھول کھلتے ہیں  
زمین خندہ بلب ہے شفیق ماں کی طرح  
کہ اس کی گود میں بچھڑے رفیق ملتے ہیں

شکست محبس و زنداں کا وقت آ پہنچا  
وہ تیرے خوابِ حقیقت میں ڈھال آئے ہیں  
نظر اٹھا کہ تیرے دیس کی فضاؤں پر  
نئی بہار نئی جنتوں کے سائے ہیں

دریدہ تن ہے وہ قبائے سیم و زر جس کو  
بہت سنبھال کے لائے تھے شاطران کہن  
رباب چھیڑ ، غزل خواں ہو ، رقص فرما ہو  
کہ جشن نصرت محنت ہے جشن نصرت فن

میں تجھ سے دور سہی لیکن اے رفیق مرے  
تری وفا کو مری جہدِ مستقل کا سلام

ترے وطن کو تری ارضِ باحیثیت کو  
دھڑکتے کھولتے ہندوستان کے دل کا سلام

## لہو نذر دے رہی ہے حیات

مرے جہاں میں سمن زار ڈھونڈنے والے  
یہاں بہار نہیں آتشیں بگولے ہیں  
دھنک کے رنگ نہیں سرمئی فضاؤں میں  
افق سے تابہ افق پھانسیوں کے جھولے ہیں  
پھر ایک منزلِ خونبار کی طرف ہیں رواں  
وہ رہنما جو کئی بار راہ بھولے ہیں

بلند دعویٰ جمہوریت کے پردے میں  
فروغ محبس و زنداں ہیں ، تازیانے میں  
بنام امن ہیں جنگ و جدل کے منصوبے  
بہ شور عدل ، تفاوت کے کارخانے ہیں  
دلوں پہ خوف کے پہرے ، لبوں پہ قفل سکوت  
سروں پہ گرم سلاخوں کے شامیانے ہیں

مگر مٹے ہیں کہیں جبر اور تشدد سے  
وہ فلسفے کہ جلا دے گئے دماغوں کو  
کوئی سپاہِ ستم پیشہ چور کر نہ سکی  
بشر کی جاگی ہوئی روح کے ایانوں کو

قدم قدم پہ لہو نذر دے رہی ہے حیات  
سپاہیوں سے الجھتے ہوئے چراغوں کو

رواں ہے قافلہ ، ارتقائے انسانی  
نظامِ آتش و آہن کا دل ہلائے ہوئے  
بغاوتوں کے دہل بج رہے ہیں چار طرف  
نکل رہے ہیں جواں مشعلیں جلائے ہوئے  
تمام ارض جہاں کھولتا سمندر ہے  
تمام کوہ و بیاباں ہیں تلملائے ہوئے

مری صدا کو دبانا تو خیر ممکن ہے  
مگر حیات کی لکار کون روکے گا؟  
فصیل آتش و آہن بہت بلند سہی  
بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا؟  
نئے خیال کی پرواز روکنے والو  
نئے عوام کی تلوار کون روکے گا؟  
پناہ لیتا ہے جن محسوس میں تیرہ نظام  
وہیں سے صبح کے لشکر نکلنے والے ہیں  
اُبھر رہے ہیں فضاؤں میں احمریں پرچم  
کنارے مشرق و مغرب کے ملنے والے ہیں  
ہزار برق گرے ، لاکھ آندھیاں اٹھیں  
وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں



جب کبھی ان کی توجہ میں کمی پائی گئی  
ازسرنو داستانِ شوق دہرائی گئی  
بک گئے جب تیرے لب پھر تجھ کو کیا شکوہ اگر  
زندگانی بادہ و ساغر سے بہلائی گئی  
اے غم دنیا! تجھے کیا علم تیرے واسطے  
کن بہانوں سے طبیعتِ راہ پر لائی گئی  
ہم کریں ترک وفا اچھا چلو یوں ہی سہی  
اور اگر ترک وفا سے بھی نہ رسوائی گئی  
کیسے کیسے چشم و عارضِ گردِ غم سے بچھ گئے  
کیسے کیسے پیکروں کی شانِ زیبائی گئی  
دل کی دھڑکن میں توازن آ چلا ہے خیر ہو  
میری نظریں بچھ گئیں یا تیری رعنائی گئی  
ان کا غم، ان کا تصور، ان کے شکوے اب کہاں  
اب تو یہ باتیں بھی اے دل ہو گئیں آئی گئی

جراتِ انساں پہ گو تادیب کے پہرے رہے  
فطرتِ انساں کو کب زنجیر پہنائی گئی  
عرصہ ہستی میں اب تیشہ زنوں کا دور ہے  
رسمِ چنگیزی اٹھی، تو قیورِ دارائی گئی!

## متاعِ غیر

میرے خوابوں کے جھروکوں کو سجانے والی  
تیرے خوابوں میں کہیں میرا گزر ہے کہ نہیں  
پوچھ کر اپنی نگاہوں سے بتا دے مجھ کو  
میری راتوں کے مقدر میں سحر ہے کہ نہیں

چار دن کی یہ رفاقت جو رفاقت بھی نہیں  
عمر بھر کے لیے آزار ہوئی جاتی ہے  
زندگی یوں تو ہمیشہ سے پریشان سی تھی  
اب تو ہر سانس گراں بار ہوئی جاتی ہے

میری اجڑی ہوئی غیندوں کے شبستانوں میں  
تو کسی خواب کے پیکر کی طرح آئی ہے  
کبھی اپنی سی، کبھی غیر نظر آئی ہے  
کبھی اخلاص کی موت! کبھی ہرجائی ہے

پیار پر بس تو نہیں ہے مرا، لیکن پھر بھی  
تو بتا دے کہ تجھے پیار کروں یا نہ کروں  
تو نے خود اپنے تبسم سے جگایا ہے جنہیں  
ان تمناؤں کا اظہار کروں یا نہ کروں

تو کسی اور کے دامن کی کلی ہے، لیکن  
میری راتیں تری خوشبو سے بسی رہتی ہیں  
تو کہیں بھی ہو ترے پھول سے عارض کی قسم  
تیری پلکیں مری آنکھوں پہ جھکی رہتی ہیں

تیرے ہاتھوں کی حرارت، تیرے سانسوں کی مہک  
تیرتی رہتی ہے احساس کی پہنائی میں  
ڈھونڈتی رہتی ہیں تخیل کی بانہیں تجھ کو  
سرد راتوں کی سلگتی ہوئی تنہائی میں

تیرا اندازِ کرم ایک حقیقت ہے مگر  
یہ حقیقت بھی، حقیقت میں فسانہ ہی نہ ہو  
تیری مانوس نگاہوں کا یہ محتاط پیام  
دل کے خوں کرنے کا ایک بہانہ ہی نہ ہو

کون جانے مرے امروز کا فردا کیا ہے  
قربتیں بڑھ کے پشیمان بھی ہو جاتی ہیں  
دل کے دامن سے لپٹتی ہوئی رنگیں نظریں

دیکھتے دیکھتے انجان بھی ہو جاتی ہر

میری درماندہ جوانی کی تمناؤں کے  
مضحل خواب کی تعبیر بتا دے مجھ کو  
تیرے دامن میں گلستاں بھی ہیں ویرانے بھی  
میرا حاصل مری تقدیر بتا دے مجھ کو



ہر قدم مرحلہ دار و صلیب آج بھی ہے -  
جو کبھی تھا وہی انساں کا نصیب آج بھی ہے

جگمگاتے ہیں افق پر یہ ستارے لیکن  
راستہ منزل ہستی کا مہیب آج بھی ہے

سرِ مقتل جنہیں جانا تھا وہ جا بھی پہنچے  
سرِ منبر کوئی محتاط خطیب آج بھی ہے

اہل دانش نے جسے امر مسلم مانا  
اہل دل کے لیے وہ بات عجیب آج بھی ہے

یہ تری یاد ہے یا میری اذیت کوشی  
ایک نشتر سا رگ جاں کے قریب آج بھی ہے

کون جانے یہ ترا شاعر آشفٹہ مزاج  
کتنے مغرور خداؤں کا رقیب آج بھی ہے

## بشرطِ استواری

خونِ جمہور میں بھگے ہوئے پرچم لے کر  
مجھ سے افراد کی شاہی نے وفا مانگی ہے  
صبح کے نور پہ تعزیر لگانے کے لئے  
شب کی سنگین سیاہی نے وفا مانگی ہے

اور یہ چاہا ہے کہ میں قافلہ آدم کو  
ٹوکنے والی نگاہوں کا مددگار بنوں!  
جس تصور سے چراغاں ہے سرِ جادہ زیت  
اس تصور کی حزمیت کا گنہگار بنوں!

ظلم پروردہ قوانین کے ایوانوں سے  
بیڑیاں تکتی ہیں زنجیر صدا دیتی ہے  
طاقِ تادیب سے انصاف کے بت گھورتے ہیں  
مسندِ عادل سے شمشیر صدا دیتی ہے

لیکن اے عظمت انساں کے سنہرے خوابو  
میں کسی تاج کی سطوت کا پرستار نہیں  
میرے افکار کا عنوان ارادت تم ہو  
میں تمہارا ہوں لیٹروں کا وفادار نہیں

## انتظار

چاند مدہم ہے آسماں چپ ہے  
نیند کی گود میں جہاں چپ ہے  
دور وادی میں دودھیا بادل  
جھک کے پربت کو پیار کرتے ہیں  
دل میں ناکام حسرتیں لے کر  
ہم ترا انتظار کرتے ہیں  
ان بہاروں کے سائے میں آ جا  
پھر محبت جواں رہے نہ رہے  
زندگی تیرے نامرادوں پر!  
کل تلک مہربان رہے نہ رہے  
روز کی طرح آج بھی تارے  
صبح کی گرد میں نہ کھو جائیں  
آترے غم میں جاگتی آنکھیں  
کم سے کم ایک رات سو جائیں  
چاند مدہم ہے آسماں چپ ہے  
نیند کی گود میں جہاں چپ ہے

## تیری آواز

رات سنان تھی ، بوجھل تھیں فضا کی سانسیں  
روح پر چھائے تھے بے نام غموں کے سائے  
دل کو یہ ضد تھی کہ تو آئے تسلی دینے  
میری کوشش تھی کہ کبخت کو نیند آ جائے  
دیر تک آنکھوں میں چبھتی رہی تاروں کی چمک  
دیر تک ذہن سلگتا رہا تنہائی میں  
اپنے ٹھکرائے ہوئے دوست کی پرسش کے لیے  
تو نہ آئی مگر اس رات کی پہنائی میں  
یوں اچانک تری آواز کہیں سے آئی  
جیسے پربت کا جگر چیر کے جھرنا پھوٹے  
یا زمینوں کی محبت میں تڑپ کر ناگاہ  
آسمانوں سے کوئی شوخ ستارہ ٹوٹے  
شہد سا گھل گیا تلخابہ تنہائی میں  
رنگ سا پھیل گیا دل کے سیہ خانے میں  
دیر تک یوں تری مستانہ صدائیں گونجیں  
جس طرح پھول چٹکنے لگیں ویرانے میں  
تو بہت دور کسی انجمن ناز میں تھی  
پھر بھی محسوس کیا میں نے کہ تو آئی ہے

چند گھڑیوں کے لیے ہوں کہ ہمیشہ کے لیے  
مری جاگی ہوئی راتوں کو سلا جائیں گے



بھڑکا رہے ہیں آگ لب نغمہ گر سے ہم  
خاموش کیا رہیں گے زمانے کے ڈر سے ہم  
کچھ اور بڑھ گئے جو اندھیرے تو کیا ہوا  
مایوس تو نہیں ہیں طلوع سحر سے ہم

لے دے کے اپنے پاس فقط اک نظر تو ہے  
کیوں دیکھیں زندگی کو کسی کی نظر سے ہم  
مانا کہ اس زمیں کو نہ گلزار کر سکے  
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم

### خوبصورت موڑ

چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں  
نہ میں تم سے کوئی امید رکھوں دلنوازی کی  
نہ تم میری طرف دیکھو غلط انداز نظروں سے

اور نغموں میں چھپا کر مرے کھوئے ہوئے خواب  
میری روٹی ہوئی نیندوں کو منا لائی ہے

رات کی سطح پر ابھرے ترے چہرے کے نقوش  
وہی چپ چاپ سی آنکھیں وہی سادہ سی نظر  
وہی ڈھلکا ہوا آئینہ وہی رفتار کا خم  
وہی رہ رہ کے لچکتا ہوا نازک پیکر

تو میرے پاس نہ تھی پھر بھی سحر ہونے تک  
تیرا ہر سانس مرے جسم کو چھو کر گزرا!  
قطرہ قطرہ تیرے دیدار کی شبنم ٹپکی  
لحہ تری خوشبو سے معطر گزرا!

اب یہی ہے تجھے منظور تو اے جانِ قرار  
میں تری راہ نہ دیکھوں گا سیہ راتوں میں  
ڈھونڈ لیں گی مری ترسی ہوئی نظریں تجھ کو  
نغمہ و شعر کی امدی ہوئی برساتوں میں

اب ترا پیار ستائے گا تو میری ہستی!  
تیری مستی بھری آواز میں ڈھل جائے گی  
اور یہ روح جو تیرے لیے بے چین سی ہے  
گیت بن کر تیرے ہونٹوں پہ مچل جائے گی

تیرے نغمات ترے حسن کی ٹھنڈک لے کر  
میرے پتے ہوئے ماحول میں آ جائیں گے



نہ میرے دل کی دھڑکن لڑکھڑائے میری باتوں سے  
 نہ ظاہر ہو تمہاری کشمکش کا راز نظروں سے  
 تمہیں بھی کوئی الجھن روکتی ہے پیش قدمی سے  
 مجھے بھی لوگ کہتے ہیں کہ یہ جلوے پرائے ہیں  
 مرے ہمراہ بھی رسوائیاں ہیں میرے ماضی کی  
 تمہارے ساتھ بھی گزری ہوئی راتوں کے سائے ہیں

تعارف روگ ہو جائے تو اس کا بھولنا بہتر  
 تعلق بوجھ بن جائے تو اس کو توڑنا اچھا  
 وہ افسانہ جسے انجام تک لانا نہ ہو ممکن  
 اسے اک خوبصورت موڑ دے کر چھوڑنا اچھا

چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں



اس طرف سے گزرے تھے قافلے بہاروں کے  
 آج تک سلگتے ہیں زخم رہگزاروں کے  
 خلوتوں کے شیدائی خلوتوں میں کھلتے ہیں  
 ہم سے پوچھ کر دیکھو ، راز پردہ داروں کے  
 گیسوؤں کی چھاؤں میں ، دل نواز چہرے ہیں  
 یا حسیں دھندلکوں میں ، پھول ہیں بہاروں کے

پہلے ہنس کے ملتے ہیں ، پھر نظر چراتے ہیں  
 آشنا صفت ہیں لوگ ، اجنبی دیاروں کے  
 تم نے صرف چاہا ہے ہم نے چھو کے دیکھے ہیں  
 پیراہن گھٹاؤں کے ، جسم برق پاروں کے  
 شغل سے پرستی گو، جشن نامرادی تھا  
 یوں بھی کٹ گئے کچھ دن تیرے سوگواروں کے

### مرے عہد کے حسینو

وہ ستارے جن کی خاطر کئی بے قرار صدیاں  
 مری تیرہ بخت دنیا میں ستارہ وار جاگیں  
 کبھی رفعتوں پہ لپکیں، کبھی وسعتوں سے الجھیں  
 کبھی سوگوار سونیں، کبھی نغمہ بار جاگیں

وہ بلند بام تارے وہ فلک مقام تارے  
 وہ نشان دے کے اپنا رہے بے نشان ہمیشہ  
 وہ حسین، وہ نور زادے، وہ خلا کے شاہزادے  
 جو ہماری قسمتوں پر رہے حکمران ہمیشہ

جنہیں مضحل دلوں نے ابدی پناہ جانا  
 تھکے ہارے قافلوں نے جنہیں حضر راہ جانا

جنہیں کم سنوں نے چاہا کہ لپک کے پیار کر لیں  
جنہیں مہوشوں نے مانگا کہ گلے کا ہار کر لیں  
جنہیں عاشقوں نے چاہا کہ فلک سے توڑ لائیں

کسی راہ میں بچھائیں ، کسی سچ پر سجائیں  
جنہیں بت گروں نے چاہا کہ صنم بنا کے پوجیں  
یہ جو دور کے حسیں ہیں انہیں پاس لا کے پوجیں  
جنہیں مطربوں نے چاہا کہ صداؤں میں پرو لیں  
جنہیں شاعروں نے چاہا کہ خیال میں سمو لیں

جو ہزار کوششوں پر بھی شمار میں نہ آئے  
کبھی خاک بے بضاعت کے دیار میں نہ آئے  
جو ہماری دسترس سے رہے دور دور اب تک  
ہمیں دیکھتے رہے ہیں جو بصد غرور اب تک

مرے عہد کے حسینو! وہ نظر نواز تارے  
مرا دور عشق پرور تمہیں نذر دے رہا ہے  
وہ جنوں جو آب و آتش کو اسیر کر چکا تھا!  
وہ خلا کی وسعتوں سے بھی خراج لے رہا ہے

سرے ساتھ رہنے والو! مرے بعد آنے والو  
میرے دور کا یہ تحفہ تمہیں سازگار آئے  
کبھی تم خلا سے گزرو کسی سیم تن کی خاطر

بھی تم کو دل میں رکھ کر کوئی گل عذار آئے

## آوازِ آدم

دبے گی کب تک آوازِ آدم ہم بھی دیکھیں گے  
رکیں گے کب تلک جذباتِ برہم ہم بھی دیکھیں گے  
چلو یونہی سہی یہ جو پرہیز ہم بھی دیکھیں گے  
درِ زنداں سے دیکھیں یا عروجِ دار سے دیکھیں  
تمہیں رسوا سرِ بازارِ عالم ہم بھی دیکھیں گے  
ذرا دم لو مآلِ شوکتِ جم، ہم بھی دیکھیں گے

بہ زعمِ قوتِ فولاد و آہن دیکھ لو تم بھی  
بہ فیضِ جذبہِ ایمان محکم ، ہم بھی دیکھیں گے  
جہن کج کلاہی خاک پر خم، ہم بھی دیکھیں گے

مکافاتِ عمل ، تاریخِ انساں کی روایت ہے  
کرو گے کب تلک ناوک فراہم ، ہم بھی دیکھیں گے  
کہاں تک ہے تمہارے ظلم میں دم ہم بھی دیکھیں گے

یہ ہنگامہ و دارعِ شب ہے ، اے ظلمت کے فرزندو  
سحر کے دوش پر گلزارِ پرچم ہم بھی دیکھیں گے  
تمہیں بھی دیکھنا ہو گا یہ عالم ہم بھی دیکھیں گے



پھر نہ کیجئے مری گستاخ نگاہی کا گلہ  
دیکھئے آپ نے پھر پیار سے دیکھا مجھ کو

## پرچھائیاں

ایک طویل نظم

”پرچھائیاں“ میری پہلی طویل نظم ہے اس وقت ساری دنیا میں امن اور تہذیب کے تحفظ کے لیے جو تحریک چل رہی ہے یہ نظم اس کا ایک حصہ ہے۔  
میں سمجھتا ہوں کہ ہر نوجوان نسل کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اسے جو دنیا اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہے وہ آئندہ نسلوں کو اس سے بہتر اور خوبصورت دنیا دے کر جائے،  
میری یہ نظم اس کوشش کا ادبی روپ ہے۔

ساحر لدھیانوی

## پرچھائیاں

جوان رات کے سینے پہ دودھیا آنچل  
مچل رہا ہے کسی خواب مرمریں کی طرح  
حسین پھول، حسین پتیاں، حسین شاخیں  
لچک رہی ہیں کسی جسم نازنین کی طرح

فضا میں گھل سے گئے ہیں افق کے نرم خطوط  
زمین حسین ہے خوابوں کی سرزمین کی طرح  
تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں  
کبھی گمان کی صورت کبھی یقین کی طرح  
وہ پیڑ جن کے تلے ہم پناہ لیتے تھے  
کھڑے ہیں آج بھی ساکت کسی امین کی طرح

انہی کے سائے میں پھر آج دو دھڑکتے دل  
خموش ہونٹوں سے کچھ کہنے سننے آئے ہیں  
نہ جانے کتنی کشاکش سے، کتنی کاوش سے  
یہ سوتے جاگتے لمحے چرا کے لائے ہیں  
یہی فضا تھی، یہی رت، یہی زمانہ تھا  
یہیں سے ہم نے محبت کی ابتدا کی تھی  
دھڑکتے دل سے، لرزتی ہوئی نگاہوں سے  
حضورِ غیب میں ننھی سی التجا کی تھی  
کہ آرزو کے کنول کھل کے پھول ہو جائیں  
دل و نظر کی دعائیں قبول ہو جائیں

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں  
تم آ رہی ہو زمانے کی آنکھ سے بچ کر  
نظر جھکائے ہوئے اور بدن چرائے ہوئے

خود اپنے قدموں کی آہٹ سے جھینپتی ڈرتی  
خود اپنے سائے کی جنبش سے خوف کھائے ہوئے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

رواں ہے چھوٹی سی کشتی ہواؤں کے رخ پر  
ندی کے ساز پہ ملاح گیت گاتا ہے  
تمہارا جسم ہر اک لہر کے جھکولے سے  
مری کھلی ہوئی بانہوں میں جھول جاتا ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

میں پھول ٹانگ رہا ہوں تمہارے جوڑے میں  
تمہاری آنکھ مسرت سے جھکتی جاتی ہے  
نہ جانے آج میں کیا بات کہنے والا ہوں  
زبان خشک ہے آواز رکتی جاتی ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

مرے گلے میں تمہاری گداز بانہیں ہیں  
تمہارے ہونٹوں پہ میرے لبوں کے سائے ہیں  
مجھے یقین ہے کہ ہم اب کبھی نہ بچھڑیں گے  
تمہیں گمان کہ ہم مل کے بھی پرانے ہیں

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں  
مرے پلنگ پہ بکھری ہوئی کتابوں کو  
ادائے عجز و کرم سے اٹھا رہی ہو تم  
سہاگ رات جو ڈھولک پہ گائے جاتے ہیں  
دبے سروں میں وہی گیت گا رہی ہو تم

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

وہ لمحے کتنے دلکش تھے وہ گھڑیاں کتنی پیاری تھیں  
وہ سہرے کتنے نازک تھے وہ لڑیاں کتنی پیاری تھیں  
بستی کی ہر اک شاداب گلی خوابوں کا جزیرہ تھی گویا  
ہر موج نفس، ہر موج صبا، نغموں کا ذخیرہ تھی گویا

ناگاہ لپکتے کھیتوں سے ٹاپوں کی صدائیں آنے لگیں  
بارود کی بوجھل بولے کر پچھتم سے ہوائیں آنے لگیں  
تعمیر کے روشن چہرے پر تخریب کا بادل پھیل گیا  
ہر گاؤں میں وحشت ناچ اٹھی، ہر شہر میں جنگل پھیل گیا  
مغرب کے مہذب ملکوں سے کچھ خاکی وردی پوش آئے  
اٹھلاتے ہوئے مغرور آئے لہراتے ہوئے مدہوش آئے  
خاموش زمیں کے سینے میں خیموں کی طنائیں گڑنے لگیں  
مکھن سی ملائم راہوں پر بوٹوں کی خراشیں پڑنے لگیں

خلوت میں بھی جو ممنوع تھی وہ جلوت میں جسارت ہونے لگی

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

تم آ رہی ہو سرشام بال بکھرائے  
ہزار گو نہ ملامت کا بار اٹھائے ہوئے  
ہوں پرست نگاہوں کی چیرہ دستی سے  
بدن کی جھینپتی عریائیاں چھپائے ہوئے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

میں شہر جا کے ہر اک در پہ جھانک آیا ہوں  
کسی جگہ مری محنت کا مول مل نہ سکا  
سنگروں کے سیاسی قمار خانے میں  
الم نصیب فراست کا مول مل نہ سکا

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

تمہارے گھر میں قیامت کا شور برپا ہے  
حماز جنگ سے ہرکارہ ”تار“ لایا ہے  
کہ جس کا ذکر تمہیں زندگی سے پیارا تھا  
وہ بھائی ”نزعہ دشمن“ میں کام آیا ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

فوجوں کے بھیانک بینڈ تلے، چرخوں کی صدائیں ڈوب گئیں  
چھپوں کی سلگتی دھول تلے، پھولوں کی قبائیں ڈوب گئیں  
انسان کی قیمت گرنے لگی اجناس کے بھاؤ چڑھنے لگے  
چوپال کی رونق گھٹنے لگی، بھرتی کے دفاتر بڑھنے لگے  
بستی کے سچیلے شوخ جواں بن بن کے سپاہی جانے لگے  
جس راہ سے کم ہی لوٹ سکے، اس راہ پہ راہی جانے لگے  
ان جانے والے دستوں میں، غیرت بھی گئی، برنائی بھی  
ماؤں کے جواں بیٹے بھی گئے، بہنوں کے چہیتے بھائی بھی  
بستی پہ اداسی چھانے لگی، میلوں کی بہاریں ختم ہوئیں  
آموں کی لچکتی شاخوں سے جھولوں کی قطاریں ختم ہوئیں  
دھول اڑنے لگی بازاروں میں، بھوک اگنے لگی کھلیانوں میں  
ہر چیز دکانوں سے اٹھ کر روپوش ہوئی تہہ خانوں میں  
بدحال گھروں کی بد حالی، بڑھتے بڑھتے جنجال بنی  
مہنگائی بڑھ کر کال بنی، ساری بستی کنگال بنی  
چرواہیاں رستہ بھول گئیں، پنہاریاں پگھٹ چھوڑ گئیں  
کتنی ہی کنواری ابلائیں، ماں باپ کی چوکھٹ چھوڑ گئیں  
افلاس زدہ دہقانوں کے، بل بیل بکے کھلیان بکے  
جینے کی تمنا کے ہاتھوں، جینے کے سب سامان بکے  
کچھ بھی نہ رہا جب بکنے کو، جسموں کی تجارت ہونے لگی

ہر ایک گام پہ بدنامیوں کا جھگٹ ہے  
ہر ایک موڑ پہ رسوائیوں کے میلے ہیں  
نہ دوستی، نہ تکلف، نہ دلبری، نہ خلوص  
کسی کا کوئی نہیں آج سب اکیلے ہیں

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

وہ رہنڈر جو مرے دل کی طرح سونی ہے  
نہ جانے تم کو کہاں لے کے جانے والی ہے  
تمہیں خرید رہے ہیں ضمیر کے قاتل  
افق پہ خون تمنائے دل کی لالی ہے

تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں

سورج کے لہو میں لتھڑی ہوئی وہ شام ہے اب تک یاد مجھے  
چاہت کے سنہرے خوابوں کا انجام ہے اب تک یاد مجھے  
اس شام مجھے معلوم ہوا کھیتوں کی طرح اس دنیا میں  
سہمی ہوئی دو شیراؤں کی مسکان بھی نیچی جاتی ہے  
اس شام مجھے معلوم ہوا، اس کارگرہ زرداری میں  
دو بھولی بھولی روحوں کی پہچان بھی نیچی جاتی ہے  
اس شام مجھے معلوم ہوا جب باپ کی کھیتی چن جائے  
موتا کے سنہرے خوابوں کی انمول نشانی بکتی ہے

اس شام مجھے معلوم ہوا، جب بھائی جنگ میں کام آئے  
سرمائے کے قتبہ خانے میں بہنوں کی جوانی بکتی ہے  
سورج کے لہو میں لتھڑی ہوئی وہ شام ہے اب تک یاد مجھے  
چاہت کے سنہرے خوابوں کا انجام ہے اب تک یاد مجھے  
تم آج ہزاروں میل یہاں سے دور کہیں تنہائی میں

یا بزم طرب آرائی میں

میرے سپنے بنتی ہو گی بیٹھی آغوش پرانی میں  
اور میں سینے میں غم لے کر دن رات مشقت کرتا ہوں

جینے کی خاطر مرتا ہوں

اپنے فن کو رسوا کر کے اغیار کا دامن بھرتا ہوں  
مجبور ہوں میں مجبور ہو تم مجبور یہ دنیا ساری ہے

تن کا دکھ من پر بھاری ہے

اس دور میں جینے کی قیمت یا دار و رسن یا خواری ہے  
میں دار و رسن تک جانہ سکا تم جہد کی حد تک آنہ  
سکین

چاہا تو مگر اپنا نہ سکین

ہم تو دو ایسی روہیں ہیں جو منزل تسکین پا نہ سکین  
جینے کو جئے جاتے ہیں مگر، سانسوں میں چٹائیں جلتی ہیں

خاموش وفا نیں جلتی ہیں

سکین حقائق زاروں میں ، خوابوں کی ردا کیں جلتی ہیں  
اور آج جب ان پیڑوں کے تلے پھر دوسائے لہرائے ہیں  
پھر دودل ملنے آئے ہیں

پھر موت کی آندھی اٹھی ہے پھر جنگ کے بادل چھائے  
ہیں

میں سوچ رہا ہوں ان کا بھی اپنی ہی طرح انجام نہ ہو  
ان کا بھی جنوں ناکام نہ ہو

ان کے بھی مقدر میں لکھی ، اک خون میں لتھڑی شام نہ ہو  
سورج کے لہو میں لتھڑی ہوئی وہ شام ہے اب تک یاد مجھے  
چاہت کے سنہرے خوابوں کا انجام ہے اب تک یاد مجھے

ہمارا پیار حادث کی تاب لا نہ سکا  
مگر انہیں تو مرادوں کی رات مل جائے  
ہمیں تو کشمکش مرگ بے اماں ہی ملی  
انہیں تو جھومتی گاتی حیات مل جائے  
بہت دنوں سے ہے یہ مشغلہ سیاست کا  
کہ جب جوان ہوں بچے تو قتل ہو جائیں  
بہت دنوں سے یہ ہے خط حکمرانوں کا  
کہ دور دور کے ملکوں میں قحط ہو جائیں  
بہت دنوں سے محبت پناہ ڈھونڈتی ہے

بہت دنوں سے ستم دیدہ شاہراہوں میں  
نگار زیت کی عصمت پناہ ڈھونڈتی ہے  
چلو کہ آج سبھی پائمال روحوں سے  
کہیں کہ اپنے ہر اک زخم کو زباں کر لیں  
ہمارا راز ہمارا نہیں ، سبھی کا ہے  
چلو کہ سارے زمانے کو رازداں کر لیں  
چلو کہ چل کے سیاسی مقامروں سے کہیں  
کہ ہم کو جنگ و جدل کے چلن سے نفرت ہے  
جسے لہو کے سوا کوئی رنگ راس نہ آئے  
ہمیں حیات کے اس پیرہن سے نفرت ہے  
کہو کہ اب کوئی قاتل اگر ادھر آیا  
تو ہر قدم پہ زمیں تنگ ہوتی جائے گی  
ہر ایک موج ہوا رخ بدل کے جھپٹے گی  
ہر ایک شاخ رگ سنگ ہوتی جائے گی  
اٹھو کہ آج ہر اک جنگجو سے یہ کہہ دیں  
کہ ہم کو کام کی خاطر کلوں کی حاجت ہے  
ہمیں کسی کی زمیں چھیننے کا شوق نہیں  
ہمیں تو اپنی زمیں پر ہلوں کی حاجت ہے  
کہو کہ اب کوئی تاجر ادھر کا رخ نہ کرے

## آؤ کہ کوئی خواب بنیں

مجھے معلوم ہے انجامِ رودادِ محبت کا  
مگر ، کچھ اور تھوڑی دیر سعی رائیگاں کرلوں!



خوابوں کے آسرے پہ کٹی ہے تمام عمر  
ساحر



وجہ بے رنگی گلزار کہوں تو کیا ہو  
کون ہے کتنا گنہگار کہوں تو کیا ہو  
تم نے جو بات سر بزم نہ سننا چاہی  
میں وہی بات سر دار کہوں تو کیا ہو



نہ منہ چھپا کے جئے ہم ، نہ سر جھکا کے جئے  
ستگروں کی نظر سے نظر ملا کے جئے

اب اس جگہ کوئی کنواری نہ بچی جائے گی  
یہ کھیت جاگ پڑے، اٹھ کھڑی ہوئیں فصلیں  
اب اس جگہ کوئی کیاری نہ بچی جائے گی  
یہ سرزمین ہے گوتم کی اور نانک کی  
اس ارضِ پاک پہ وحشی نہ چل سکیں گے کبھی  
ہمارا خونِ امانت ہے نسل نو کے لیے  
ہمارے خون پہ لشکر نہ پل سکیں گے کبھی  
کہو کہ آج بھی ہم سب اگر خموش رہے  
تو اس دکتے ہوئے خاکداں کی خیر نہیں  
جنوں کی ڈھالی ہوئی ایٹمی بلاؤں سے  
زمین کی خیر نہیں ، آسمان کی خیر نہیں  
گزشتہ جنگ میں گھر ہی جلے مگر اس بار  
عجب نہیں کہ یہ تہائیاں بھی جل جائیں  
گزشتہ جنگ میں پیکر جلے مگر اس بار  
عجب نہیں کہ یہ پرچھائیاں بھی جل جائیں  
تصورات کی پرچھائیاں ابھرتی ہیں



اب ایک رات اگر کم جئے، تو کم ہی سہی  
یہی بہت ہے کہ ہم مشعلیں جلا کے جئے

## آؤ کہ کوئی خواب بُنیں

آؤ کہ کوئی خواب بنیں، کل کے واسطے  
ورنہ یہ رات، آج کے سنگین دور کی  
ڈس لے گی جان و دل کو کچھ ایسے، کہ جان و دل  
تا عمر پھر نہ کوئی حسین خواب بن سکیں

گو ہم سے بھاگتی رہی یہ تیز گام عمر  
خوابوں کے آسرے پہ کئی ہے تمام عمر

زلفوں کے خواب، ہونٹوں کے خواب اور بدن کے خواب  
معراج فن کے خواب، کمال سخن کے خواب  
تہذیب زندگی کے، فروغ وطن کے خواب  
زنداں کے خواب، کوچہ دار و رسن کے خواب

یہ خواب ہی تو اپنی جوانی کے پاس تھے  
یہ خواب ہی تو اپنے عمل کی اساس تھے  
یہ خواب، مر گئے ہیں تو بے رنگ ہے حیات  
یوں ہے کہ جیسے دستِ تہہ سنگ ہے حیات

آؤ کہ کوئی خواب بنیں، کل کے واسطے  
ورنہ یہ رات آج کے سنگین دور کی  
ڈس لے گی جان و دل کو کچھ ایسے کہ جان و دل  
تا عمر پھر نہ کوئی حسین خواب بن سکیں

## بہت گھٹن ہے

بہت گھٹن ہے کوئی صورتِ بیاں نکلے  
اگر صدا نہ اٹھے، کم سے کم فغاں نکلے  
فقیر شہر کے تن پر لباس باقی ہے  
امیر شہر کے ارماں ابھی کہاں نکلے  
حقیقتیں ہیں سلامت تو خواب بہترے  
اداس کیوں ہو جو کچھ خواب رائیگاں نکلے  
وہ فلسفے جو ہر اک آستاں کے دشمن تھے  
عمل میں آئے تو خود وقفِ آستاں نکلے  
ادھر بھی خاک اڑی ہے، ادھر بھی زخم پڑے  
جدھر سے ہو کے بہاروں کے کارواں نکلے  
ستم کے دور میں ہم اہل دل ہی کام آئے  
زباں پہ ناز تھا جن کو وہ بے زباں نکلے



ہوش میں تھوڑی بے ہوشی ہے  
بے ہوشی میں ہوش ہے کم  
تجھ کو پانے کی کوشش میں  
دونوں جہاں سے کھو گئے ہم

## اب آئیں یا نہ آئیں

اب آئیں یا نہ آئیں ادھر، پوچھتے چلو  
کیا چاہتی ہے ان کی نظر پوچھتے چلو  
ہم سے اگر ہے ترک تعلق، تو کیا ہوا  
یارو! کوئی تو ان کی خبر پوچھتے چلو

جو خود کو کہہ رہے ہیں کہ منزل شناس ہیں  
ان کو بھی کیا خبر ہے، مگر پوچھتے چلو

کس منزل مراد کی جانب رواں ہیں ہم  
اے رہروان خاک بسر پوچھتے چلو

جہاں جہاں تری نظروں کی اوس ٹپکی تھی  
وہاں وہاں سے ابھی تک غبار اٹھتا ہے  
جہاں جہاں ترے جلووں کے پھول بکھرے تھے  
وہاں وہاں دل وحشی پکار اٹھتا ہے



بتے دل پر یوں گرتی ہے  
تری نظر سے پیار کی شبنم  
جلتے ہوئے جنگل پر جیسے  
برکھا برسے، رک رک، تھم تھم



کس کو خبر تھی، کس کو یقین تھا ایسے بھی دن آئیں گے  
جینا بھی مشکل ہو گا، اور ہم مرنے بھی نہ پائیں گے  
ہم جیسے برباد دلوں کا جینا کیا اور مرنا کیا  
آج تری محفل سے اٹھے کل دنیا سے اٹھ جائیں گے

## ایک ملاقات

تری تڑپ سے نہ تڑپا تھا مرا دل ، لیکن  
ترے سکون سے بے چین ہو گیا ہوں میں  
یہ جان کر تجھے کیا جانے، کتنا غم پہنچے  
کہ آج تیرے خیالوں میں کھو گیا ہوں میں

کسی کی ہو کے تو اس طرح میرے گھر آئی  
کہ جیسے پھر کبھی آئے تو گھر ملے نہ ملے  
نظر اٹھائی ، مگر ایسی بے یقینی سے  
کہ جس طرح کوئی پیش نظر ملے نہ ملے  
تو مسکرائی ، مگر مسکرا کے رک سی گئی  
کہ مسکرانے سے غم کی خبر ملے نہ ملے  
رکی تو ایسے کہ جیسے تری ریاضت کو  
اب اس ثمر سے زیادہ ثمر ملے نہ ملے

گئی تو سوگ میں ڈوبے قدم یہ کہہ کے گئے  
سفر ہے شرط ، شریک سفر ملے نہ ملے  
تری تڑپ سے نہ تڑپا تھا میرا دل ، لیکن  
ترے سکون سے بے چین ہو گیا ہوں میں  
یہ جان کر تجھے کیا جانے، کتنا غم پہنچے  
کہ آج ترے خیالوں میں کھو گیا ہوں میں

## خون پھر خون ہے

ایک مقتول لومبا، ایک زندہ لومبا سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتا ہے  
جواہر لال نہرو

ظلم پھر ظلم ہے ، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے  
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا  
خاک صحرا پہ جے یا کفِ قاتل پہ جے  
فرقِ انصاف پہ یا پائے سلاسل پہ جے  
تبخِ بیداد پہ، بالا شرِ بسمل پہ جے  
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

لاکھ بیٹھے کوئی چھپ چھپ کے کہیں گاہوں میں  
خون خود دیتا ہے جلادوں کے مسکن کا سراغ  
سازشیں لاکھ اڑھاتی رہیں ظلمت کی نقاب  
لے کے ہر بوند نکلتی ہے ہتھیلی پہ چراغ  
ظلم کی قسمت ناکارہ و رسوا سے کہو  
جبر کی حکمت پرکار کے ایما سے کہو  
خون دیوانہ ہے دامن پہ لپک سکتا ہے  
فعلہ تہ ہے ، خرمن پہ لپک سکتا ہے

تم نے جس خون کو مقتل میں دبانا چاہا  
 آج وہ کوچہ و بازار میں آ نکلا ہے  
 کہیں شعلہ ، کہیں نعرہ ، کہیں پتھر بن کر  
 خون چلتا ہے تو رکتا نہیں سنگینوں سے  
 سر اٹھاتا ہے تو دبتا نہیں آئینوں سے  
 ظلم کی بات ہی کیا ، ظلم کی اوقات ہی کیا  
 ظلم بس ظلم ہے آغاز سے انجام تک  
 خون پھر خون ہے ، سو شکل بدل سکتا ہے  
 ایسی شکلیں کہ مٹاؤ تو مٹائے نہ بنے  
 ایسے شعلے کہ بجھاؤ تو بجھائے نہ بنے  
 ایسے نعرے کہ دباؤ تو دبائے نہ بنے

## ہم عصر

تو بھی کچھ پریشاں ہے  
 تو بھی سوچتی ہوگی  
 تیرے نام کی شہرت تیرے کام کیا آئی  
 میں بھی کچھ پشیمیاں ہوں  
 میں بھی غور کرتا ہوں

میرے کام کی عظمت ، میرے کام کیا آئی  
 تیرے خواب بھی سونے  
 میرے خواب بھی سونے  
 تیری میری شہرت سے  
 تیرے میرے غم دو نے  
 تو بھی اک سلگتا بن  
 میں بھی اک سلگتا بن  
 تیری قبر تیرا فن  
 میری قبر میرا فن  
 اب تجھے میں کیا دوں گا  
 اب مجھے تو کیا دے گی  
 تیری میری غفلت کو  
 زندگی سزا دے گی

تو بھی کچھ پریشاں ہے  
 تو بھی سوچتی ہوگی  
 تیرے نام کی شہرت ، تیرے کام کیا آئی  
 میں بھی کچھ پشیمیاں ہوں  
 میں بھی غور کرتا ہوں

## لب پہ پابندی تو ہے

لب پہ پابندی تو ہے ، احساس پر پہرا تو ہے  
 پھر بھی اہل دل کو احوال بشر کہنا تو ہے  
 خونِ اعدا سے نہ ہو ، خونِ شہیداں ہی سے ہو  
 کچھ نہ کچھ اس دور میں رنگِ چمن نکھرا تو ہے  
 اپنی غیرت بیچ ڈالیں ، اپنا مسلک چھوڑ دیں  
 رہنماؤں میں بھی کچھ لوگوں کا یہ منشا تو ہے  
 ہے جنہیں سب سے زیادہ دعویٰ حب الوطنی  
 آج ان کی وجہ سے حبِ وطن رسوا تو ہے  
 بچھ رہے ہیں ایک اک کر کے عقیدوں کے دیئے  
 اس اندھیرے کا بھی لیکن سامنا کرنا تو ہے  
 جھوٹ کیوں بولیں فروغِ مصلحت کے نام پر  
 زندگی پیاری سہی ، لیکن ہمیں مرنا تو ہے

## جواہر لال نہرو

جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے

جسم مٹ جانے سے انسان نہیں مر جاتا  
 دھڑکنیں رکنے سے ارمان نہیں مر جاتا  
 سانسِ تھم جانے سے اعلان نہیں مر جاتا  
 ہونٹِ جم جانے سے فرمان نہیں مر جاتا  
 جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے

وہ جو ہر دین سے منکر تھا ہر اک دھرم سے دور  
 پھر بھی ہر دین، ہر اک دھرم کا غمخوار رہا  
 ساری قوموں کے گناہوں کا کڑا بوجھ لیے  
 عمر بھر صورتِ عیسیٰ جو سرِ دار رہا  
 جس نے انسانوں کی تقسیم کے صدے جھیلے  
 پھر بھی انساں کی اخوت کا پرستار رہا  
 جس کی نظروں میں تھا اک عالمی تہذیب کا خواب  
 جس کا ہر سانس نئے عہد کا معمار رہا  
 جس نے زردارِ معیشت کو گوارا نہ کیا  
 جس کو آئینِ مساوات پہ اصرار رہا  
 اس کے فرمانوں کی ، اعلانوں کی تعظیم کرو

## اے شریف انسانو

ہندوستان اور پاکستان کی جنگ کے پس منظر میں لکھی گئی اور معاہدہ تاشقند کی سالگرہ پر نشر کی گئی۔

خون اپنا ہو یا پرایا ہو  
نسلِ آدم کا خون ہے آخر  
جنگِ مشرق میں ہو کہ مغرب میں  
امنِ عالم کا خون ہے آخر  
ہم گھروں پر گریں کہ سرحد پر  
روحِ تعمیر زخم کھاتی ہے  
کھیت اپنے جلیں کہ اوروں کے  
زیست فاقوں سے تلملاتی ہے

ٹینک آگے بڑھیں ، کہ پیچھے ہٹیں  
کوکہ دھرتی کی بانجھ ہوتی ہے  
فتح کا جشن ہو کہ ہار کا سوگ  
زندگی میتوں پہ روتی ہے  
جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے

راکھ تقسیم کی ، ارمان بھی تقسیم کرو

موت اور زیست کے سنگم پہ پریشاں کیوں ہو  
اس کا بخشا ہوا سیہ رنگ علم لے کے چلو  
جو تمہیں جادہ منزل کا پتہ دیتا ہے  
اپنی پیشانی پہ وہ نقشِ قدم لے کے چلو  
دامنِ وقت پہ اب خون کے چھینے نہ پڑیں  
اک مرکز کی طرف دیر و حرم لے کے چلو  
ہم مٹا ڈالیں گے سرمایہ و محنت کا تضاد  
یہ عقیدہ یہ ارادہ، یہ قسم لے کے چلو  
وہ جو ہمراز رہا، حاضر و مستقبل کا  
اس کے خوابوں کی خوشی، روح کا غم لے کے چلو

جسم کی موت، کوئی موت نہیں ہوتی ہے

جسم مٹ جانے سے انسان نہیں مر جاتے  
دھڑکیں رکنے سے ارمان نہیں مر جاتے  
سانس تھم جانے سے اعلان نہیں مرے جاتے  
ہونٹ جم جانے سے فرمان نہیں مر جاتے

جسم کی موت کوئی موت نہیں ہوتی ہے

جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی  
آگ اور خون آج بجھے گی

بھوک اور احتیاج کل دے گی  
اس لیے اے شریف انسانو!  
جنگ ٹلتی رہے تو بہتر ہے  
آپ اور ہم سبھی کے آنگن میں  
شمع جلتی رہے تو بہتر ہے

۲

برتری کے ثبوت کی خاطر  
خون بہانا ہی کیا ضروری ہے  
گھر کی تاریکیاں مٹانے کو  
گھر جلانا ہی کیا ضروری ہے  
جنگ کے اور بھی تو میدان ہیں  
صرف میدانِ کشت و خون ہی نہیں  
حاصلِ زندگی خرد بھی ہے  
حاصلِ زندگی جنوں ہی نہیں

آؤ اس تیرہ بخت دنیا میں  
فکر کی روشنی کو عام کریں

امن کو جن سے تقویت پہنچے  
ایسی جنگوں کا اہتمام کریں

جنگ، وحشت سے ، بربریت سے  
امن ، تہذیب و ارتقاء کے لیے  
جنگ ، مرگ آفریں سیاست سے  
امن ، انسان کی قبا کے لیے

جنگ، افلاس اور غلامی سے  
امن، بہتر نظام کی خاطر  
جنگ بھگی ہوئی قیادت سے  
امن، بے بس عوام کی خاطر

جنگ ، سرمائے کے تسلط سے  
امن، جمہور کی خوشی کے لیے  
جنگ، جنگوں کے فلسفے کے خلاف  
امن، پرامن زندگی کے لیے

کیوں ہو؟

کل کے پھولوں سے تھا جس کا رشتہ آج کے غنچے چینوں میں کیوں ہو  
سال خوردہ ایانگوں کی تلچھٹ نوجوان آہگینوں میں کیوں ہو

آؤ کہ آج غور کریں اس سوال پر  
 دیکھے تھے ہم نے جو، وہ حسین خواب کیا ہوئے  
 دولت بڑھی تو ملک میں افلاس کیوں بڑھا  
 خوشحالی عوام کے اسباب کیا ہوئے  
 جو اپنے ساتھ ساتھ چلے کوئے دار تک  
 وہ دوست، وہ رفیق، وہ احباب کیا ہوئے  
 کیا مول لگ رہا ہے شہیدوں کے خون کا  
 مرتے تھے جن پہ ہم وہ سزایاب کیا ہوئے  
 بے کس برہنگی کو کفن تک نہیں نصیب  
 وہ وعدہ ہائے اطلس و کنواب کیا ہوئے  
 جمہوریت نواز، بشر دوست، امن خواہ  
 خود کو جو خود دیئے تھے وہ القاب کیا ہوئے  
 مذہب کا روگ آج بھی کیوں لا علاج ہے  
 وہ نسخہ ہائے نادر و نایاب کیا ہوئے  
 ہر کوچہ شعلہ زار ہے ہر شہر قتل گاہ  
 بچتی حیات کے آداب کیا ہوئے  
 صحرائے تیرگی میں بھٹکتی ہے زندگی  
 ابھرے تھے جو افق پہ وہ مہتاب کیا ہوئے  
 مجرم ہوں میں اگر، تو گنہگار تم بھی ہو  
 اے رہبران قوم خطا کار تم بھی ہو

سماعتِ فصلِ گل ہے جوانی کیوں نہ جشنِ مے و مہوشاں ہو  
 عاقبت کے عذابوں کا رونا ان مبارک مہینوں میں کیوں ہو  
 بغض کی آگ، نفرت کے شعلے میکشوں تک پہنچنے نہ پائیں  
 فصل پہ مندروں، مسجدوں کی میکدوں کی زمینوں میں کیوں ہو

## اہل دل اور بھی ہیں

کیا ہوا اگر مرے یاروں کی زبانیں چپ ہیں  
 میرے شاہد، مرے یاروں کے سوا اور بھی ہیں

اہل دل اور بھی ہیں، اہل وفا اور بھی ہیں  
 ایک ہم ہی نہیں، دنیا سے خفا اور بھی ہیں  
 ہم پہ ہی ختم نہیں مسلکِ شوریدہ سزی  
 چاک دل اور بھی ہیں، چاک قبا اور بھی ہیں

سرسلامت ہے تو کیا سنگِ ملامت کی کی  
 جان باقی ہے تو پیکانِ قضا اور بھی ہیں  
 مصفِ شہر کی وحدت پہ نہ حرف آ جائے  
 لوگ کہتے ہیں کہ اربابِ جفا اور بھی ہیں



## میں زندہ ہوں

میں زندہ ہوں، یہ مشتہر کیجیے  
مرنے قاتلوں کو خبر کیجیے

زمین سخت ہے، آسمان دور ہے  
برس ہو سکے تو برس کیجیے

ستم کے بہت سے ہیں ردِ عمل  
ضروری نہیں چشمِ تر کیجیے

وہی ظلم بارِ دگر ہے تو پھر  
وہی جرم بارِ دگر کیجیے

قفص توڑنا بعد کی بات ہے  
ابھی خواہشِ بال و پر کیجیے

## جشنِ غالب

اکیس برس گزرے آزادیِ کامل کو  
تب جا کے کہیں ہم کو غالب کا خیال آیا

تربت ہے کہاں اس کی، مسکن تھا کہاں اس کا  
اب اپنے سخن پرور ذہنوں میں سوال آیا

سو سال سے جو تربت چادر کو ترستی تھی  
اب اس پہ عقیدت کے پھولوں کی نمائش ہے  
اردو کے تعلق سے کچھ بھید نہیں کھلتا  
یہ جشن یہ ہنگامہ، خدمت ہے کہ سازش ہے

جن شہروں میں گونجی تھی غالب کی نوا برسوں  
ان شہروں میں اب اردو بے نام و نشان ٹھہری  
آزادیِ کامل کا اعلان ہوا جس دن  
معتوبِ زباں ٹھہری، غدارِ زباں ٹھہری

جس عہدِ سیاست نے یہ زندہ زباں کچلی  
اس عہدِ سیاست کو مرحوموں کا غم کیوں ہے  
غالب جسے کہتے ہیں، اردو ہی کا شاعر تھا  
اردو پہ ستم ڈھا کر غالب پہ کرم کیوں ہے

یہ جشن، یہ ہنگامہ، دلچسپ کھلونے ہیں  
کچھ لوگوں کی کوشش ہے، کچھ لوگ بہل جائیں  
جو وعدہ فردا پر اب ٹل نہیں سکتے ہیں  
ممکن ہے کہ کچھ عرصہ اس جشن پہ ٹل جائیں

یہ جشن مبارک ہو، پر یہ بھی صداقت ہے  
ہم لوگ حقیقت کے احساس سے عاری ہیں

گاندھی ہو کہ غالب ہو ، انصاف کی نظروں میں  
ہم دونوں کے قاتل ہیں ، دونوں کے پجاری ہیں

## گاندھی ہو یا غالب ہو

گاندھی شہادی اور غالب صدی کے اختتام پر لکھی گئی

گاندھی ہو یا غالب ہو

ختم ہوا دونوں کا جشن

آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

ختم کرو تہذیب کی بات

بند کرو کلچر کا شور

ستی ، انہا سب بکواس

ہم بھی قاتل ، تم بھی چور

ختم ہوا دونوں کا جشن

آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

وہ بستی ، وہ گاؤں ہی کیا؟

جس میں ہریجن ہو آزاد

وہ قصبہ ، وہ شہر ہی کیا؟

جو نہ بنے احمد آباد

ختم ہوا دونوں کا جشن

آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

گاندھی ہو یا غالب ہو  
دونوں کا کیا کام یہاں  
اب کے برس بھی قتل ہوئی  
ایک کی شکستہ اک کی زباں

ختم ہوا دونوں کا جشن  
آؤ ، انہیں اب کر دیں دفن

## دیکھا ہے زندگی کو

دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنے قریب سے

چہرے تمام لگنے لگے ہیں عجیب سے

اے روح عصر جاگ ، کہاں سو رہی ہے تو

آواز دے رہے ہیں پیمبر صلیب سے

اس ریختی حیات کا کب تک اٹھائیں بار

بیمار اب ابھنے لگے ہیں طبیب سے

ہر گام پر ہے مجمع عشاق منتظر

مقتل کی راہ ملتی ہے کوئے حبیب سے

اس طرح زندگی نے دیا ہے ہمارا ساتھ

جیسے کوئی نباہ رہا ہو رقیب سے

لینن

(۱۹۱۷ء)

طباقوں میں نئی دنیا صدیوں سے پریشاں تھی

غنما کہاں رتی تھیں آباد خرابوں سے  
عیش ایک کا لاکھوں کی غربت سے پیتا تھا  
منسوب تھی یہ حالت، قدرت کے حسابوں سے  
اخلاق پریشاں تھا، تہذیب ہراساں تھی  
بدکار ”حضوروں“ سے، بدسل ”جنابوں“ سے  
عیار سیاست نے ڈھانپا تھا جرائم کو  
ارباب کلیسا کی حکمت کے نقابوں سے  
انساں کے مقدر کو آزاد کیا تو نے  
مذہب کے فریبوں سے، شاہی کے عذابوں سے

لینن

(۱۹۲۰ء)

کیا جانیں تری امت کس حال کو پہنچے گی  
بڑھتی چلی جاتی ہے تعداد اماموں کی  
ہر گوشہ مغرب میں، ہر خطہ مشرق میں  
تشریح دگرگوں ہے اب تیرے پیاموں کی

وہ لوگ جنہیں کل تک دعویٰ تھا رفاقت کا

تذلیل پہ اترے ہیں، اپنوں ہی کے ناموں کی  
بگڑے ہوئے تیور ہیں نو عمر سیاست کے  
بھری ہوئی سانسیں ہیں نو مشق نظاموں کی  
طباقوں سے نکل ہم فرقوں میں نہ بٹ جائیں  
بن کر نہ بگڑ جائے تقدیر غلاموں کی

صدیوں سے

صدیوں سے انسان یہ سنتا آیا ہے  
دُکھ کی دھوپ کے آگے، سکھ کا سایا ہے  
ہم کو ان سستی خوشیوں کا لوبھ نہ دو  
ہم نے سوچ سمجھ کر غم اپنایا ہے  
جھوٹ تو قاتل ٹھہرا، اس کا کیا رونا  
سچ نے بھی انساں کا خون بہایا ہے  
پیدائش کے دن سے موت کی زد میں ہیں  
اس مقتل میں کون ہمیں لے آیا ہے

اول اول جس دل نے برباد کیا  
آخر آخر وہ دل ہی کام آیا ہے

اتنے دن احسان کیا دیوانوں پر  
جتنے دن لوگوں نے ساتھ بھایا ہے

## اے نئی نسل!

۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو گورنمنٹ کالج لدھیانہ کی گولڈن جوبلی منائی گئی، اس موقع پر کالج کے ایک سابق طالب علم کی حیثیت سے ساحر صاحب کو خاص طور پر مدعو کیا گیا اور ان کی نمایاں ادبی اور تہذیبی خدمات کے پیش نظر مرکزی وزیر تعلیم مشری آر۔ کے دی راؤ نے انہیں کالج کی طرف سے گولڈ میڈل پیش کیا۔ ساحر صاحب نے یہ نظم اس تقریب کے لیے لکھی اور اساتذہ اور نئے طالب علموں کے اجتماع میں پڑھی۔

☆.....☆.....☆

میرے اجداد کا وطن یہ شہر  
میری تعلیم کا جہاں یہ مقام  
میرے بچپن کی دوست، یہ گلیاں  
جن میں رسوا ہوا شباب کا نام  
یاد آتے ہیں ان فضاؤں میں  
کتنے نزدیک اور دور کے نام  
کتنے خوابوں کے ملگجے چہرے

کتنی یادوں کے مرمریں اجسام  
کتنے ہنگامے، کتنی تحریکیں

کتنے نعرے جو تھے زباں زدِ عام  
میں یہاں جب شعور کو پہنچا  
اجنبی قوم کی تھی قوم غلام

یونین جیک درسگاہ پہ تھا  
اور وطن میں تھا سامراجی نظام  
اس مٹی کو ہاتھ میں لے کر  
ہم بنے تھے بغاوتوں کے امام  
یہیں جانچے تھے دھرم کے وشواس

یہیں پرکھے تھے دین کے ادھام  
یہیں منکر بنے روایت کے  
یہیں توڑے رواج کے اضام  
یہیں نکھرا تھا ذوقِ نغمہ گری  
یہیں اترتا تھا شعر کا الہام  
میں جہاں بھی رہا، یہیں کا رہا  
مجھ کو بھولے نہیں ہیں یہ دروبام  
نام میرا جہاں جہاں پہنچا

ساتھ پہنچا ہے اس دیار کا نام

میں یہاں میزبان بھی ، مہماں بھی

آپ جو چاہیں دیجئے مجھے نام

نذر کرتا ہوں ان فضاؤں کی

اپنا دل ، اپنی روح ، اپنا کلام

اور فیضانِ علم جاری ہو

اور اونچا ہو اس دیار کا نام

اور شاداب ہو یہ ارضِ حسیں

اور مہکے یہ وادیِ گلہام

اور ابھریں صنم گری کے نقوش

اور چھلکیں مئے سخن کے جام

اور نکلیں وہ بے نوا ، جن کو

اپنا سب کچھ کہیں وطن کے عوام

قافلے آتے جاتے رہتے ہیں

کب ہوا ہے یہاں کسی کا قیام

نسل در نسل کام جاری ہے

کارِ دنیا کبھی ہوا نہ تمام

کل جہاں میں تھا آج تو ہے وہاں

اے نئی نسل! تجھ کو میرا سلام

نئے میں کچھ نہیں

نغمہ جو ہے تو روح میں ہے ، نئے میں کچھ نہیں

گر تجھ میں نہیں ، تو کسی شے میں کچھ نہیں

تیرے لہو کی آنچ سے گرمی ہے جسم کی

مے کے ہزار وصف سہی ، نئے میں کچھ نہیں

جس میں خلوصِ فکر نہ ہو ، وہ سخنِ فضول

جس میں نہ دل شریک ہو ، اس لئے میں کچھ نہیں

کشکولِ فن اٹھا کے سوتے خسرواں نہ جا

اب دستِ اختیارِ جم و مے میں کچھ نہیں

دل ابھی.....!

زندگی سے انس ہے

حسن سے لگاؤ ہے

دھڑکنوں میں آج بھی

دل ابھی بجھا نہیں

رنگ بھر رہا ہوں میں

خاکہ حیات میں  
آج بھی ہوں منہک  
فکر کائنات میں

غم ابھی لٹا نہیں

حرف حق عزیز ہے  
ظلم ناگوار ہے  
عہد نو سے آج بھی  
عہد استوار ہے

میں ابھی مرا نہیں

یہ زمیں جس قدر.....!

یہ زمیں جس قدر سجائی گئی  
زندگی کی تڑپ بڑھائی گئی

آئینے سے بگڑ کے بیٹھ گئے  
جن کی صورت جنہیں دکھائی گئی

دشمنوں ہی سے بیر نبھ جائے  
دوستوں سے تو آشنائی گئی

نسل در نسل انتظار رہا  
قصر ٹوٹے ، نہ بے نوائی گئی

زندگی کا نصیب کیا کیسے  
ایک سیٹا تھی جو ستائی گئی

ہم نہ اوتار تھے نہ پیغمبر  
کیوں یہ عظمت ہمیں دلائی گئی

موت پائی صلیب پر ہم نے  
عمر بن باس میں بتائی گئی

بڑی طاقتیں

تم ہی تجویز صلح لاتے ہو  
تم ہی سامان جنگ بانٹتے ہو  
تم ہی کرتے ہو قتل کا ماتم  
تم ہی تیر و تفنگ بانٹتے ہو

لشکر کشی

فوج حق کو کچل نہیں سکتی

جو خون ہم نے نذر دیا ہے زمین کو  
وہ خون ہے گلاب کے پھولوں کے واسطے  
پھوٹے گی صبح امن، لہو رنگ ہی سہی

## توڑ دیں گے ہر اک شے سے رشتہ

توڑ دیں گے ہر اک شے سے رشتہ توڑ دینے کی نوبت تو آئے  
ہم قیامت کے خود منتظر ہیں، پر کسی دن قیامت تو آئے  
ہم بھی سڑاٹ ہیں عہدِ نو کے، تشنہ لب ہی نہ مر جائیں یارو  
زہر ہو یا مئے آتشیں ہو، کوئی جامِ شہادت تو آئے  
ایک تہذیب ہے دوستی کی، ایک معیار ہے دشمنی کا  
دوستوں نے مروت نہ سیکھی، دشمنوں کو عداوت تو آئے  
رند رستے میں آنکھیں بچھائیں، جو کہے بن سنے مان جائیں  
ناصح نیک طینت کسی شب سوئے کوئے ملامت تو آئے  
علم و تہذیب، تاریخ و منطق، لوگ سوچیں گے ان مسئلوں پر  
زندگی کے مشقت کدے میں کوئی عہد فراغت تو آئے  
کانپ اٹھیں قصر شاہی کے گنبد، تھر تھرائے زمیں معبدوں کی  
کوچہ گردوں کی وحشت تو جاگے، غمزدوں کو بغاوت تو آئے

فوج چاہے کسی یزید کی ہو  
لاش اٹھتی ہے پھر علم بن کر  
لاش چاہے کسی شہید کی ہو

## ..... مگر ظلم کے خلاف

ہم امن چاہتے ہیں مگر ظلم کے خلاف  
گر جنگ لازمی ہے تو پھر جنگ ہی سہی

ظالم کو جو نہ روکے، وہ شامل ہے ظلم میں  
قاتل کو جو نہ ٹوکے، وہ قاتل کے ساتھ ہے  
ہم سربکف اٹھے ہیں کہ حق فتح یاب ہو  
کہہ دو اسے جو لشکرِ باطل کے ساتھ ہے  
اس ڈھنگ پر ہے زور، تو یہ ڈھنگ ہی سہی  
ظالم کی کوئی ذات، نہ مذہب نہ کوئی قوم  
ظالم کے لب پہ ذکر بھی ان کا گناہ ہے  
پھلتی نہیں ہے شاخِ ستم اس زمین پر  
تاریخ جانتی ہے، زمانہ گواہ ہے  
کچھ کور باطنوں کی نظر جنگ ہی سہی  
یہ زر کی جنگ ہے نہ زمینوں کی جنگ ہے  
یہ جنگ ہے بقا کے اصولوں کے واسطے

## بات کریں

سزا کا حال سنائیں ، جزا کی بات کریں  
خدا ملا ہو جنہیں وہ خدا کی بات کریں  
انہیں پتہ بھی چلے اور وہ خفا بھی نہ ہوں  
اس احتیاط سے کیا مدعا کی بات کریں  
ہمارے عہد کی تہذیب میں قبا ہی نہیں  
اگر قبا ہو تو بند قبا کی بات کریں  
ہر ایک دور کا مذہب نیا خدا لایا  
کریں تو ہم بھی مگر کسی خدا کی بات کریں  
وفا شعار کئی ہیں ، کوئی حسین بھی تو ہو  
چلو پھر آج اسی بے وفا کی بات کریں

## پیار کا تحفہ

اپنے جگری دوست لیش چو پڑہ کی شادی کے موقع

کارگر ہو گئی احباب کی تدبیر اب کے  
مانگ لی آپ ہی دیوانے نے زنجیر اب کے

جس نے ہر دام میں آنے میں تکلف برتا  
لے اڑی ہے اسے اک زلفِ گرہ گیر اب کے  
جو سدا حسن کی اقلیم میں ممتاز رہے  
دل کے آئینے میں اتری ہے وہ تصویر اب کے  
خواب ہی خواب جوانی کا مقدر تھے کبھی  
خواب سے بڑھ کے گلے مل گئی تعبیر اب کے  
اجنبی خوش ہوئے اپنوں نے دعائیں مانگیں  
اس سلیقے سے سنواری گئی تقدیر اب کے  
یار کا جشن ہے اور پیار کا تحفہ ہیں یہ شعر  
خود بخود ایک دعا بن گئی تحریر اب کے

## میں پل دو پل کا شاعر ہوں

میں پل دو پل کا شاعر ہوں ، پل دو پل مری کہانی ہے  
پل دو پل مری ہستی ہے ، پل دو پل مری جوانی ہے  
مجھ سے پہلے کتنے شاعر، آئے اور آ کر چلے گئے  
کچھ آہیں بھر کر لوٹ گئے، کچھ نغمے گا کر چلے گئے  
وہ بھی اک پل کا قصہ تھے ، میں بھی اک پل کا قصہ ہوں  
کل تم سے جدا ہو جاؤں گا، گو آج تمہارا حصہ ہوں



پل دو پل میں کچھ کہہ پایا، اتنی ہی سعادت کافی ہے  
 پل دو پل تم نے مجھ کو سنا، اتنی ہی عنایت کافی ہے  
 کل اور آئیں گے، نعموں کی کھلتی کلیاں چننے والے  
 مجھ سے بہتر کہنے والے تم سے بہتر سننے والے  
 ہر نسل اک فصل ہے دھرتی کی، آج اگتی ہے کل کھتی ہے  
 جیون وہ مہنگی مدرا ہے، جو قطرہ قطرہ بھتی ہے

ساگر سے ابھری لہر ہوں میں، ساگر میں پھر کھو جاؤں گا  
 مٹی کی روح کا سپنا ہوں، مٹی میں پھر سو جاؤں گا  
 کوئی مجھ کو یاد کرے، کیوں کوئی مجھ کو یاد کرے  
 مصروف زمانہ میرے لیے کیوں وقت اپنا برباد کرے

### گو مسلک تسلیم و رضا

گو مسلک تسلیم و رضا بھی ہے کوئی چیز  
 پر غیرت ارباب وفا بھی ہے کوئی چیز  
 کھلتا ہے ہر اک غنچہ نو جوشِ نمو سے  
 یہ سچ ہے مگر لمس ہوا بھی ہے کوئی چیز

یہ بے رنجی فطرتِ محبوب کے شاکِ  
 اتنا بھی نہ سمجھے کہ ادا بھی ہے کوئی چیز  
 عبرت کدہ دہر میں ابے تارکِ دنیا  
 لذت کدہ جرم و خطا بھی ہے کوئی چیز  
 لپکے گا گریباں پہ تو محسوس کرو گے  
 اے اہل دُؤل دستِ گدا بھی ہے کوئی چیز

### جو لطفِ میکشی ہے.....!

جو لطفِ میکشی ہے نگاروں میں آئے گا  
 یا باشعور بادہ گساروں میں آئے گا  
 وہ جس کو خلوتوں میں آنے سے عار ہے  
 آنے پہ آئے گا تو ہزاروں میں آئے گا  
 ہم نے خزاں کی فصل چمن سے نکال دی  
 ہم کو پیامِ مرگ بہاروں میں آئے گا  
 اس دورِ احتیاج میں جو لوگ جی لیے  
 ان کا بھی نام شعبہ کاروں میں آئے گا  
 جو شخص مر گیا ہے وہ ملنے کبھی کبھی  
 پچھلے پہر کے سرد ستاروں میں آئے گا

یہ وطن، تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

کتنے ذہنوں کا لہو، کتنی نگاہوں کا عرق  
کتنے چہروں کی حیا، کتنی جبینوں کی شفق  
خاک کی نذر ہوئی تب یہ نظارے بکھرے

پتھروں سے یہ تراشے ہوئے اصنام جواں  
یہ صداؤں کے خم و پیچ، یہ رنگوں کی زباں  
چینیوں سے یہ ٹکٹا ہوا پرپیچ دھواں

تیری تخلیق نہیں ہے، مری تخلیق نہیں  
ہم اگر ضد بھی کریں اس پہ تو تصدیق نہیں

علم سولی پہ چڑھا، تب کہیں تخمینہ بنا  
زہر ضدیوں نے پیا، تب کہیں نوشینہ بنا  
سینکڑوں پاؤں کٹے، تب کہیں اک زینہ بنا

تیرے قدموں کے تلے، یا مرے قدموں کے تلے  
نوع انساں کے شب و روز کی تقدیر نہیں  
یہ وطن تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

حیرا غم کچھ بھی سہی، میرا الم کچھ بھی سہی  
اہل ثروت کی سیاست کا ستم کچھ بھی سہی  
کل کی نسلیں بھی کوئی چیز ہیں، ہم کچھ بھی سہی

ان کا ورثہ ہوں کھنڈر، یہ ستم ایجاد نہ کر  
تیری تخلیق نہیں تو اسے برباد نہ کر  
جس سے دہقان کو روزی نہیں ملنے پانی  
میں نہ دوں گا تجھے وہ کھیت جلانے کا سبق  
فصل باقی ہے تو تقسیم بدل سکتی ہے  
فصل کی خاک سے کیا مانگے گا جمہور کا حق

پل سلامت ہے تو، تو پار اتر سکتا ہے  
چاہے تبلیغ بغاوت کے لیے ہی اترے  
ورنہ غالب کی زباں میں مرے ہدم مرے دوست  
دام ہر موج میں ہے حلقہ صد کام نہنگ  
سوچ لے، پھر کوئی تعمیر گرانے جانا  
تیری تعمیر سے ہے جنگ کہ تخریب سے جنگ  
اہل منصب ہیں غلط کار تو ان کے منصب

تیری تائید سے ڈھالے گئے تو مجرم ہے  
میری تائید سے ڈھالے گئے، میں مجرم ہوں  
پٹریاں ریل کی، سڑکوں کی بسیں، فون کے تار  
تیری اور میری خطاؤں کو سزا کیوں بھگتیں

ان پہ کیوں ظلم ہو جن کی کوئی تقصیر نہیں  
یہ وطن، تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

تیرا شکوہ بھی بجا، میری شکایت بھی درست  
رنگِ ماحول بدلنے کی ضرورت بھی درست  
کون کہتا ہے کہ حالات پہ تنقید نہ کر  
حکمرانوں کے غلط دعوؤں کی تردید نہ کر  
تجھ کو اظہارِ خیالات کا حق حاصل ہے  
اور یہ حق کوئی تاریخ کی خیرات نہیں  
تیرے اور میرے رفیقوں نے لہو دے دیکر  
ظلم کی خاک میں اس حق کا شجر بویا تھا  
سالہا سال میں جو برگ و ثمر لایا ہے

اپنا حق مانگ مگر ان کے تعاون سے نہ مانگ  
جو ترے حق کا تصور ہی فنا کر ڈالیں  
ہاتھ اٹھا اپنے، مگر ان کے جلو میں نہ اٹھا  
جو ترے ہاتھ ترے تن سے جدا کر ڈالیں

خوابِ آزادی انساں کی یہ تعبیر نہیں  
یہ وطن، تیری مری نسل کی جاگیر نہیں  
سینکڑوں نسلوں کی محنت نے سنوارا ہے اسے

## گلشن گلشن پھول

گلشن گلشن پھول  
دامن دامن دھول

مرنے پر تعزیر  
جینے پر محصول

ہر جذبہ مصلوب  
ہر خواہش مقتول

عشق پریشاں حال  
نازِ حسن ملول

نعرۂ حق معتب  
مکر و ریا مقبول

سنورا نہیں جہان  
آئے کئی رسول

.....نادار تک نہیں پہنچا

فن جو نادار تک نہیں پہنچا

ابھی معیار تک نہیں پہنچا

مجھ کو اتنی محبت نہ دو دوستو  
 سوچ لو دوستو!  
 پیارا ک شخص کا بھی اگر مل سکے  
 تو بڑی چیز ہے زندگی کے لیے  
 آدمی کو مگر یہ بھی ملتا نہیں، یہ بھی ملتا نہیں  
 مجھ کو اتنی محبت ملی آپ سے  
 یہ میرا حق نہیں، میری تقدیر ہے  
 میں زمانے کی نظروں میں کچھ بھی نہ تھا  
 میری آنکھوں میں اب تک وہ تصویر ہے  
 اس محبت کے بدلے میں کیا نذر دوں  
 میں تو کچھ بھی نہیں  
 عزتیں، شہرتیں، چاہتیں، الفتیں  
 کوئی بھی چیز دنیا میں رہتی نہیں  
 آج میں ہوں جہاں، کل کوئی اور تھا  
 آج اتنی محبت نہ دو دوستو  
 کہ مرے کل کی خاطر نہ کچھ بھی رہے  
 آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو  
 میرے کل کے لیے  
 کل جو گناہ ہے، کل جو سنسان ہے  
 کل جو انجان ہے، کل جو ویران ہے  
 میں تو کچھ بھی نہیں، میں تو کچھ بھی نہیں

اس نے بروقت بے رُخی برتی  
 شوق، آزار تک نہیں پہنچا  
 عکس مے ہو، کہ جلوۂ گل ہو  
 رنگ رخسار تک نہیں پہنچا  
 حرف انکار سر بلند رہا  
 ضعف اقرار تک نہیں پہنچا  
 حکم سرکار کی پہنچ مت پوچھ  
 اہل سرکار تک نہیں پہنچا  
 عدل گاہیں تو دور کی شے ہیں  
 قتل اخبار تک نہیں پہنچا  
 انقلابات دہر کی بنیاد  
 حق، جو حقدار تک نہیں پہنچا  
 وہ مسیحا نفس نہیں، جس کا  
 سلسلہ دار تک نہیں پہنچا

## آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو،

ایوارڈ ملنے پر ساحر لدھیانوی کی طرف سے دنیا بھر کے انسانوں کے خراج تحسین کا جواب

آپ کیا جانیں مجھ کو سمجھتے ہیں کیا  
 میں تو کچھ بھی نہیں

اس قدر پیار، اتنی بڑی بھینڑ کا، میں رکھوں گا کہاں؟  
 اس قدر پیار رکھنے کے قابل نہیں میرا دل میری جان

## گاتا جائے بخارہ

### ساحر کے گیت



اپنے نغموں کی جھولی پیارے

درد پر پھر رہا ہوں

مجھ کو امن اور تہذیب کی بھیک دو!



کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے!

کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہے میرے لیے  
تو اب سے پہلے ستاروں میں بس رہی تھی کہیں  
تجھے زمیں پہ بلایا گیا ہے میرے لیے  
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے

کہ یہ بدلتی نگاہیں مری امانت ہیں  
یہ گیسوؤں کی گھنی چھاؤں ہے مری خاطر

یہ ہونٹ اور یہ بانہیں مری امانت ہیں  
کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے!

کہ جیسے بختی ہیں شہنائیاں سی راہوں میں  
سہاگ رات ہے، گھونگھٹ اٹھا رہا ہوں میں  
سمٹ رہی ہے تو شرما کے اپنی بانہوں میں  
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے!

کہ جیسے تو مجھے چاہے گی عمر بھر یوں ہی  
اٹھے گی میری طرف پیار کی نظریں ہی  
میں جانتا ہوں کہ تو غیر ہے مگر یوں ہی  
کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے!



سب میں شامل ہو مگر سب سے جدا لگتی ہو  
صرف ہم سے نہیں خود سے بھی جدا لگتی ہو  
آنکھ اٹھتی ہے نہ جھکتی ہے کسی کی خاطر  
سانس چڑھتی ہے نہ رکتی ہے کسی کی خاطر  
جو کسی در پہ نہ ٹھہرے وہ ہوا لگتی ہو  
زلف لہرائے تو آنچل میں چھپا لیتی ہو  
ہونٹ تھرائے تو دانتوں میں دبا لیتی ہو  
جو کبھی کھل کے نہ برے وہ گھٹا لگتی ہے

جاگی جاگی نظر آئی ہو نہ سوئی سوئی!  
تم جو ہو اپنے خیالات میں کھوئی کھوئی  
کسی مایوس مصور کی دعا لگتی ہو!



(ب)

میں نے دیکھا ہے کہ گاتے ہوئے جھرنوں کے قریب  
اپنی بے تابی جذبات کہی ہے تم نے  
کانپتے ہونٹوں سے ، رکتی ہوئی آواز کے ساتھ  
جو مرے دل میں تھی وہ بات کہی ہے تم نے

(ا)

آج دینے لگا قدموں کے تلے برف کا فرش  
آج جانا کہ محبت میں ہے گرمی کتنی  
سنگ مرمر کی طرح سخت بدن میں تیرے  
آگئی ہے مرے چھو لینے سے نرمی کتنی

(ب)

ہم چلے جاتے ہیں ، اور دور تلک کوئی نہیں  
صرف پتوں کے چٹختے کی صدا آتی ہے

شرما کے یوں نہ دیکھ ادا کے مقام سے  
اب بات بڑھ چکی ہے حیا کے مقام سے  
تصویر کھینچ لی ہے ترے شوخ حسن کی  
میری نظر نے آج خطا کے مقام سے  
دنیا کو بھول کر مری بانہوں میں جھول جا  
آواز دے رہا ہوں وفا کے مقام سے  
دل کے معاملے میں نتیجے کی فکر کیا  
آگے ہے عشق جرم و سزا کے مقام سے

(ا)

دوگانا

میں نے دیکھا ہے کہ پھولوں سے لدی شاخوں میں  
تم لچکتی ہوئی یوں میرے قریب آئی ہو

(۱)

پاؤں چھو لینے دو پھولوں کو عنایت ہو گی  
ورنہ ہم کو نہیں ، ان کو بھی شکایت ہو گی

(ب)

آپ جو پھول بچھائیں انہیں ہم ٹھکرائیں  
ہم کو ڈر ہے کہ یہ توہینِ محبت ہو گی

(۱)

دل کی بے چین امتگوں پہ کرم فرماؤ  
اتنا رک رک کے چلو گی تو قیامت ہو گی

(ب)

شرم روکے ہے ادھر، شوق ادھر کھینچے ہے  
کیا خبر تھی اس دل کی یہ حالت ہو گی

(۱)

شرم غیروں سے ہوا کرتی ہے اپنوں سے نہیں  
شرم ہم سے بھی کرو گی تو مصیبت ہو گی

دل میں کچھ ایسے خیالات نے کروٹ لی ہے  
مجھ کو تم سے نہیں ، اپنے سے حیا آتی ہے



جانے کیا تو نے کہی  
جانے کیا میں نے سنی  
بات کچھ بن ہی گئی  
سنناہٹ سی ہوئی  
تھر تھراہٹ سی ہوئی  
جاگ اٹھے خواب کئی  
بات کچھ بن ہی گئی  
نین جھک جھک کے اٹھے  
پاؤں رک رک کے اٹھے  
ہو گئی چال نئی  
بات کچھ بن ہی گئی  
زلف شانے پہ مڑی  
ایک خوشبو سی اڑی  
کھل گئے راز کئی  
بات کچھ بن ہی گئی  
جانے کیا تو نے کہی



مرے دل میں آج کیا ہے، تو کہے تو میں بتا دوں  
تری زلف پھر سنواروں، تری مانگ پھر سجا دوں

مجھے دیوتا بنا کر تری چاہتوں نے پوجا  
مرا پیار کہہ رہا ہے میں تجھے خدا بنا دوں

کوئی ڈھونڈنے بھی آئے تو ہمیں نہ ڈھونڈ پائے  
تو مجھے کہیں چھپا دے، میں تجھے کہیں چھپا دوں

مرے بازوؤں میں آ کر تیرا درد چھین پائے  
تیرے گیسوؤں میں چھپ کر میں جہاں کے غم بھلا دوں

تری زلف پھر سنواروں تری مانگ پھر سجا دوں  
مرے دل میں آج کیا ہے تو کہے تو میں بتا دوں

دوگانا:

(۱)

ہم آپ کی آنکھوں میں اس دل کو بسا دیں تو؟

(ب)

ہم موند کے پلکوں کو اس دل کو سزا دیں تو؟

(۱)

ان زلفوں میں گوندھیں گے ہم پھول محبت کے

(ب)

زلفوں کو جھٹک کر ہم یہ پھول گرا دیں تو؟

(۱)

ہم آپ کو خوابوں میں لا لا کے ستائیں گے

(ب)

ہم آپ کی آنکھوں سے نیندیں ہی اڑا دیں تو؟

(۱)

ہم آپ کے قدموں پر گر جائیں گے غش کھا کے

(ب)

اس پر بھی نہ ہم اپنے آنچل کی ہوا دیں تو؟





دنیا کی نگاہوں میں بھلا کیا ہے برا کیا  
یہ بوجھ اگر دل سے اتر جائے تو اچھا  
ویسے تو تمہیں نے مجھے برباد کیا ہے  
الزام کسی اور کے سر جائے تو اچھا  
یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا



پکھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے  
خاموشی کچھ بول رہی ہے  
بھید انوکھے کھول رہی ہے  
پنگھ پکھیر و سوچ میں گم ہیں، پیڑ کھڑے ہیں سیس جھکائے  
پکھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے  
دھندلے دھندلے مست نظارے  
اڑتے بادل، مڑتے دھارے

چھپ کے نظر سے جانے یہ کس نے رنگ رنگیلے کھیل رچائے  
پکھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے  
کوئی بھی اس کا راز نہ جانے  
ایک حقیقت لاکھ فسانے  
ایک ہی جلوہ شام سویرے، بھیس بدل کر سامنے آئے  
پکھلا ہے سونا دور گنگن پر، پھیل رہے ہیں شام کے سائے!

نظر سے دل میں سامنے والے، مری محبت ترے لیے ہے  
وفا کی دنیا میں آنے والے، وفا کی دولت ترے لیے ہے  
کھڑی ہوں میں تیرے راستے میں، جواں امیدوں کے پھول لے کر  
مہکتی زلفوں، بہکتی نظروں کی گرم جنت ترے لیے ہے

سوا تری آرزو کے اس دل میں کوئی بھی آرزو نہیں ہے  
ہر ایک جذبہ ہر ایک دھڑکن ہر ایک حسرت ترے لیے ہے  
مرے خیالوں کے نرم پودوں سے جھانک کر مسکرانے والے  
ہزار خوابوں سے جو سچی ہے وہ اک حقیقت ترے لیے ہے



یہ زلف اگر کھل کے بکھر جائے تو اچھا  
اس رات کی تقدیر سنو جائے تو اچھا  
جس طرح سے تھوڑی ترے ساتھ کئی ہے  
باقی بھی اسی طرح گزر جائے تو اچھا

ایک خاموش ملاقات کی یاد آتی ہے  
 ذہن میں حسن کی ٹھنڈک کا اثر جاگتا ہے  
 آج دیتی ہوئی برسات کی یاد آتی ہے  
 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 میری آنکھوں پہ جھکی رہتی ہیں پلکیں جس کی  
 تم وہی میرے خیالوں کی پری ہو کہ نہیں  
 کہیں پہلے کی طرح پھر تو نہ کھو جاؤ گی  
 جو ہمیشہ کے لئے ہو وہ خوشی ہو کہ نہیں  
 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے



دور رہ کر نہ کرو بات ، قریب آ جاؤ  
 یاد رہ جائے گی یہ رات ، قریب آ جاؤ

ایک مدت سے تنہا تھی تمہیں چھونے کی  
 آج بس میں نہیں جذبات ، قریب آ جاؤ  
 سرد شعلے سے بھڑکتے ہیں بدن میں شعلے  
 جان لے لے گی یہ برسات ، قریب آ جاؤ

اس قدر ہم سے جھجکنے کی ضرورت کیا ہے  
 زندگی بھر کا ہے اب ساتھ ، قریب آ جاؤ



پرتوں کے پیڑوں پر شام کا بیرا ہے  
 سرمئی اجالا ہے ، چمپئی اندھیرا ہے

دونوں وقت ملتے ہیں دو دلوں کی صورت سے  
 آسمان نے خوش ہو کر رنگ سا بکھیرا ہے  
 ٹھہرے ٹھہرے پانی میں گیت سرراتے ہیں  
 بھیکے بھیکے جھونکوں میں خوشبوؤں کا ڈیرا ہے

کیوں نہ جذب ہو جائیں اس حسیں نظارے میں  
 روشنی کا جھرمت ہے مستیوں کا گھیرا ہے



میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 اجنبی سی ہو مگر غیر نہیں لگتی ہو  
 وہم سے بھی جو ہو نازک وہ یقین لگتی ہو  
 ہائے یہ پھول سا چہرہ یہ گھنیری زلفیں  
 میرے شعروں سے بھی تم مجھ کو حسیں لگتی ہو  
 میں نے شاید تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے  
 دیکھ کر تم کو کسی رات کی یاد آتی ہے

(ب)

کب سے تمہارے رستے میں، میں پھول بچھائے بیٹھی ہوں  
 یہ بھی چکو جو کہنا ہے، میں آس لگائے بیٹھی ہوں  
 کہہ بھی دو، جو کہنا ہے  
 دل نے دل کی بات سمجھ لی، اب منہ سے کیا کہنا ہے  
 آج نہیں تو کل کہہ لیں گے اب تو ساتھ ہی رہنا ہے  
 کہہ بھی دو جو کہنا ہے!  
 چھوڑو، اب کیا کہنا ہے!!



کون آیا کہ نگاہوں میں چمک جاگ اٹھی  
 دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی  
 کس کے آنے کی خبر لے کے ہوائیں آئیں  
 جسم سے پھول چٹکنے کی صدائیں آئیں  
 روح کھلنے لگی، سانسوں میں مہک جاگ اٹھی  
 دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی  
 کس نے یوں میری طرف دیکھ کے باہیں کھولیں  
 شوخ جذبات نے سینے میں نگاہیں کھولیں

(ا)

کشتی کا خاموش سفر ہے، شام بھی ہے تنہائی بھی  
 دور کنارے پر بجتی ہے، لہروں کی شہنائی بھی  
 آج مجھے کچھ کہنا ہے

(ب)

لیکن یہ شرمیلی نگاہیں، مجھ کو اجازت دیں تو کہوں  
 خود میری بے تاب انگلیں تھوڑی فرصت دیں تو کہوں  
 آج مجھے کچھ کہنا ہے

(ا)

جو کچھ تم کو کہنا ہے وہ میرے ہی دل کی بات نہ ہو  
 جو ہے مرے خوابوں کی منزل اس منزل کی بات نہ ہو  
 کہہ بھی دو، جو کہنا ہے

(ا)

کہتے ہوئے یہ ڈر لگتا ہے، کہہ کر بات نہ کھو بیٹھوں  
 یہ جو ذرا سا ساتھ ملا ہے، یہ بھی ساتھ نہ کھو بیٹھوں  
 آج مجھے کچھ کہنا ہے

ہونٹ تپنے لگے ، زلفوں میں پک جاگ اٹھی

دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی

کس کے ہاتھوں نے مرے ہاتھوں سے کچھ مانگا ہے

کس کے خوابوں نے مرے خوابوں سے کچھ مانگا ہے

دل مچلنے لگا آنچل میں دھنک جاگ اٹھی

دل کے سوئے ہوئے تاروں میں کھنک جاگ اٹھی



چہرے پہ خوشی چھا جاتی ہے آنکھوں میں سرور آ جاتا ہے

جب تم مجھے اپنا کہتے ہو اپنے پہ غرور آ جاتا ہے

تم حسن کی خود اک دنیا ہو ، شاید یہ تمہیں معلوم نہیں

محفل میں تمہارے آنے سے ہر چیز پہ نور آ جاتا ہے

ہم پاس سے تم کو کیا دیکھیں ، تم جب بھی مقابل ہوتے ہو

بے تاب نگاہوں کے آگے پردہ سا ضرور آ جاتا ہے

جب تم سے محبت کی ہم نے تب جا کے کہیں یہ راز کھلا

مرنے کا سلیقہ آتے ہی جینے کا شعور آ جاتا ہے



یہ پریتوں کے دائرے یہ شام کا دھواں

ایسے میں کیوں نہ چھیڑ دیں دلوں کی داستان

ذرا سی زلف کھول دو

خزاں میں عطر گھول دو

نظر جو کہہ چکی ہے وہ

بات منہ سے بول دو

کہ جھوم اٹھے نگاہ میں بہاروں کا سماں

یہ چپ بھی اک سوال ہے

عجیب دل کا حال ہے

یہ اک خیال کھو گیا

بس اب یہی خیال ہے

یہ رنگ روپ یہ پون!

چمکتے چاند کا بدن

برانہ مانو تم اگر!

تو چوم لوں کرن کرن

کہ آج حوصلوں میں ہیں بلا کی گرمیاں!

بل بھر اسی عالم میں اے جانِ ادا رہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے ، تم یوں ہی خفا رہنا  
 یہ دہکا ہوا چہرہ، یہ بکھری ہوئی زلفیں  
 یہ بڑھتی ہوئی دھڑکن ، یہ چڑھتی ہوئی سانسیں  
 سامانِ قضا ہو تم، سامانِ قضا رہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا  
 پہلے بھی حسیں تھیں تم ، لیکن یہ حقیقت ہے  
 وہ حسن مصیبت تھا، یہ حسن قیامت ہے  
 اوروں سے تو بڑھ کر ہو خود سے بھی سوا رہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا



ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں  
 رکھے کون یہ حساب میں تو پیتا ہوں  
 ایک انسان ہوں میں فرشتہ نہیں  
 جو فرشتے بنیں، ان سے رشتہ نہیں  
 کہو اچھا یا خراب، میں تو پیتا ہوں  
 ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں  
 ہوش مجھ کو رہے تو ستم گھیر لیں  
 کئی دکھ گھیر لیں ، کئی غم گھیر لیں



ہر وقت ترے حسن کا ہوتا ہے سماں اور  
 ہر وقت مجھے چاہیے اندازِ بیاں اور  
 پھولوں سا کبھی نرم ہے ، شعلوں سا کبھی گرم  
 مستانی ادائیں کبھی شوخی ہے کبھی شرم  
 ہر صبح گماں اور ہے ہر رات گماں اور  
 ملنے نہیں پاتیں ترے جلوں سے نگاہیں!  
 تھکنے نہیں پاتیں گلے لپٹا کے یہ بانہیں!  
 چھو لینے سے ہوتا ہے ترا جسم جواں اور

پلتا ہے ترے حسن کا طوفانِ بہاراں  
 تو اپنی مثال آپ ہے اے جہانِ بہاراں  
 دنیا کے حسینوں میں نہیں تجھ سا جواں اور



غصے میں جو نکھرا ہے، اس حسن کا کیا کہنا  
 کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا  
 اس حسن کے شعلے کی تصویر بنا لیں ہم  
 ان گرم نگاہوں کو سینے سے لگا لیں ہم

### عمر خیام:

یہ موسم ، یہ ہوا، یہ رت سہانی پھر نہ آئے گی  
ارے او جینے والے زندگانی پھر نہ آئے گی  
کوئی حسرت نہ رکھ دل میں یہ دنیا چار دن کی ہے  
جوانی موج دریا ہے ، جوانی پھر نہ آئے گی

### رقاصہ:

نگاہیں ملا، اور اک جام لے لے  
جوانی کے سر کوئی الزام لے لے  
گناہوں کے سائے میں پلتی ہے جنت  
حسینوں کے ہمراہ چلتی ہے جنت  
حسینوں کے پہلو میں آرام لے لے  
جوانی کے سر کوئی الزام لے لے



یہ حسن مرا یہ عشق ترا رنگین تو ہے بدنام سہی  
مجھ پر تو کئی الزام لگے، تجھ پر بھی کوئی الزام سہی  
اس رات کی نکھری رنگت کو کچھ اور نکھر جانے دے ذرا  
نظروں کو بہک جانے دے ذرا زلفوں کو نکھر جانے دے ذرا

سب کون یہ عذاب، میں تو پیتا ہوں  
ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں

کوئی اپنا اگر ہو تو ٹوٹے مجھے  
میں غلط کر رہا ہوں تو روکے مجھے

کسے دینا ہے حساب میں تو پیتا ہوں  
ملے جتنی شراب، میں تو پیتا ہوں



### عمر خیام:

مقدر کا لکھا مٹا نہیں آنسو بہانے سے  
یہ وہ ہونی ہے جو ہو کر رہے گی ہر بہانے سے  
اگر جینے کی خواہش ہے تو مستوں کی طرح جی لے  
کہ محفل ہوش کی سونی پڑی ہے اک زمانے سے

### رقاصہ:

یہ مچلتی اُمتیں کہیں سو نہ جائیں  
یہ صبحیں یہ شامیں یونہی کھو نہ جائیں  
کوئی صبح لے لے کوئی شام لے لے  
جوانی کے سر کوئی الزام لے لے

کچھ دیر کی ہی تسکین سہی، کچھ دیر کا ہی آرام سہی

جذبات کی کلیاں چھنی ہیں اور پیار کا تحفہ دینا ہے  
لوگوں کی نگاہیں کچھ بھی کہیں لوگوں سے ہمیں کیا لینا ہے  
یہ خاص تعلق آپس کا دنیا کی نظر میں عام سہی

رسوائی کے ڈر سے گھبرا کر ہم ترک وفا کب کرتے ہیں  
جس دل کو بسالیں پہلو میں اس دل کو جدا کب کرتے ہیں  
جو حشر ہوا ہے لاکھوں کا اپنا بھی وہی انجام سہی

کب غم کی گھٹائیں چھا جائیں، معصوم خوشی کو علم نہیں  
ہم آج تو جی لیں جی بھر کے، کل کیا ہو کسی کو علم نہیں  
اک اور ریلی صبح سہی اک اور نشیلی شام سہی



مجھے مل گیا بہانہ تیری دید کا  
کیسی خوشی لے کے آیا چاند عید کا  
زلف پل کے کھل کھل جائے  
چاند میں مستی گھل گھل جائے

ایسی خوشی آج ملی، آنکھوں میں نام نہیں نیند کا

جاگتی آنکھیں بنتی ہیں سنے

تجھ کو بٹھا کے پہلو میں اپنے

دل کی لگی ایسی بڑھی، آنکھوں میں نام نہیں نیند کا

آتے ہی تیرے چٹکی ہیں کلیاں

دل بن بن کے دھڑکی ہیں گلیاں

ایسی سچی رات میری، آنکھوں میں نام نہیں نیند کا

کیسی خوشی لے کے آیا چاند عید کا



آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے

آج کی رات نہیں شکوے شکایت کے لیے

آج ہر لمحہ، ہر ایک پل ہے محبت کے لیے

ریشمی سچ ہے، مہکی ہوئی تنہائی ہے

آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے

ہر گنہ آج مقدس ہے فرشتوں کی طرح

کانپتے ہاتھوں کو مل جانے دو رشتوں کی طرح

آج ملنے میں نہ الجھن ہے نہ رسوائی ہے

آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے

اپنی زلفیں مرے شانے پہ بکھر جانے دو  
اس حسین رات کو کچھ اور نکھر جانے دو  
صبح نے آج نہ آنے کی قسم کھائی ہے  
آج کی رات مرادوں کی برات آئی ہے



شعر کا حسن ہو، نغموں کی جوانی ہو تم  
اک دھڑکتی ہوئی شاداب کہانی ہو تم  
آنکھ ایسی کہ کنول تم سے نشانی مانگے  
زلف ایسی کہ گھٹا شرم سے پانی مانگے  
جس طرف سے بھی نظر ڈالو سہانی ہو تم  
جسم ایسا کہ اجنا کا عمل یاد آئے  
سنگ مرمر میں ڈھلا تاج محل یاد آئے  
پچھلے پچھلے ہوئے رنگوں کی جوانی ہو تم  
شعر کا حسن ہو، نغموں کی جوانی ہو تم



ہم جب چلیں تو یہ جہاں جھوٹے  
آرزو ہماری آسماں چوٹے

ہم نئے جہاں کے پاسباں  
ہم نئی بہار کے رازداں  
ہم ہنسیں تو ہنس پڑے ہر کلی  
ہم چلیں تو چل پڑے زندگی

سارے نظاروں میں، پھولوں میں تاروں میں ہم نے ہی جادو بھرا

ہم سے فضاؤں میں رنگ و بو  
ہم ہیں اس زمیں کی آبرو  
ندیوں کی راگنی ہم سے ہے  
ہر طرف یہ تازگی ہم سے ہے

سارے نظاروں میں، پھولوں میں تاروں میں ہم نے ہی جادو بھرا

دور ہو گئیں سبھی مشکلیں!  
کھینچ کے پاس آ گئیں منزلیں  
دیکھ کر شباب کے حوصلے  
خود بخود سست گئے فاصلے

سارے نظاروں میں، پھولوں میں تاروں میں ہم نے ہی جادو بھرا



تم بھی چلو، ہم بھی چلیں، چلتی رہے زندگی  
نہ زمیں منزل نہ آسماں، زندگی ہے زندگی



(۱)

ترا عشق ہے مری آرزو، ترا عشق ہے میری آبرو  
ترا عشق کیسے میں چھوڑ دوں، مری عمر بھر کی تلاش ہے  
دل عشق، جسم عشق ہے اور جان عشق ہے  
ایمان کی جو پوچھو تو ایمان عشق ہے  
تیرا عشق کیسے میں چھوڑ دوں، مری عمر بھر کی تلاش ہے

(پ)

دشت دل رس و دار سے روکی نہ گئی  
کسی خنجر، کسی تلوار سے روکی نہ گئی  
عشق، مجنوں کی وہ آواز ہے جس کے آگے  
کوئی لیلیٰ کسی دیوار سے روکی نہ گئی  
یہ عشق عشق ہے

وہ ہنس کے اگر مانگیں تو ہم جان بھی دے دیں  
یہ جان تو کیا چیز ہے، ایمان بھی دے دیں  
عشق آزاد ہے، ہندو نہ مسلمان ہے عشق  
جس سے آگاہ نہیں شیخ و برہمن دونوں  
اس حقیقت کا گرجتا ہوا اعلان ہے عشق  
عشق نہ کچھ دین دھرم نون عشق نہ کچھ ذاتاں  
عشق دے ہتھوں گرم لہو وچ دیاں لکھ براتاں

پیچھے دیکھے نہ کب مڑ کے راہوں میں !  
مجھے میرا دل تمہیں لے کے بانہوں میں  
دھڑکنوں کی زبان نت کہے داستان  
پیار کی جھلمل چھاؤں میں پلتی رہے زندگی

بہتے چلیں ہم مستی کے دھاروں میں  
گو نچتے ہی رہیں سدا دل کے تاروں میں  
اب رکے نہ کہیں پیار کا کارواں  
نت نئی رت کے ڈھنگ ڈھلتی رہے زندگی



(۱)

نہ تو کارواں کی تلاش ہے، نہ تو ہم سفر کی تلاش ہے  
مرے شوقِ خانہ خراب کو تری رہ گزر کی تلاش ہے

(ب)

مرے نامراد جنوں کا ہے جو علاج کوئی تو موت ہے  
جو دوا کے نام پہ زہر دے اسی چارہ گر کی تلاش ہے

یہ عشق عشق ہے

جب جب کرشن کی ہنسی باجی ، نکلی رادھا ج کے  
جان اجان کا دھیان بھلا کے لوک لاج کو تاج کے  
بن بن ڈولی جنک دلاری پہن کے پریم کی مالا  
روشن جل کی پیاسی میرا، پی گئی بس کا پیالا

یہ عشق عشق ہے

اللہ اور رسول کا فرمان عشق ہے  
یعنی حدیث عشق ہے قرآن عشق ہے  
گوتم کا اور مسیح کا ارمان عشق ہے  
یہ کائنات عشق ہے اور جان عشق ہے  
عشق سرمد، عشق ہی منصور ہے  
عشق موسیٰ، عشق کوہ طور ہے  
خاک کو بت اور بت کو دیوتا کرتا ہے عشق  
انتہا یہ ہے کہ بندے کو خدا کرتا ہے عشق  
انتہا یہ ہے کہ بندے کو خدا کرتا ہے عشق

یہ عشق عشق ہے



یار ہی میرا کپڑا لٹا یار ہی میرا گہنا

یار ملے تو عزت سمجھوں کجبری بن کر رہنا

نی میں یار منانا نی چاہے لوگ بولیاں بولیں  
میں تو باز نہ آنا نی چاہے زہر سوتیں گھولیں

کھڑا اس کا چاند کا ٹکڑا قد سرو کا بوٹا

اس کی بانہہ کا ہر ہر پورا لگتا کاچ ہے ٹوٹا

یار ملے تو جگ کیا کرنا یار بنا جگ سونا

جگ کے بدلے یار ملے تو یار کا مول دوں دوں

میں تو نہیں شرمانا نی چاہے لوگ بولیاں بولیں

میں تو سچ سجانا نی چاہے زہر سوتیں گھولیں

تھرک رہی مرے پیر کی جھانجھنک رہا مرا چوڑا

اڑ اڑ جائے آچل میرا کھل کھل جائے جوڑا

بیٹھ اکیلی کرتی تھی میں دیواروں سے باتیں

آج ملا وہ یار تو بس گئیں پھر سے سوئی راتیں

میں تو جھومر پانا نی چاہے لوگ بولیاں بولیں

نچ کے یار منانا نی چاہے زہر سوتیں گھولیں

پھڑے یار نے پھیرا ڈالا پریت سہاگن ہوئی

آج ملی جو دولت اس کا مول نہ جانے کوئی



ملتی ہے زندگی میں محبت کبھی کبھی

ہوتی ہے دلبروں کی عنایت کبھی کبھی



نغمہ و شعر کی سوغات کسے پیش کروں  
 یہ چھلکتے ہوئے جذبات کسے پیش کروں؟  
 شوخ آنکھوں کے اجالوں کو لٹاؤں کس پر  
 مست زلفوں کی سیہ رات کسے پیش کروں؟  
 گرم سانسوں میں چھپے راز بتاؤں کس کو  
 نرم ہونٹوں میں دبی بات کسے پیش کروں؟  
 کوئی ہمراز تو پاؤں ، کوئی ہدم تو ملے  
 دل کی دھڑکن کے اشارات کسے پیش کروں؟



اپنا دل پیش کروں ، اپنی وفا پیش کروں  
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا تجھے کیا پیش کروں  
 تیرے ملنے کی خوشی میں کوئی نغمہ چھیڑوں  
 یا ترے درد جدائی کا گلہ پیش کروں  
 میرے خوابوں میں بھی تو، میرے خیالوں میں بھی تو  
 کون سی چیز تجھے تجھ سے جدا پیش کروں

شرما کے منہ نہ پھیر نظر کے سوال پر  
 لاتی ہے ایسے موڑ پہ قسمت کبھی کبھی  
 کھلتے نہیں ہیں روز درپچے بہار کے  
 آتی ہے جانِ من یہ قیامت کبھی کبھی  
 تنہا نہ کٹ سکیں گے جوانی کے راستے  
 پیش آئے گی کسی کی ضرورت کبھی کبھی  
 پھر کھو نہ جائیں ہم کہیں دنیا کی بھیڑ میں  
 ملتی ہے پاس آنے کی مہلت کبھی کبھی



سرمئی رات ہے ستارے ہیں  
 آج دونوں جہاں ہمارے ہیں  
 صبح کا انتظار کون کرے  
 پھر یہ رت، یہ سماں ملے نہ ملے  
 آرزو کا چمن کھلے نہ کھلے  
 وقت کا اعتبار کون کرنے  
 لے بھی لو ہم کو اپنی بانہوں میں  
 روح بے چین ہے نگاہوں میں  
 التجا بار بار کون کرے؟



بھولے سے محبت کر بیٹھا، ناداں تھا، بچارا، دل ہی تو ہے  
ہر دل سے خطا ہو جاتی ہے، بگڑو نہ خدا را، دل ہی تو ہے

اس طرح نگاہیں مبت پھیرو، ایسا نہ ہو دھڑکن رک جائے  
سینے میں کوئی پتھر تو نہیں احساس کا مارا، دل ہی تو ہے

جذبات بھی ہندو ہوتے ہیں چاہت بھی مسلمان ہوتی ہے  
دنیا کا اشارہ تھا لیکن سمجھا نہ اشارہ، دل ہی تو ہے

بیدار گروں کی ٹھوکر سے، سب خواب سہانے چور ہوئے  
اب دل کا سہارا غم ہی تو ہے، اب غم کا سہارا دل ہی تو ہے



بھول سکتا ہے بھلا کون یہ پیاری آنکھیں  
رنگ میں ڈوبی ہوئی نیند سے بھاری آنکھیں

میری ہر سوچ نے، ہر سانس نے چاہا ہے تمہیں  
جب سے دیکھا ہے تمہیں، تب سے سراہا ہے تمہیں

بس گئی ہیں مری آنکھوں میں تمہاری آنکھیں

جو تیرے دل کو لہائے وہ ادا مجھ میں نہیں  
کیوں نہ تجھ کو کوئی تیری ہی ادا پیش کروں



سلامِ حسرت قبول کر لو  
مری محبت قبول کر لو

ادا اس نظریں تڑپ تڑپ کر تمہارے جلووں کو ڈھونڈتی ہیں  
جو خواب کی طرح کھو گئے ان حسین لمحوں کو ڈھونڈتی ہیں  
اگر نہ ہو ناگوار تم کو، تو یہ شکایت قبول کر لو!

میری محبت قبول کر لو

تمہی نگاہوں کی آرزو ہو، تمہی خیالوں کا بدعا ہو  
تمہی مرے واسطے صنم ہو، تمہی مرے واسطے خدا ہو  
مری پرستش کی لاج رکھ لو، مری غبادت قبول کر لو

مری محبت قبول کر لو

تمہاری جھکتی نظر سے جب تک نہ کوئی پیغام مل سکے گا  
نہ روح تسکین پا سکے گی نہ دل کو آرام مل سکے گا  
غم جدائی ہے جان لیوا، یہ اک حقیقت قبول کر لو

مری محبت قبول کر لو

تم جو نظروں کو اٹھاؤ تو ستارے جھک جائیں  
تم جو پلکوں کو جھکاؤ تو زمانے رک جائیں

کیوں نہ بن جائیں ان آنکھوں کی پجاری آنکھیں  
جانتی راتوں کو سپنوں کا خزانہ مل جائے  
تم جو مل جاؤ تو جینے کا بہانہ مل جائے  
اپنی قسمت پہ کریں ناز ہماری آنکھیں



یہ بہاروں کا سماں، چاند تاروں کا سماں  
کھو نہ جائے، آ بھی جا  
آسمان سے رنگ بن کر بہہ رہی ہے چاندنی  
بے زبانی کی زباں سے کہہ رہی ہے چاندنی  
جانتی رت ناگہاں، سو نہ جائے آ بھی جا  
رات کے ہمراہ ڈھلتی جا رہی ہے زندگی  
شمع کی صورت کچھلتی جا رہی ہے زندگی  
روشنی بجھ کر دھواں ہو نہ جائے آ بھی جا  
آ ذرا ہنس کر نگاہوں میں نگاہیں ڈال دے  
دیر کی ترسی ہوئی بانہوں میں بانہیں ڈال دے  
حسرتوں کا کارواں کھو نہ جائے آ بھی جا



آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
ہر دے کی پیڑ، ادیبہ کی اگنی سب شیتل ہو جائے  
کیے لاکھ جتن، مورے من کی پتن، مورے تن کی جلن نہیں جائے  
کیسی لاگی یہ لگن، کیسی جاگی یہ اگن، جیا دھیر دھرن نہیں پائے  
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
کئی جگہوں سے ہیں جاگے، مورے نین ابھاگے، کہیں جیا نہیں لاگے بن تورے  
سکھ دیکھے ناہیں آگے، دکھ پیچھے پیچھے بھاگے، جگ سونا سونا لاگ بن تورے  
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
موہے اپنا بنا لو، موری بانہہ پکڑ، میں ہوں جنم جنم کی داسی  
موری پیاس بجھا دو، منوہر گردھر، میں ہوں انتر گھٹ تک پیاسی  
پریم سدھا اتنی برسا دو جگ جل تھل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو، جنم سہل ہو جائے



کہ زندگی کی راہ میں جواں دلوں کی چاہ میں  
کئی مقام آئیں گے جو ہم کو آزمائیں گے  
برا نہ مانو بات کا، یہ پیار ہے گلہ نہیں

(ب)

جہاں میں ایسا کون ہے کہ جس کو غم ملا نہیں  
دکھ اور سکھ کے راستے بنے ہیں سب کے واسطے  
جو غم سے ہار جاؤ گے تو کس طرح بھاؤ گے  
خوشی ملے ہمیں کہ غم جو ہو گا بانٹ لیں گے ہم  
مجھے تم آزماؤ تو ذرا نظر ملاؤ تو  
یہ جسم دو سہی مگر، دلوں میں فاصلہ نہیں  
تمہارے پیار کی قسم تمہارا غم ہے میرا غم  
نہ یوں بچھے بچھے رہو جو دل کی بات ہے کہو  
جو مجھ سے بھی چھپاؤ گے تو پھر کسے بتاؤ گے  
میں کوئی غیر تو نہیں دلاؤں کس طرح یقین  
کہ تم سے میں جدا نہیں ہوں، مجھ سے تم جدا نہیں



آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

(ا)

ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا نہیں  
ابھی ابھی تو آئی ہو بہار بن کے چھائی  
ہوا ذرا مہک تو لے نظر ذرا بہک تو لے  
یہ شام ڈھل تو لے ذرا یہ دل سنبھل تو لے ذرا  
میں تھوڑی دیر جی تو لوں نشے کے گھونٹ پی تو لوں  
ابھی تو کچھ کہا نہیں ابھی تو کچھ سنا نہیں

(ب)

ستارے جھللا اٹھے چراغ جگمگا اٹھے  
بس اب نہ مجھ کو ٹوکنا نہ بڑھ کے راہ روکنا  
اگر میں رک گئی ابھی تو جانے پاؤں گی کبھی  
یہی کہو گے تم سدا کہ دل ابھی بھرا نہیں  
جو ختم ہو کسی جگہ، یہ ایسا سلسلہ نہیں

(ا)

ادھوری آس چھوڑ کے ادھوری پیاس چھوڑ کے  
جو روز یوں ہی جاؤ گی تو کس طرح بھاؤ گی؟

تیرا ہر رنگ ہم نے دیکھا ہے  
 تیرا ہر ڈھنگ ہم نے دیکھا ہے  
 ہاتھ کھیلے ہیں تیری زلفوں سے  
 آنکھ واقف ہے تیرے جلووں سے  
 تجھ کو ہر طرح آزمایا ہے  
 پا کے کھویا ہے کھو کے پایا ہے  
 انگڑیوں کا بیان سمجھتے ہیں  
 دھڑکنوں کی زباں سمجھتے ہیں  
 چوڑیوں کی کھنک سے واقف ہیں  
 چھاگلوں کی چھنک سے واقف ہیں  
 ناز و انداز جانتے ہیں ہم  
 تیرا ہر راز جانتے ہیں ہم

آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

منہ چھپانے سے فائدہ کیا ہے  
 دل دکھانے سے فائدہ کیا ہے  
 الجھی الجھی لٹیں سنوار کے آ  
 حسن کو اور بھی نکھار کے آ  
 نرم گالوں میں بجلیاں لے کر  
 شوخ آنکھوں میں تتلیاں لے کر  
 آ بھی جا اب ادا سے لہراتی

ایک دہن کی طرح شرماتی  
 تو نہیں ہے تو رات سونی ہے  
 عشق کی کائنات میں  
 مرنے والوں کی زندگی تو ہے  
 اس اندھیرے کی روشنی تو ہے

آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

آ ترا انتظار کب سے ہے  
 ہر نظر بے قرار کب سے ہے  
 شمع رہ رہ کے جھللاتی ہے  
 سانس تاروں کی ڈوبی جاتی ہے  
 تو اگر مہربان ہو جائے  
 ہر تمنا جوان ہو جائے  
 آ بھی جا اب کہ رات جاتی ہے  
 ایک عاشق کی بات جاتی ہے  
 خیر ہو تری زندگانی کی  
 بھیک دے دے ہمیں جوانی کی  
 تجھ پہ سو جان سے فدا ہیں ہم  
 ایک مدت کے آشنا ہیں ہم

آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟

مجھے اب آ کے چھپا لو تم اپنی بانہوں میں

مرا سوال نہ ٹالو بہت اداس ہوں میں

ہر ایک سانس میں ملنے کی پیاس پلپتی ہے  
سلگ رہا ہے بدن اور روح جلتی ہے  
بچا سکو تو بچا لو بہت اداس ہوں میں



نیلے گنگن کے تلے، دھرتی کا پیار پلے

ایسے ہی جگ میں آتی ہیں صبحیں، ایسے ہی شام

ڈھلے

نیلے گنگن کے تلے

شبنم کے موتی، پھولوں پہ بکھیریں، دونوں کی آس پھلے

بل کھاتی بلیں، مستی میں کھیلیں، پیڑوں سے مل کے گلے

ندیا کا پانی، دریا سے مل کے، ساگر کی اور چلے

نیلے گنگن کے تلے

دھرتی کا پیار پلے



کسی پتھر کی مورت سے محبت کا ارادہ ہے

پرستش کی تمنا ہے، عبادت کا ارادہ ہے



مطلب نکل گیا ہے تو پہچانتے نہیں

یوں جا رہے ہیں جیسے ہمیں جانتے نہیں

اپنی غرض تھی جب تو پلٹنا قبول تھا

بانہوں کے دائرے میں سمٹنا قبول تھا

اب ہم منا رہے ہیں مگر مانتے نہیں

ہم نے تمہیں پسند کیا، کیا برا کیا

رتبہ ہی کچھ بلند کیا، کیا برا کیا

ہر اک گلی کی خاک تو ہم چھانتے نہیں

منہ پھیر کے نہ جاؤ ہمارے قریب سے

ملتا ہے کوئی چاہنے والا نصیب ہے

اس طرح عاشقوں پہ کماں تانتے نہیں



مجھے گلے سے لگا لو بہت اداس ہوں میں

غم جہاں سے چھڑا لو بہت اداس ہوں میں

یہ انتظار کا دکھ اب سہا نہیں جاتا

تڑپ رہی ہے محبت رہا نہیں جاتا

تم اپنے پاس بلا لو بہت اداس ہوں میں

بھٹک چکی ہوں بہت زندگی کی راہوں میں



جو دل کی دھڑکنیں سمجھ نہ آنکھوں کی زباں سمجھ  
نظر کی گفتگو سمجھ، نہ جذبوں کا بیاں سمجھ  
اسی کے سامنے اسی کی شکایت کا ارادہ ہے

سنا ہے ہر جواں پتھر کے دل میں آگ ہوتی ہے  
مگر جب تک نہ چھیڑو شرم کے پردے میں سوتی ہے  
یہ سوچا ہے کہ دل کی بات اس کے روبرو کر دیں  
ہر اک بے جا تکلف سے بغاوت کا ارادہ ہے

محبت بے رخی سے اور بھڑکے گی، وہ کیا جانے  
طبیعت اس ادا پر اور پھڑکے گی، وہ کیا جانے  
وہ کیا جانے کہ اپنی کس قیامت کا ارادہ ہے



دوگانا:

(۱)

جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا  
رو کے زمانہ چاہے رو کے خدائی تم کو آنا پڑے گا  
ترستی نگاہوں نے آواز دی ہے  
محبت کی راہوں نے آواز دی ہے

جان حیا، جان ادا، چھوڑو ترسانا، تم کو آنا پڑے گا

(ب)

یہ مانا ہمیں جاں سے جانا پڑے گا  
پر یہ سمجھ لو، تم نے جب بھی پکارا ہم کو آنا پڑے گا  
ہم اپنی وفا پر نہ الزام لیں گے  
تمہیں دل دیا ہے، تمہیں جاں بھی دیں گے  
جب عشق کا سودا کیا، پھر کیا گھبرانا ہم کو آنا پڑے گا

(۱)

سبھی اہل دنیا یہ کہتے ہیں ہم سے  
کہ آتا نہیں کوئی ملک عدم سے  
آج ذرا، شان و فاء، دیکھے زمانہ، تم کو آنا پڑے گا

(ب)

ہم آتے رہے ہیں ہم آتے رہیں گے  
محبت کی رسمیں نبھاتے رہیں گے  
جان و فاء، تم دو صدا، پھر کیا ٹھکانا، ہم کو آنا پڑے گا



تیرے در پہ آیا ہوں کچھ کر کے جاؤں گا  
جھولی بھر کے جاؤں گا یا مر کے جاؤں گا

تو سب کچھ جانے ہے ، ہر غم پہچانے ہے  
جو دل کی الجھن ہے سب تجھ پہ روشن ہے  
گھائل پروانہ ہوں ، وحشی دیوانہ ہوں

دل غم سے حیراں ہے ، میری دنیا ویراں ہے  
نظروں کی پیاس بجھا ، میرا مچھڑا یار ملا!  
اب یہ غم چھوٹے گا ، ورنہ دم ٹوٹے گا  
اب جینا مشکل ہے ، فریادیں لایا ہوں



تم اگر ساتھ دینے کا وعدہ کرو  
میں یونہی مست نغمے لٹاتا رہوں  
تم مجھے دیکھ کر مسکراتی رہو  
میں تمہیں دیکھ کر گیت گاتا رہوں

کتنے جلوے فضاؤں میں بکھرے مگر  
میں نے اب تک کسی کو پکارا نہیں  
تم کو دیکھا تو نظریں یہ کہنے لگیں  
ہم کو چہرے سے ہٹنا گوارا نہیں  
تم اگر میری نظروں کے آگے رہو  
میں ہر اک شے سے نظریں چراتا رہوں  
میں نے خوابوں میں برسوں تراشا جسے  
تم وہی سنگ مرمر کی تصویر ہو  
تم نہ سمجھو تمہارا مقدر ہوں میں  
میں سمجھتا ہوں تم میری تقدیر ہو  
تم اگر مجھ کو اپنا سمجھنے لگو  
میں بہاروں کی محفل سجاتا رہوں!



جرم الفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں  
کیسے نادان ہیں شعلوں کو ہوا دیتے ہیں

ہم سے دیوانے کہیں ترک وفا کرتے ہیں  
جان جائے کہ رہے بات نبھا دیتے ہیں

آپ دولت کے ترازو میں دلوں کو تولیں  
ہم محبت سے محبت کا صلہ دیتے ہیں



میں ہر اک پل کا شاعر ہوں  
ہر اک پل میری کہانی ہے  
ہر اک پل میری ہستی ہے  
ہر ایک پل میری جوانی ہے

رشتوں کا روپ بدلتا ہے  
بنیادیں ختم نہیں ہوتیں  
خوابوں کی اور اُمتوں کی  
میعادیں ختم نہیں ہوتیں

ہر پھول میں تیرا روپ بسا  
ہر پھول میں تیری جوانی ہے  
اک چہرہ تیری نشانی ہے  
اک چہرہ میری نشانی ہے  
تم کو مجھ کو جیون امرت  
ان ہاتھوں سے ہی پینا ہے  
ان کی دھڑکن میں بسا ہے

تخت کیا چیز ہے اور لعل و جواہر کیا ہیں  
عشق والے تو خدائی بھی لٹا دیتے ہیں  
ہم نے دل دے بھی دیا، عہد وفا لے بھی لیا  
آپ اب شوق سے دے لیں جو سزا دیتے ہیں



غم کیوں ہو؟

جینے والوں کو جیتے جی مرنے کا غم کیوں ہو؟  
شوخیوں پر آہیں کیوں ہوں آنکھوں میں غم کیوں ہو؟  
آج اگر گلشن میں کلی کھلتی ہے تو کل مرجھاتی ہے  
پھر بھی کھل کر ہنستی ہے اور ہنس کے چمن مہکاتی ہے

غم کیوں ہو؟

کس کا دن کس نے دیکھا ہے آج کا دن ہم کھوئیں کیوں  
جن گڑبڑوں میں ہنس سکتے ہیں ان گڑبڑوں میں روئیں کیوں

غم کیوں ہو؟

گائے جامستی کے ترانے، ٹھنڈی آہیں بھرنا کیا؟  
موت آئی تو مر بھی لیں گے، موت سے پہلے مرنا کیا؟

ان کی سانسوں میں جینا ہے  
تو اپنی ادائیں بخش انہیں  
میں اپنی وفا میں دیتا ہوں  
جو اپنے لیے سوچی تھی کبھی  
وہ ساری دعائیں دیتا ہوں



یوں تو حسن ہر جگہ ہے، لیکن اس قدر نہیں  
اے وطن کی سرزمین!  
یہ کھلی کھلی فضا یہ دھلا دھلا گنگن  
ندیوں کے پیچ و خم پر بتوں کا بانگین  
تیری وادیاں جواں، تیرے راستے حسین  
اے وطن کی سرزمین!  
تیری خاک میں بسی ماں کے دودھ کی مہک  
تیرے روپ میں رچی سورگ لوک کی جھلک  
ہم میں ہی کی رہی، تجھ میں کچھ کی نہیں  
اے وطن کی سرزمین!  
نعمتوں کے درمیاں بھوک پیاس کیوں رہے  
تیرے پاس کیا نہیں تو اداس کیوں رہے

عام ہوگی وہ خوشی، جو ہے اب کہیں کہیں

اے وطن کی سرزمین!  
تیری خاک کی قسم ہم تجھے سجائیں گے  
ہر چھپا ہوا ہنر روشنی میں لائیں گے  
آنے والے دور کی برکتوں پہ رکھ یقین  
اے وطن کی سرزمین!



ساتھی ہاتھ بڑھانا

ایک اکیلا تھک جائے گا مل کر بوجھ اٹھانا  
ساتھی ہاتھ بڑھانا  
ہم محنت والوں نے جب بھی مل کر قدم بڑھایا  
ساگر نے رستہ چھوڑا پر بت نے سیس جھکایا  
فولادی ہیں سینے اپنے فولادی ہیں بانہیں  
ہم چاہیں تو پیدا کر دیں چٹانوں میں راہیں  
ساتھی ہاتھ بڑھانا  
محنت اپنے لیکھ کی ریکھا، محنت سے کیا ڈرنا  
کل غیروں کی خاطر کی آج اپنی خاطر کرنا  
اپنا دکھ بھی ایک ہے ساتھی اپنا سکھ بھی ایک

اپنی منزل ، سچ کی منزل ، اپنا رستہ نیک  
ساتھی ہاتھ بڑھانا

ایک سے ایک ملے تو قطرہ بن جاتا ہے دریا  
ایک سے ایک ملے تو ذرہ بن جاتا ہے صحرا  
ایک سے ایک ملے تو رائی بن سکتی ہے پریت  
ایک سے ایک ملے تو انساں بس میں کرے قسمت

ساتھی ہاتھ بڑھانا

مائی سے ہم لال نکالیں موتی لائیں جل سے  
جو کچھ اس دنیا میں بنا ہے بنا ہمارے بل سے  
کب تک محنت کے پیروں میں دولت کی زنجیریں  
ہاتھ بڑھا کر چھین لو اپنے خوابوں کی تعبیریں

ساتھی ہاتھ بڑھانا



یہ دلش ہے دیر جوانوں کا  
البیلوں کا مستانوں کا  
اس دلش کا یارو کیا کہنا  
یہ دلش ہے دنیا کا گہنا

یہاں چوڑی چھاتی ویدوں کی  
یہاں گوری شکلیں ہیروں کی  
یہاں گاتے ہیں رانجھے مستی میں  
مچتی ہیں دھو میں بستی میں

پیڑوں پہ بہاریں جھولوں کی  
راہوں میں قطاریں پھولوں کی  
یہاں ہنتا ہے ساون بالوں میں  
کھلتی ہیں کلیاں گالوں میں

کہیں دنگل شوخ جوانوں کے  
کہیں کرتب تیر کمانوں کے  
یہاں نت نت میلے سجتے ہیں  
نت ڈھول اور تاشے بجتے ہیں

دلبر کے لیے دلدار ہیں ہم  
دشمن کے لیے تلوار ہیں ہم  
میدان میں اگر ہم ڈٹ جائیں  
مشکل ہے کہ پیچھے ہٹ جائیں



ان کالی صدیوں کے سر سے ، جب رات کا آچل ڈھلکے گا  
جب دکھ کے بادل پگھلیں گے ، جب سکھ کا ساگر چھلکے گا  
جب امبر جھوم کے ناچے گا ، جب دھرتی نغمے گائے گا  
وہ صبح کبھی تو آئے گی

جب صبح کی خاطر جگ جگ سے ہم سب مرمر کے جیتے ہیں  
جس صبح کے امرت کی دھن میں ہم زہر کے پیالے پیتے ہیں  
ان بھوکی پیاسی روحوں پر اک دن تو کرم فرمائے گی  
وہ صبح کبھی تو آئے گی

مانا کہ ابھی تیرے میرے ارمانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں  
مٹی کا بھی ہے کچھ مول مگر انسانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں  
انسانوں کی عزت جب جھوٹے سکون میں نہ تولی جائے گی  
وہ صبح کبھی تو آئے گی

دولت کے لیے جب عورت کی عصمت کو نہ بیچا جائے گا  
چاہت کو نہ کھلا جائے گا ، غیرت کو نہ بیچا جائے گا  
اپنے کالے کرتوتوں پر جب یہ دنیا شرمائے گی  
وہ صبح کبھی تو آئے گی

ہمتیں گے کبھی تو دن آخر یہ بھوک کے اور بیکاری کے  
ٹوٹیں گے کبھی تو بت آخر دولت کی اجارہ داری کے  
جب ایک انوکھی دنیا کی بنیاد اٹھائی جائے گی

دھرتی ماں کا ماں ، ہمارا پیارا لال نشان  
تو یگ کی مسکان ، ہمارا پیارا لال نشان

پونجی داد سے دب نہ سکے گا ، یہ مزدور کسان کا جھنڈا  
محنت کا حق لے کے رہے گا ، محنت کش انسان کا جھنڈا  
بودھا اور بلوان ہمارا ، پیارا لال نشان

اس جھنڈے سے سانس اکھڑتی چور منافع خوروں کی  
جنہوں نے انسانوں کی حالت کر دی ڈنگر ڈھوروں کی  
ان کے خلاف اعلان ہمارا ، پیارا لال نشان

فیکٹریوں کے دھول دھوئیں میں ہم نے خود کو پالا  
خون پلا کر لوہے کو اس دلش کا بھار سنبھالا  
محنت کے اس پوجا گھر پر نہ سکے گا تالا  
دلش کے سادھن ، دلش کا دھن ہیں جان لے پونجی والا

جیتے گا میدان ، ہمارا پیارا لال نشان  
دھرتی ماں کا ماں ، ہمارا پیارا لال نشان



وہ صبح کبھی تو آئے گی

وہ صبح ہمیں سے آئے گی

سنسار کے سارے محنت کش کھیتوں سے ملوں سے نکلیں گے  
بے گھر، بے در، بے بس انسان تاریک بلوں سے نکلیں گے  
دنیا امن اور خوشحالی کے پھولوں سے سجائی جائے گی  
وہ صبح ہمیں سے آئے گی



رات کے راہی تھک مت جانا، صبح کی منزل دور نہیں  
دھرتی کے پھیلے آنگن میں پل دو پل ہے رات کا ڈیرا  
ظلم کا سینہ چیر کے دیکھو، جھانک رہا ہے نیا سویرا  
ڈھلتا دن مجبور سہی، چڑھتا سورج مجبور نہیں

صدیوں تک چپ رہنے والے اب اپنا حق لے کے رہیں گے  
جو کرنا ہے کھل کے کریں گے جو کہنا ہے صاف کہیں گے  
جیتے جی گھٹ گھٹ کر مرنا اس یگ کا دستور نہیں  
ٹوٹیں گی بوجھل زنجیریں، جاگیں گی سوتی تقدیریں  
لوٹ پہ کب تک پہرا دیں گی زنگ لگی خونیں زنجیریں  
رہ نہیں سکتا اس دنیا میں جو سب کو منظور نہیں

وہ صبح کبھی تو آئے گی

مجبور بڑھاپا جب سونی راہوں کی دھول نہ پھانکے گا  
معصوم لڑکپن جب گندی گلیوں میں بھیک نہ مانگے گا  
حق مانگنے والوں کو جس دن سولی نہ دکھائی جائے گی  
وہ صبح کبھی تو آئے گی

فاقوں کی چٹاؤں پر جس دن انسان نہ جلائے جائیں گے  
سینوں کے دہکتے دوزخ میں ارماں نہ جلائے جائیں گے  
یہ نرک سے بھی گندی دنیا، جب سورگ بنائی جائے گی  
وہ صبح کبھی تو آئے گی

۲

وہ صبح ہمیں سے آئے گی

جب دھرتی کروٹ بدلے گی، جب قید سے قیدی چھوٹیں گے  
جب پاپ گھروندے پھوٹیں گے، جب ظلم کے بندھن ٹوٹیں گے  
اس صبح کو ہم ہی لائیں گے، وہ صبح ہمیں سے آئے گی  
وہ صبح ہمیں سے آئے گی

منحوس سماجی ڈھانچوں میں جب ظلم نہ پالے جائیں گے  
جب ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے، جب سر نہ اچھالے جائیں گے  
جیلوں کے بنا جب دنیا کی سرکار چلائی جائے گی!



کھیتیاں سونا اگائیں ، وادیاں موتی لٹائیں  
آج گوتم کی زمیں ، تلسی کا بن آزاد

مندروں میں سنکھ باجے مسجدوں میں ہو اذال  
شیخ کا دھرم اور دین برہمن آزاد ہے

لوٹ کیسی بھی ہو اب اس دلش میں رہنے نہ پائے  
آج سب کے واسطے دھرتی کا دھن آزاد ہے



زور لگا کے.....ہیا

پیر جما کے.....ہیا

جان لڑا کے.....ہیا

آنگن میں بیٹھی ہے چھیرن تیری آس لگائے

ارمانوں اور آشاؤں کے لاکھوں دیپ جلائے

بھولا پن رستہ دیکھے، ممتا خیر منائے

زور لگا کر کھینچ چھیرے ڈھیل نہ آئے پائے

..... ہیا ہیا

..... زور لگا کے..... ہیا

رات بھر کا ہے مہماں اندھیرا

کس کے روکے رکا ہے سویرا

رات جتنی بھی سنگین ہو گی

صبح اتنی ہی رنگین ہو گی

غم نہ کر گر ہے بادل گھنیرا

کس کے روکے رکا ہے سویرا

لب پہ شکوہ نہ لاء، اشک پی لے

جس طرح بھی ہو کچھ دیر جی لے

اب اکھڑنے کو ہے غم کا ڈیرا

کس کے روکے رکا ہے سویرا

یوں ہی دنیا میں آ کر نہ جانا

صرف آنسو بہا کر نہ جانا

مسکراہٹ پہ بھی حق ہے تیرا

کس کے روکے رکا ہے سویرا



اب کوئی گلشن نہ اجڑے اب وطن آزاد ہے

روح گنگا کی ہمالہ کا بدن آزاد ہے





آپ نہ جانے مجھ کو سمجھتے ہیں کیا؟  
میں تو کچھ بھی نہیں  
اس قدر پیارا تھی بڑی بھیڑ کا  
میں رکھوں گا کہاں؟  
اس قدر پیارا رکھنے کے قابل نہیں  
میرا دل میری جاں  
مجھ کو اتنی محبت نہ دو دوستو  
سوچ لو دوستو!  
اس قدر پیارا کیسے نبھاؤں گا میں  
میں تو کچھ بھی نہیں

عزیزیں، شہرتیں، چاہتیں، اُلفتیں  
کوئی بھی چیز دنیا میں رہتی نہیں  
آج میں ہوں جہاں کل کوئی اور تھا  
یہ بھی اک دور ہے وہ بھی اک دور تھا  
آج اتنی محبت نہ دو دوستو  
کہ میرے کل کی خاطر نہ کچھ بھی بچے

پیر جما کے ..... ہیا

جان لڑا کے ..... ہیا

جنم جنم سے اپنے سر پر طوفانوں کے سائے  
لہریں اپنی بھولی ہیں اور بادل ہمسائے  
جل اور جال ہیں جیون اپنا، کیا سردی کیا گرمی  
اپنی ہمت کبھی نہ ٹوٹے، رُت آئے رُت جائے

..... ہیا ہیا

زور لگا کے ..... ہیا

پیر جما کے ..... ہیا

جان لڑا کے ..... ہیا

کیا جانے کب سا گراندے کب برکھا آ جائے  
بھوک سروں پر منڈلائے منہ کھولے، پر پھیلائے  
آج ملا سو اپنی پونجی، کل کی ہاتھ پرائے  
تنی ہوئی بانہوں سے کہہ دو، لونچ نہ آنے پائے

..... ہیا ہیا

زور لگا کے ..... ہیا

پیر جما کے ..... ہیا

جان لڑا کے ..... ہیا

آج کا پیار تھوڑا بچا کر رکھو  
میرے کل کے لیے

کل جو گناہ ہے، کل جو سناں ہے  
کل جو انجان ہے، کل جو دیران ہے  
میں تو کچھ بھی نہیں  
میں تو کچھ بھی نہیں



رنگ اور نور کی بارات کے پیش کروں  
یہ مرادوں کی حسیں رات کے پیش کروں

میں نے جذبات نبھائے ہیں اصولوں کی جگہ  
اپنے ارمان پرو لایا ہوں، پھولوں کی جگہ  
تیرے سہرے کی یہ سوغات کسے پیش کروں

یہ میرے شعر، مرے آخری نذرانے ہیں  
میں ان اپنوں میں ہوں جو آج سے بیگانے ہیں  
بے تعلق سی ملاقات کسے پیش کروں

سرخ جوڑے کی تب و تاب مبارک ہو تجھے  
تیری آنکھوں کا نیا خواب مبارک ہو تجھے

میں یہ خواہش یہ خیالات کسے پیش کروں  
کون کہتا ہے کہ چاہت پہ سبھی کا حق ہے  
تو جسے چاہے ترا پیار اسی کا حق ہے  
مجھ سے کہہ دے میں ترا ہات کسے پیش کروں



چھو لینے دو نازک ہونٹوں کو، کچھ اور نہیں ہے جام ہے یہ  
قدرت نے جو ہم کو بخشا ہے، وہ سب سے حسیں انعام ہے یہ  
شرما کے نہ یونہی کھو دینا رنگین جوانی کی گھڑیاں  
بے تاب دھڑکتے سینوں کا ارمان بھرا پیغام ہے یہ  
اچھوں کو برا ثابت کرنا دنیا کی پرانی عادت ہے  
اس مے کو مبارک چیز سمجھ مانا کہ بہت بدنام ہے یہ



یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں  
سن جا دل کی داستاں

پیڑوں کی شاخوں پہ سوئی سوئی چاندنی  
تیرے خیالوں میں کھوئی کھوئی چاندنی

اور تھوڑی دیر میں تھک کے لوٹ جائے گی  
رات یہ بہار کی پھر کبھی نہ آئے گی

دو ایک پل اور ہے یہ سماں  
سن جا دل کی داستاں

لہروں کے ہونٹوں پہ دھیمہ دھیمہ راگ ہے  
بھگی ہواؤں میں ٹھنڈی ٹھنڈی آگ ہے  
اس حسیں آگ میں تو بھی جل کے دیکھ لے  
زندگی کے گیت کی دھن بدل کے دیکھ لے

کھلنے نہ دے اب دھڑکنوں کی زباں

جاتی بہاریں ہیں اٹھتی جوانیاں  
تاروں کی چھاؤں میں کہہ لے کہانیاں  
ایک بار چل دیے گر تجھے پکار کے  
لوٹ کے نہ آئیں گے قافلے بہار کے

آجا ابھی زندگی ہے جواں  
سن جا دل کی داستاں



تم اپنا رنج و غم ، اپنی پریشانی مجھے دے دو  
تمہیں غم کی قسم، اس دل کی ویرانی مجھے دے دو

یہ مانا میں کسی قابل نہیں ہوں ان نگاہوں میں  
برا کیا ہے اگر یہ دکھ، یہ حیرانی مجھے دے دو

میں دیکھوں تو سہی، دنیا تمہیں کیسے ستاتی ہے  
کوئی دن کے لیے اپنی نگہبانی مجھے دے دو  
وہ دل جو میں نے مانگا تھا مگر غیروں نے پایا ہے  
بڑی شے ہے اگر اس کی پشیمانی مجھے دے دو



پونچھ کر اشک اپنی آنکھوں سے مسکراؤ تو کوئی بات بنے  
سر جھکائے سے کچھ نہیں ہوتا سر اٹھاؤ تو کوئی بات بنے  
زندگی بھیک میں نہیں ملتی زندگی بڑھ کے چھینی جاتی ہے  
اپنا حق سنگ دل زمانے سے چھین پاؤ تو کوئی بات بنے  
رنگ اور نسل ذات اور مذہب جو بھی ہے آدمی سے کمتر ہے  
اس حقیقت کو تم بھی میری طرح مان جاؤ تو کوئی بات بنے

نفرتوں کے جہان میں ہم کو پیار کی بستیاں بسانی ہیں  
دور رہنا کوئی کمال نہیں ، پاس آؤ تو کوئی بات بنے

دھڑکنوں میں سرور پھیلا ہے  
رنگ نزدیک و دور پھیلا ہے  
دعوتِ عشق دے رہی ہے فضا  
آج ہو جا کسی حسیں پہ فدا

محبت بڑے کام کی چیز ہے  
محبت کے دم سے ہے دنیا کی رونق

محبت نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا  
نظر اور دل کی پناہوں کی چھوٹی  
یہ جنت نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

کتابوں میں چھپتے ہیں چاہت کے قصے  
حقیقت کی دنیا میں چاہت نہیں ہے

زمانے کے بازار میں یہ وہ شے ہے  
کہ جس کی کسی کو ضرورت نہیں ہے

یہ بے کار بے دام کی چیز ہے  
محبت بڑے کام کی چیز ہے

محبت سے اتنا خفا ہونے والے  
چل آ آج تجھ کو محبت سکھا دیں



میں جاگوں ساری رین ججن تم سو جاؤ  
گیتوں میں چھپا لوں مین ، ججن تم سو جاؤ

شام ڈھلے سے بھور بھئے تک ، جاگ کے جب کلتی ہے گھڑیاں  
مدھر ملن کی اوس میں بس کر ، کھلتی ہیں جب جیون کی کلیاں

آج نہیں وہ رین ججن تم سو جاؤ

پھیکی پڑ گئی چاندی کی جیوتی ، دھندلے پڑ گئے دیپ گگن کے  
سو گئیں سندر بیج کی کلیاں ، سو گئے کھلتے بھاگ دہن کے

کھل کر رو لیں مین ججن تم سو جاؤ

جاگ کے تن کی اگنی سو گئی ، بڑھ کے تھم گئی من کی ہلچل  
اپنا گھونگھٹ آپ الٹ کر ، کھول دی میں نے پاؤں کی پایل

اب ہے چین ہی چین ، ججن تم سو جاؤ



ہر طرف حسن ہے جوانی ہے

آج کی رات کیا سہانی ہے

ریشمی جسم سرسراتے ہیں

مرمریں خواب گنگناتے ہیں

تیرا دل جو برسوں سے ویراں پڑا ہے  
کسی نازنیناں کو اس میں بسا دیں  
میرا مشورہ کام کی چیز ہے



نہیں کیا تو کر کے دیکھ  
تو بھی کسی پر مر کے دیکھ  
حسن کے بکھرے پھولوں سے  
دل کی جھولی بھر کے دیکھ

کون تجھے کیا کہتا ہے  
کیوں اس کا غم سہتا ہے  
کتے بھونکتے رہتے ہیں  
قافلہ چلتا رہتا ہے  
کبھی اپنے من کی کر کے دیکھ

ریتیں ریتیں توڑ بھی دے  
دل کو اکیلا چھوڑ بھی دے

دنیا دل کی دشمن ہے  
دنیا کا منہ موڑ بھی دے

کچھ تو انوکھا کر کے دیکھ!  
اک رستہ ہے دولت کا  
دوسرا عیش و عشرت کا  
تیرا جھوٹی عزت کا  
چوتھا سچی اُلفت کا  
اس رستے سے گزر کے دیکھ!



غیروں پہ کرم اپنوں پہ ستم  
اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر  
رہنے دے ابھی تھوڑا سا بھرم  
اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر

ہم چاہنے والے ہیں تیرے  
یوں ہم کو جلانا ٹھیک نہیں  
محفل میں تماشا بن جائیں  
اس طرح جلانا ٹھیک نہیں  
مر جائیں گے ہم مٹ جائیں گے ہم

اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر  
ہم بھی تھے ترے منظور نظر  
دل چاہے تو اب انکار نہ کر  
سو تیر چلا سینے پہ مگر!  
بیگانوں سے مل کے دار نہ کر  
تجھ کو بڑی بے دردی کی قسم  
اے جانِ وفا یہ ظلم نہ کر!



تم اگر مجھ کو نہ چاہو تو کوئی بات نہیں  
تم کسی اور کو چاہو گی تو مشکل ہو گی!

اب اگر میل نہیں ہے تو جدائی بھی نہیں  
بات توڑی بھی نہیں تم نے نبھائی بھی نہیں  
یہ سہارا ہی بہت ہے مرنے جینے کے لیے  
تم اگر میری نہیں ہو تو پرانی بھی نہیں  
میرے دل کو نہ سراہو تو کوئی بات نہیں  
غیر کے دل کو سراہو گی تو مشکل ہو گی!

تم حسین ہو تمہیں سب پیار ہی کرتے ہوں گے  
میں جو مرتا ہوں تو کیا اور بھی مرتے ہوں گے

سب کی آنکھوں میں اسی شوق کا طوفان ہو گا  
سب کے سینے میں یہی درد ابھرتے ہوں گے  
میرے غم میں نہ کراہو تو کوئی بات نہیں  
اور کے غم میں کراہو گی تو مشکل ہو گی!

پھول کی طرح ہنسو سب کی نگاہوں میں رہو  
اپنی معصوم جوانی کی پناہوں میں رہو  
مجھ کو وہ دن نہ دکھانا تمہیں اپنی ہی قسم  
میں ترستا رہوں تم غیر کی بانہوں میں رہو  
تم جو مجھ سے نہ نباہو تو کوئی بات نہیں  
کسی دشمن سے نباہو گی تو مشکل ہو گی



اس جانِ دو عالم کا جلوہ  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے  
مشتاق نگاہوں کا کعبہ  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے

بے چین رہے عاشق کی نظر  
تھوڑی سی مگر تسکین بھی ہو

اس پردہ نشین کا یہ منشا!  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے

کیا حسنِ زمیں کیا رنگِ فلک  
سب اس کے کرشمے کی ہے جھلک

تاروں میں بسا ہے نور اس کا  
پھولوں میں بسا ہے رنگ اس کا  
یہ روپ میں شامل روپ اس کا  
یہ ڈھنگ میں شامل ڈھنگ اس کا  
اول بھی وہی آخر بھی وہی  
اوجھل بھی وہی ظاہر بھی وہی  
منصور وہی سرمد بھی وہی  
لاحد بھی وہی اور حد بھی وہی  
شعلہ بھی وہی شبنم بھی وہی  
سچ یہ ہے کہ ہیں خود ہم بھی وہی  
مخلوق سے خالق کا رشتہ  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے

وہ مالکِ کل ، محبوب ، مرا  
سنتا ہے ہر اک دھڑکن کی صدا

جب اس کا اشارہ ہوتا ہے  
تقدیر سنورنے لگتی ہے  
مدت سے ترستے خوابوں کی  
تعبیر ابھرنے لگتی ہے  
سجدے میں جھکا کر سر اپنا  
مانگے جو کبھی انسان دعا  
ہو جاتی ہے ہر مشکل آساں  
مل جاتی ہے دردِ دل کی دعا  
ہے اس کی یہ خاص الخاص دعا  
پردے میں بھی ہے بے پردہ بھی ہے



جو ہم میں ہے وہ متوالی ادا سب میں نہیں ہوتی  
محبت سب میں ہوتی ہے وفا سب میں نہیں ہوتی

ایسے دیسے ٹھکانوں پہ جانا برا ہے  
بچ کے رہنا مری جاں یہ زمانہ برا ہے

زلف لہرائے تو زنجیر بھی بن جاتی ہے  
آنکھ شرمائے تو ایک تیر بھی بن جاتی ہے

دل لبھانے کو جو دلدار بنا کرتے ہیں  
دل چرا کر وہی تلوار بنا کرتے ہیں  
یہ وہ محفل ہے جہاں پیار بھی لٹ جاتا ہے  
دل تو کیا چیز ہے گھر بار بھی لٹ جاتا ہے  
اسی لیے تو کہتی ہوں .....  
ایسے دیسے ٹھکانوں پہ جانا برا ہے!

تک کے ہنستے ہیں تو مستانہ بنا دیتے ہیں  
ہنس کے تکتے ہیں تو دیوانہ بنا دیتے ہیں

کوئی نغموں میں کوئی ساز میں کھو جاتا ہے  
اس سے جو بچتا ہے وہ ناز میں کھو جاتا ہے  
یوں اگر ان سے لپٹ جاتی ہے بانہیں ان کی  
اسی لیے تو کہتی ہوں .....  
ایسے دیسے ٹھکانوں پہ جانا برا ہے!

ہم ستم ڈھاتے ہیں بیداد کیا کرتے ہیں  
دل لیا کرتے ہیں اور درد دیا کرتے ہیں  
دور رہنا تو محفل مری آباد کرو  
ورنہ جاؤ جی کسی اور کو برباد کرو



ہر طرح کے جذبات کا اعلان ہیں آنکھیں  
شبم کبھی شعلہ کبھی طوفان ہیں آنکھیں

آنکھوں سے بڑی کوئی ترازو نہیں ہوتی  
تلتا ہے بشر جس میں وہ میزان ہیں آنکھیں

آنکھیں ہی ملاتی ہیں زمانے میں دلوں کو  
انجان ہیں ہم تم اگر انجان ہیں آنکھیں

لب کچھ بھی کہیں اس سے حقیقت نہیں کھلتی  
انسان کے سچ جھوٹ کی پہچان ہیں آنکھیں

آنکھیں نہ جھکیں تیری کسی غیر کے آگے  
دنیا میں بڑی چیز مری جان! ہیں آنکھیں





جیو تو ایسے جیسے سب تمہارا ہے  
مرو تو ایسے کہ جیسے تمہارا کچھ بھی نہیں!

یہ ایک راز کہ دنیا نہ جس کو جان سکی  
یہی وہ راز ہے جو زندگی کا حاصل ہے  
تمہی کہو! تمہیں یہ بات کیسے سمجھاؤں  
کہ زندگی کی گھٹن زندگی کی قاتل ہے  
ہر اک نگاہ کو قدرت کا یہ اشارہ ہے

جہاں میں آ کے جہاں سے کھنچے کھنچے نہ رہو  
وہ زندگی ہی نہیں جس میں آس بجھ جائے  
کوئی بھی پیاس دبائے سے دب نہیں سکتی  
اسی سے چین ملے گا کہ پیاس بجھ جائے  
یہ کہہ کے مرتا ہوں زندگی کا دھارا ہے!  
یہ آسمان پہ زمیں ، یہ فضا یہ نظارے  
ترس رہے ہیں تمہاری مری نظر کے لیے  
نظر چرا کے ہر اک شے کو یوں نہ ٹھکراؤ  
کوئی شریک سفر ڈھونڈ لو سفر کے لیے  
بہت قریب سے میں نے تمہیں پکارا ہے!



پکھلی آگ سے ساغر بھر لے  
کل مرنا ہے ، آج ہی مر لے  
اب نہ کبھی یہ رات ڈھلے گی ، اب نہ کبھی جاگے کا سویرا  
سوچ ہے کس کی ، فکر ہے کس کی ، اس دنیا میں کون ہے تیرا  
کوئی نہیں جو تیری خبر لے  
پکھلی آگ سے ساغر بھر لے

قدرت اندھی، دنیا بہری  
کالے پڑ گئے ، خواب سنہری  
توڑ بھی دے اب خواب کا رشتہ ، چھوڑ بھی دے جذبات سے لڑنا  
آج نہیں کل سمجھے گا، مشکل ہے حالات سے لڑنا  
جو حالات کرائیں کر لے  
پکھلی آگ سے ساغر بھر لے

بند ہے نیکی کا دروازہ  
آپ اٹھا لے اپنا جنازہ  
کوئی نہیں جو بوجھ اٹھائے اپنی زندہ لاشوں کا  
ختم ہی کر دے آج فسانہ، ان بے درد تماشوں کا  
جان تمنا، جاں سے گزر لے  
پکھلی آگ سے ساغر بھر

تم نے گر کتے کو کاٹا، کیا تھوکا کیا چاٹا  
تم انسان ہو یارو، اپنی کچھ تو کرو تعظیم  
کہہ گئے فادر ابراہیم!

جھوٹ کے سر پر تاج بھی ہو تو جھوٹ کا بھاٹا پھوڑو  
سچ چاہے سولی چڑھوا دے، سچ کا ساتھ نہ چھوڑو  
کل وہ سچ امرت ہو گا جو آج ہے کڑوا نیم!  
کہہ گئے فادر ابراہیم!



تو رامن در پن کہلائے.....  
بھلے برے سارے کرموں کو دیکھے اور دکھائے  
من اجیارا جب جب پھیلے، جگ اجیارا ہوئے  
جگ سے چاہے بھاگ لے کوئی من سے بھاگ نہ پائے

سکھ کی کلیان دکھ کے کانٹے من سب کا آدھار  
من سے کوئی بات چھپے نا، من کے نین ہزار  
جگ سے چاہے بھاگ لے کوئی من سے بھاگ نہ پائے

تن کی دولت ڈھلتی چھایا، من کا دھن انمول  
تن کے کارن من کے دھن کو مت مائی میں رول  
من کی قدر بھلانے والا، میر جنم گنوائے



موت کبھی بھی مل سکتی ہے لیکن جیون کل نہ ملے گا  
مرنے والے سوچ سمجھ لے پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا

کون سا ایسا دل ہے جہاں میں جس کو غم کا روگ نہیں  
کون سا ایسا گھر ہے جس میں سکھ ہی سکھ ہے سوگ نہیں

جو حل دنیا بھر کو ملا ہے، کیوں تجھ کو وہ حل نہ ملے گا  
مرنے والے سوچ سمجھ لے پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا

اس جیون میں بکتے ہی دکھ ہوں لیکن سکھ کی آس تو ہے  
دل میں کوئی ارمان بسا ہے، آنکھ میں کوئی پیاس تو ہے

جیون نے یہ پھل تو دیا ہے، موت سے یہ بھی پھل نہ ملے گا  
مرنے والے سوچ سمجھ لے، پھر تجھ کو یہ پل نہ ملے گا



بانٹ کے کھاؤ، اس میں، بانٹ کے بوجھ اٹھاؤ  
جس رستے میں سب کا سکھ ہو وہ رستہ اپناؤ  
اس تعلیم سے بڑھ کر جگ میں کوئی نہیں تعلیم  
کہہ گئے فادر ابراہیم!

کتے سے کیا بدلہ لینا گر کتے نے کاٹا



من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے  
اس جیون کی چڑھتی ڈھلتی دھوپ کو کس نے باندھا  
رنگ پہ کس نے پہرے ڈالے، روپ کو کس نے باندھا

کاہے یہ جتن کرے  
من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے  
اتنا ہی اپکار سمجھ، کوئی جتنا ساتھ بھا دے  
جنم مرن کا میل ہے سپنا، یہ سپنا بسرا دے  
کوئی نہ سنگ مرے  
من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے



تدبیر سے بگڑی ہوئی تقدیر بنا لے  
اپنے پہ بھروسا ہے تو یہ داؤ لگا لے  
ڈرتا ہے زمانے کی نگاہوں سے بھلا کیوں  
انصاف ترے ساتھ ہے الزام اٹھا لے

کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے ہی لیے ہو  
خود مٹ مٹے کسی اور کو مٹنے سے بچا لے  
ٹوٹے ہوئے پتوار ہیں کشتی کے تو غم کیا؟  
ہاری ہوئی بانہوں کو ہی پتوار بنالے

اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے  
کسی سے کچھ نہ بول، صرف دیکھ لے  
یہ حسین جگمگائیں آنچلوں کی سرسراہٹیں

یہ نئے میں جھومتی زمیں سب کے پاؤں چومتی زمیں  
کس قدر ہے گول صرف دیکھ لے  
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے  
کتنا سچ ہے کتنا جھوٹ ہے کتنا حق ہے کتنی لوٹ ہے  
رکھ سبھی کی لاج کچھ نہ کہہ کیا ہے یہ سماج کچھ نہ کہہ

ڈھول کا یہ پول صرف دیکھ لے  
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے  
مان لے جہاں کی بات کو دن سمجھ لے کالی رات کو  
چلنے دے یونہی یہ سلسلہ یہ نہ بول کس کو کیا ملا  
ترازوؤں کا جھول، صرف دیکھ لے  
اے دل زباں نہ کھول صرف دیکھ لے



من رے، تو کاہے نہ دھیر دھرے  
وہ نرموہی موہ نہ جانیں، جن کا موہ کرے



اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن  
اپنے عیبوں کو مت ڈھانک میرے وطن

تیرا اتہاس ہے خوں میں لتھڑا ہوا  
تو ابھی تک ہے دنیا میں پھٹرا ہوا  
تو نے اپنوں کو اپنا نہ مانا کبھی  
تو نے انساں کو انساں نہ جانا کبھی  
تیرے دھرموں نے ذاتوں کی تقسیم کی  
تیری رسوں نے نفرت کی تعلیم دی  
وحشتوں کا چلن تجھ میں جاری رہا  
قتل و خوں کا جنوں تجھ پہ طاری رہا

اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن

تو دراوڑ ہے یا آریہ نسل ہے  
جو بھی ہے اب اسی خاک کی فصل ہے  
رنگ اور نسل کے دائرے سے نکل  
گر چکا ہے بہت دیر اب تو سنبھل  
تیرے دل سے جو نفرت نہ مٹ پائے گی  
تیرے گھر میں غلامی پلٹ آئے گی



کل جہاں بستی تھیں خوشیاں آج ہے ماتم وہاں  
وقت لایا تھا بہاریں ، وقت لایا ہے خزاں

وقت سے دن اور رات ، وقت سے کل اور آج  
وقت کی ہر شے غلام ، وقت کا ہر شے پہ راج

وقت کے آگے اڑی کتنی تہذیبوں کی دھول  
وقت کے آگے مٹے کتنے مذہب اور رواج

وقت کی گردش سے ہے چاند تاروں کا نظام  
وقت کی ٹھوکر میں ہیں کیا حکومت کیا سماج

وقت کی پابند ہیں آتی جاتی رونقیں!  
وقت ہے پھولوں کی تیج ، وقت ہے کانٹوں کا تاج

آدمی کو چاہیے ، وقت سے ڈر کر رہے!  
کون جانے کس گھڑی وقت کا بدلے مزاج

تیری بربادیوں کا تجھے واسطہ  
ڈھونڈ اپنے لیے اب نیا راستہ  
اپنے اندر ذرا جھانک میرے وطن  
اپنے عیبوں کو مت ڈھانک میرے وطن!



تم چلی جاؤ گی ، پرچھائیاں رہ جائیں گی  
کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی  
تم کہ اس جھیل کے ساحل پہ ملی ہو مجھ سے  
جب بھی دیکھوں گا یہیں مجھ کو نظر آؤ گی  
یاد مٹتی ہے نہ منظر کوئی مٹ سکتا ہے  
دور جا کر بھی تم اپنے کو یہیں پاؤ گی  
گھس کے رہ جائے گی جھونکوں میں بدن کی خوشبو  
زلف کا عکس گھٹاؤں میں رہے گا صدیوں  
پھول چپکے سے چرا لیں گے لبوں کی سرخی  
یہ جواں حسن فضاؤں میں رہے گا صدیوں

اس دھڑکتی ہوئی شاداب و حسین وادی میں  
یہ نہ سمجھو کہ ذرا دیر کا قصہ ہو تم!

اب ہمیشہ کے لیے میرے مقدر کی طرح  
ان نظاروں کے مقدر کا بھی حصہ ہو تم!  
تم چلی جاؤ گی پرچھائیاں رہ جائیں گی  
کچھ نہ کچھ حسن کی رعنائیاں رہ جائیں گی



سانجھ کی لالی سلگ سلگ کر بن گئی کالی دھول  
آئے نہ بالم بیدردی ، میں چنتی رہ گئی پھول  
رین بھی ، بوجھل اکھین میں چھنے لاگے تارے  
دیس میں پردیس ہو گئی ، جب سے پیا سدھارے  
پچھلے پہر جب اوس پڑی اور ٹھنڈی پون چلی  
ہر کروٹ انگارے بچھ گئے سونی بیج جلی  
دیپ بجھے، سناٹا ٹوٹا، باجا بھور کا سنکھ  
بیرن پون اڑا کر لے گئی ، پروانوں کے پنکھ



میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں تم چپکے سے آ جاتے ہو  
اور جھانک کے میری آنکھوں میں بیتے دن یاد دلاتے ہو

مستانہ ہوا کے جھونکوں سے ہر بار وہ پردے کا ہلنا  
پردے کو پکڑنے کی دھن میں دو اجنبی ہاتھوں کا ملنا  
آنکھوں میں دھواں سا چھا جانا سانسوں میں ستارے سے کھلنا

رستے میں تمہارا مڑ مڑ کر تکتا وہ مجھے جاتے جاتے  
اور میرا ٹھٹھک کر رک جانا، چلن کے قریب آتے آتے  
نظروں کا ترس کر رہ جانا، اک اور جھلک پاتے پاتے

بالوں کو سکھانے کی خاطر، کوٹھے پہ وہ میرا آ جانا  
اور تم کو مقابل پاتے ہی کچھ شرمانا، کچھ بل کھانا  
ہمسایوں کے ڈر سے کترانا، گھر والوں کے ڈر سے گھبرانا  
رورو کے تمہیں خط لکھتی ہوں، اور خود پڑھ کر رو لیتی ہوں

حالات کے تپتے طوفان میں جذبات کی کشتی کھیتی ہوں  
کینے ہو کہاں ہو کچھ تو کہو، میں تم کو صدائیں دیتی ہوں  
میں جب بھی اکیلی ہوتی ہوں، تم چپکے سے آ جاتے ہو  
اور جھانک کے میری آنکھوں میں بیتے دن یاد دلاتے ہو



آنکھ کھلتے ہی تم چھپ گئے ہو کہاں

تم ابھی تھے یہاں  
میرے پہلو میں تاروں نے دیکھا تمہیں

بھیکے بھیکے نظاروں نے دیکھا تمہیں  
تم کو دیکھا کیسے یہ زمیں آسماں  
تم ابھی تھے یہاں

ابھی سانسوں کی خوشبو ہواؤں میں ہے  
ابھی قدموں کی آہٹ فضاؤں میں ہے  
ابھی شاخوں میں ہیں انگلیوں کے نشاں

تم ابھی تھے یہاں  
تم جدا ہو کے بھی میری راہوں میں ہو  
گرم اشکوں میں ہو سرد آہوں میں ہو  
چاندنی میں جھلکتی ہیں پرچھائیاں  
تم ابھی تھے یہاں



بربادِ محبت کی دعا ساتھ لیے جا  
ٹوٹا ہوا اقرارِ وفا ساتھ لیے جا

اک دل تھا جو پہلے ہی تجھے سوچ دیا تھا  
یہ جان بھی اے جانِ ادا ساتھ لیے جا

تپتی ہوئی راہوں سے تجھے آج نہ پہنچے  
دیوانوں کے اشکوں کی گھٹا ساتھ لیے جا

شامل ہے مرا خونِ جگر تیری حنا میں  
یہ کم ہو تو اب خونِ وفا ساتھ لیے جا

ہم جرمِ محبت کی سزا پائیں گے تنہا  
جو تجھ سے ہوئی ہو وہ خطا ساتھ لیے جا



ہم انتظار کریں گے ترا قیامت تک  
خدا کرے کہ قیامت ہو اور تو آئے

یہ انتظار بھی ایک امتحان ہوتا ہے  
اسی سے عشق کا شعلہ جوان ہوتا ہے

بچائے شوق کے سجدے وفا کی راہوں میں  
کھڑے ہیں دید کی حسرت لیے نگاہوں میں

قبول دل کی عبادت ہو اور تو آئے  
وہ خوش نصیب ہے جس کو تو انتخاب کرے

خدا ہماری محبت کو کامیاب کرے  
جوان ستارہ قسمت ہو اور تو آئے

خدا کرے کہ قیامت ہو اور تو آئے



اتنی حسین اتنی جواں رات کیا کریں

جاگے ہیں عجیب سے جذبات کیا کریں

پیڑوں کے بازوؤں میں مہکتی ہے چاندنی

بے چین ہو رہے ہیں خیالات کیا کریں

سانسوں میں گھل رہی ہے کسی سانس کی مہک

دامن کو چھو رہا ہے کوئی ہات کیا کریں

شاید تمہارے آنے سے یہ بھید کھل سکے

حیران ہیں کہ آج نئی بات کیا کریں؟



جو بات تجھ میں ہے تری تصویر میں نہیں!

رنگوں میں تیرا عکس ڈھلا، تو نہ ڈھل سکی

سانسوں کی آگ جسم کی خوشبو نہ ڈھل سکی

تجھ میں جو لوج ہے میری تحریر میں نہیں

بے جان حسن میں کہاں گفتار کی ادا

انکار کی ادا ہے نہ اقرار کی ادا



کوئی چمک بھی زلفِ گرہ گیر میں نہیں

دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے تیری طرح  
پھر ایک بار سامنے آ جا کسی طرح  
کیا اور اک جھلک مری تقدیر میں نہیں ؟



ہر چیز زمانے کی جہاں پر تھی وہیں ہے  
اک تو ہی نہیں ہے  
نظریں بھی وہی اور نظارے بھی وہی ہیں  
خاموش فضاؤں کے اشارے بھی وہی ہیں  
کہنے کو تو سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں ہے  
ہر اشک میں کھوئی ہوئی خوشیوں کی جھلک ہے  
ہر سانس میں بیتی ہوئی گھڑیوں کی کک ہے  
تو چاہے کہیں بھی ہو، ترادرد دیہیں ہے  
حسرت نہیں ، ارمان نہیں ، آس نہیں ہے  
یادوں کے سوا کچھ بھی مرے پاس نہیں ہے  
یادیں بھی رہیں یا نہ رہیں کس کو یقیں ہے

زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
ایک انجان حسینہ سے ملاقات کی رات  
ہائے وہ ریشمیں زلفوں سے برستا پانی  
پھول سے گالوں پہ رکنے کو ترستا پانی  
دل میں طوفان اٹھائے ہوئے جذبات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
دُور کے بجلی سے اچانک وہ لپٹنا اس کا  
اور پھر شرم سے بل کھا کے سٹٹا اس کا  
کبھی دیکھی نہ سنی ایسی طلسمات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
سرخ آنچل کو دبا کر جو نچوڑا اس نے  
دل پہ جلتا ہوا ایک تیر سا چھوڑا اس نے  
آگ پانی میں لگاتے ہوئے حالات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
میرے نغموں میں جو بستی ہے ، وہ تصویر تھی وہ  
نوجوانی کے حسیں خواب کی تعبیر تھی وہ  
آسمانوں سے اتر آئی تھی جو رات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات





سب میں اس کا نور سمایا  
 کون ہے اپنا، کون پرایا  
 سب کو پر نام تجھ کو اللہ رکھے  
 دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
 میں پردیسن راہ نہ جانوں  
 بڑھتے غم کی تھاہ نہ جانوں  
 لوگ پرائے دیس بیگانہ  
 کہیں ملا نہ تیرا ٹھکانہ  
 صبح سے ہو گئی شام تجھ کو اللہ رکھے  
 دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
 تجھ کو رکھے رام تجھ کو اللہ رکھے



ع۔ چاہے اب ماں روٹھے یا پاپا، یارا میں نے تو ہاں کر لی  
 م۔ اب چاہے سر پھوٹے یا ماتھا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی  
 ع۔ اب چاہے سر پھوٹے یا ماتھا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی  
 م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کر ہامی بھری  
 ع۔ م۔ یاری چھوٹے نا، ٹوٹے نا، ہاں کر لی سو کر لی  
 م۔ تو ہے مدت سے دل میں سمائی  
 ع۔ کب کہا میں نے میں ہوں پرائی  
 م۔ جب تجھے میں نے دیکھا دہائی  
 ع۔ میں اسی وقت قدموں میں آئی  
 م۔ برف کے فرش پر  
 ع۔ پیار کے عرش پر  
 م۔ ہو چاندنی کے تلے  
 ع۔ جب ملے تھے گلے  
 م۔ جسم لہراتے تھے، ہونٹ تھراتے تھے  
 تب لی تھی قسم اب نہ پھڑیں گے ہم  
 ع۔ اب چاہے کانٹے ملیں یا کلیاں، یارا میں نے تو ہاں کر لی  
 م۔ اب چاہے لگ جائیں جھکڑیاں میں نے تیری بانہہ پکڑ لی  
 میں نے تجھ پر نیت دھری  
 ع۔ میں نے ہنس کر حامی بھری  
 م۔ ہو یاری چھوٹے نہ ٹوٹے نا، ہاں کر لی سو کر لی۔  
 ع۔ لاکھ پہرے زمانہ بٹھائے  
 م۔ لاکھ دیواریں دنیا اٹھائے

ع۔ اب قدم ایک ہٹے نہ پائے

م۔ پیار پر کوئی تہمت نہ آئے

ع۔ چاہے دھرتی پھٹے

م۔ چاہے امبر پھٹے

ع۔ ڈور ٹوٹے نہ اب

م۔ ہو ساتھ چھوٹے نہ اب

ع۔ جان جائے تو کیا، موت آئے تو کیا

پیار زندہ رہے، یار زندہ رہے

اب چاہے گھر چھوٹے یا سکھیاں، یار میں نے تو ہاں کر لی

م۔ ارے بھی

اب چاہے رب روٹھے یا دنیا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری

ع۔ میں نے ہنس کے حامی بھری

اب چاہے ناں روٹھے یا پاپا میں نے تو ہاں کر لی



ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں

میں پیار کا شونخ پھول ہوں

عقل مرے ایسی بھول ہوں

گھلی گھلی، گھلی ہیں راتیں

ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں

چپ ہو کس لیے بات تو کرو

ہنس نہ پاؤ تو آہیں بھرو

ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں

دل کو پیار سے بھر کے دیکھ لو

یہ حسیں بھول کر کے دیکھ لو

گھلی گھلی، گھلی راتیں



بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والیے

تیرا روپ لشکارے مارے

ریشمی دوپٹے والیے

توبہ توبہ یہ گورا رنگ آفت ہے

بلے بلے ہم ہی میں عیب کیا ہے

تجھے کسی کا تو ہے گھر بسانا ہم ہی میں عیب کیا ہے

توبہ توبہ کہ میں نہ تیرے گھر جاؤں

چاہے پڑ جائے تھانے جانا بیٹے گورے سوینے بیٹے

بلے بلے بوڑھی ہو کر ترے گی

کوئی آئے گا نہ ہاتھ پکڑنے  
 بوڑھی ہو کر ترسے گی کہ جا جا، جا کہ ترے جیسے لاکھوں ہیں  
 کئی آئیں گے ناک رگڑنے  
 تیرے جیسے لاکھوں ہیں  
 بلے بلے ریشمی دوپٹے والیے  
 تیرا روپ لشکارے مارے  
 جوانی پھر نہ آئے کرے گی ہائے ہائے  
 میرا غم تو کیوں کھائے تجھے کیوں نیند نہ آئے  
 جو تجھ پہ آنکھ ٹکائے وہ تیرا مان بڑھائے  
 تو چاہے مر بھی جائے یہ جہی ہاتھ نہ آئے  
 نہ جب تک ہاں کہلائے یہ جٹ واپس نہ جائے  
 جو مجھ کو ہاتھ لگائے وہ اپنا سر تڑوائے  
 بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والیے  
 تیرا روپ لشکارے مارے  
 ریشمی دوپٹے والیے



ادھر آ، آ، آ بھی جا  
 چلی کہاں آج جانے نہیں دوں گا ہومہ پارہ

ہاتھ چھوڑنے نہیں دوں گا  
 دلبر دل آرا فیصلہ ہے یہ میرا  
 ادھر آ، آ، آ بھی جا  
 ہر رات اک تازہ حسیں اپنے ساتھ ہے  
 لیکن یہ رات تیرے مقدر کی رات ہے  
 آ جا ادھینہ نازیناں پاس آ  
 ڈرنہ یہ ہے تیری خوش نصیبی مان جا  
 کھڑی کھڑی سوچے کیا  
 آ یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں  
 ادھر آ آ آ بھی جا  
 فرصت نہیں جو حسن کی تکرار سن سکیں  
 عادت نہیں ہے ہم کو کہ انکار سن سکیں  
 جانم بول تیرا مول کیا ہے دوں گا میں  
 سن لے آج تجھ کو پا کے ہی دم لوں گا  
 کھڑی کھڑی سوچے کیا  
 آ جا یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں  
 ادھر آ، آ، آ بھی جا



راز کی بات ہے محفل میں کہیں یا نہ کہیں  
 بس گیا ہے کوئی اس دل میں کہیں یا نہ کہیں



زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 ایک انجان مسافر سے ملاقات کی رات  
 ہائے جس رات مرے دل نے دھڑکنا سیکھا  
 میری تقدیر سے نکلی وہی صدمات کی رات  
 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 دل نے جب پیار کے رنگین فسانے چھیڑے  
 آنکھوں آنکھوں میں وفاؤں کے ترانے چھیڑے  
 سوگ میں ڈوب گئی، آج وہ نعمات کی رات  
 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
 روٹھنے والی مری بات سے مایوس نہ ہو  
 بہکے بہکے سے خیالات سے مایوس نہ ہو  
 ختم ہو گی نہ کبھی تیرے مرے ساتھ کی رات  
 زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات



مرے نغموں میں ان مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے  
 محبت ہی محبت ہے جوانی ہی جوانی ہے

نگاہیں ملانے کو جی چاہتا ہے  
 دل و جاں لٹانے کو جی چاہتا ہے  
 وہ تہمت جسے عشق کہتی ہے دنیا  
 وہ تہمت اٹھانے کو جی چاہتا ہے  
 کسی کے منانے میں لذت وہ پائی  
 کہ پھر روٹھ جانے کو جی چاہتا ہے  
 دل و جاں لٹانے کو جی چاہتا ہے  
 وہ جلوہ جو اوجھل بھی ہے سامنے بھی  
 وہ جلوہ چرانے کو جی چاہتا ہے  
 جس گھڑی میری نگاہوں کو تری دید ہوئی  
 وہ گھڑی تیرے مرے عشق کی تمہید ہوئی  
 جب کبھی میں نے ترا چاند سا چہرہ دیکھا  
 عید ہو یا کہ نہ ہو میرے لیے عید ہوئی  
 وہ جلوہ جو اوجھل بھی ہے سامنے بھی  
 وہ جلوہ چرانے کو جی چاہتا ہے  
 ملاقات کا کوئی پیغام دیجیے  
 کہ چھپ چھپ کے آنے کو جی چاہتا ہے  
 پھر آ کر نہ جانے کو جی چاہتا ہے  
 نگاہیں ملانے کو جی چاہتا ہے

ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
 کہا بھی نہ جائے رہا بھی نہ جائے  
 تم سے اگر ملے بھی نظر ہم چھپ جائیں  
 ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
 رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں



اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری  
 اگر مجھے نہ ملے تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ صرف عمر کئی زندگی نہیں گزری  
 غزل کا حسن ہو تم ، نظم کا شباب ہو تم  
 صدائے ساز ہو تم ، نغمہ رباب ہو تم  
 جو دل میں صبح جگائے وہ آفتاب ہو تم  
 اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا

مرے جہاں سے کوئی روشنی نہیں گزری  
 فضا میں رنگ ، نظاروں میں جان ہے تم سے  
 میرے لیے یہ زمیں آسمان ہے تم سے  
 خیال و خواب کی دنیا جواں ہے تم سے

کسی کے نازنین جلوے مری دنیا پہ چھائے ہیں  
 وہ میری آرزو بن کر مرے دل میں سمائے ہیں  
 مجھے اب ان کے دل میں آرزو اپنی جگانی ہے  
 محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے

محبت میری دنیا ہے محبت شاعری میری  
 محبت میرا نغمہ ہے محبت زندگی میری  
 محبت کے سہارے اک نئی دنیا بسائی ہے  
 محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے

چلا ہوں لے کے اس محفل میں اپنے دل کا نذرانہ  
 مری ہستی ہے ان کے پیار کا رنگین افسانہ  
 نگاہیں چار کر کے آج قسمت آزمائی ہے  
 محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے  
 مرے نغموں میں ان مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے



ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
 رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں  
 چاند اور تارے ہنستے نظارے  
 مل کے سبھی دل میں سکھی جادو جگائیں



اشکوں میں جو پایا ہے وہ گیتوں میں دیا ہے  
 اس پر بھی سنا ہے کہ زمانے کو گلہ ہے  
 جو تار سے نکلی ہے وہ دھن سب نے سنی ہے  
 جو ساز پہ گزری ہے وہ کس دل کا پتا ہے  
 ہم پھول ہیں اوروں کے لیے لائے ہیں خوشبو  
 اپنے لیے لے دے کے بس اک داغ ملا ہے



میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی  
 مجھ کو راتوں کی سیاہی کے سوا کچھ نہ ملا  
 میں وہ نغمہ ہوں جسے پیار کی محفل نہ ملی  
 وہ مسافر ہوں جسے کوئی بھی منزل نہ ملی  
 زخم پائے ہیں ، بہاروں کی تمنا کی تھی  
 میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی  
 کسی گیسو، کسی آنچل کا سہارا بھی نہیں  
 راستے میں کوئی دھندلا سا ستارہ بھی نہیں

اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری  
 بڑے یقین سے میں نے یہ ہاتھ مانگا ہے  
 دلوں کی پیاس نے اب حیات مانگا ہے  
 اگر مجھے نہ ملے تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ انتظار کی مدت ابھی نہیں گزری



کبھی خود پر کبھی حالات پہ رونا آیا  
 بات نکلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا  
 ہم تو سمجھے تھے کہ ہم بھول گئے ہیں ان کو  
 کیا ہوا آج یہ کس بات پہ رونا آیا  
 کس لیے جیتے ہیں ہم کس کے لیے جیتے ہیں  
 بارہا ایسے سوالات پہ رونا آیا  
 کون روتا ہے کسی اور کی خاطر اے دوست؟  
 سب کو اپنی ہی کسی بات پہ رونا آیا

میری نظروں نے نظاروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

دل میں ناکام امیدوں کے بسیرے پائے  
روشنی لینے کو نکلا تو اندھیرے پائے  
رنگ اور نور کے دھاروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

میری راہوں سے جدا ہو گئیں راہیں ان کی  
آج بدلی نظر آتی ہیں نگاہیں ان کی  
جن سے اس دل نے سہاروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی

پیار مانگا تو سکتے ہوئے ارمان ملے  
چھین چاہا تو اٹتے ہوئے طوفان ملے  
ڈوبتے دل نے کناروں کی تمنا کی تھی  
میں نے چاند اور ستاروں کی تمنا کی تھی



بجھا دیے ہیں خود اپنے ہاتھوں محبتوں کے دیے جلا کے  
مری وفا نے اجاڑ دی ہیں امید کی بستیاں بسا کے

تجھے بھلا دیں گے اپنے دل سے یہ فیصلہ تو کیا ہے لیکن  
نہ دل کو معلوم ہے نہ ہم کو، جنہیں گے کیسے تجھے بھلا کے

کبھی ملیں گے جو راستے میں تو منہ پھیر کر پلٹ پڑیں گے  
کہیں سنیں گے جو نام تیرا تو چپ رہیں گے نظر جھکا کے

نہ سوچنے پر بھی سوچتی ہوں کہ زندگانی میں کیا رہے گا؟  
تری تمنا کو دفن کر کے ترے خیالوں سے دور جا کے



تری دنیا میں جینے سے تو بہتر ہے کہ مر جائیں  
وہی آنسو، وہی آہیں، وہی غم ہے جدھر جائیں

کوئی تو ایسا گھر ہوتا جہاں سے پیار مل جاتا  
وہی بیگانے چہرے ہیں، جہاں جائیں جدھر جائیں

ارے او آسماں والے بتا اس میں برا کیا ہے  
خوشی کے چار جھونکے گر ادھر سے بھی گزر جائیں!



تنگ آ چکے ہیں کشمکشِ زندگی سے ہم  
ٹھکرا نہ دیں جہاں کو کہیں بے دلی سے ہم

ہم لے کے نہیں کچھ ساتھ چلے  
پھر دوش نہ دینا اے لوگو  
ہمیں دیکھ لو خالی ہاتھ چلے

یہ راہ اکیلی کنتی چلے  
یہاں ساتھ نہ کوئی یار چلے  
اس پار نہ جانے کیا پائیں  
اس پار تو سب کچھ ہار چلے



دو بوندیں ساون کی.....

اک ساگر کی سیپ میں ٹپکے اور موتی بن جائے  
دو جی گندے جل میں گر کر اپنا آپ گنوائے  
کس کو مجرم سمجھے کوئی ، کس کو دوش لگائے  
دو کلیاں گلشن کی.....

اک سہرے کے بیچ گندھے اور من ہی من اترائے  
اک ارتھی کی بھیٹ چڑھے اور دھولی میں مل جائے  
کس کو مجرم سمجھے کوئی ، کس کو دوش لگائے  
دو کلیاں گلشن کی.....

لو! آج ہم نے توڑ دیا رشتہ امید  
لو! اب کبھی گلہ نہ کریں گے کسی سے ہم

گر زندگی میں مل گئے پھر اتفاق سے  
پوچھیں گے اپنا حال تری بے بسی سے ہم

او آسمان والے کبھی تو نگاہ کر  
کب تک یہ ظلم سہتے رہیں خامشی سے ہم؟



تو اپنا جہاں دنیا والو!  
ہم اس دنیا کو چھوڑ چلے  
جو رشتے ناتے جوڑے تھے  
وہ رشتے ناتے توڑ چلے

کچھ سکھ کے پنپے دیکھ چلے  
کچھ دکھ کے صدے جھیل چلے  
تقدیر کی انڈھی گردش نے  
جو کھیل کھلائے کھیل چلے  
ہر چیز تمہیں لوٹا دی ہے



دوسکھیاں بچپن کی .....

اک سنگھاسن پر بیٹھے ، اور روپ متی کہلائے  
دو جی اپنے روپ کے کارن ، گلیوں میں بک جائے  
کسی کو مجرم سمجھے کوئی ، کس کو دوش لگائے  
دوسکھیاں بچپن کی .....



ہر کوئی دل کی چاہت سے مجبور ہے  
جو بھی ہے وہ ضرورت سے مجبور ہے  
کوئی مانے نہ مانے مگر جان من  
کچھ تمہیں چاہیے کچھ ہمیں چاہیے

چھپ کر تکتے ہو کیوں ، سامنے آؤ جی  
ہم تمہارے ہیں ، ہم سے نہ شرماؤ جی  
یہ نہ سمجھو کہ ہم کو خبر کچھ نہیں  
سب ادھر ہی ادھر ہے ، ادھر کچھ نہیں  
تم بھی بے چین ہو ہم بھی بے تاب ہیں  
جب سے آنکھیں ملیں ، دونوں بے خواب ہیں  
عشق اور مشک چھپتے نہیں ہیں کبھی

اس حقیقت سے واقف ہیں ہم تم سبھی  
اپنے دل کی لگی کو چھپاتے ہو کیوں  
یہ محبت کی گھڑیاں گناتے ہو کیوں  
پیارا بھتی نہیں ہے نظارے بنا  
عمر کتنی نہیں ہے سہارے بنا

کوئی مانے نہ مانے مگر جان من  
کچھ تمہیں چاہیے کچھ ہمیں چاہیے!



جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کے پیار کو پیار ملا  
ہم نے تو جب کلیاں مانگیں ، کانٹوں کا ہار ملا

خوشیوں کی منزل ڈھونڈی تو غم کی گرد ملی  
چاہت کے نغمے چاہے تو آہ سرد ملی

دل کے بوجھ کو دونا کر گیا جو غم خوار ملا  
بچھڑ گیا ہر ساتھی دے کر پل دو پل کا ساتھ  
کس کو فرصت ہے جو تھامے دیوانوں کا ہاتھ  
ہم کو اپنا سایہ تک اکثر بیزار ملا

اس کو ہی جینا کہتے ہیں تو یوں ہی جی لیں گے  
اف نہ کریں ، لب سی لیں گے ، آنسو پی لیں گے



ان اجلے محلوں کے تلے  
ہم گندی گلیوں میں پلے

سو سو بوجھ من پہ لیے  
میل اور مائی تن پہ لیے  
دکھ سہتے ، غم کھاتے رہے  
پھر بھی ہنستے گاتے رہے

ہم دیپک طوفاں میں چلے  
ہم گندی گلیوں میں پلے

دنیا نے ٹھکرایا ہمیں  
رستوں نے اپنایا ہمیں  
سڑکیں ماں ، سڑکیں ہی پتا  
سڑکیں گھر ، سڑکیں ہی چتا

کیوں آئے کیا کر کے چلے  
ہم گندی گلیوں میں پلے

دل میں کھٹکا کچھ بھی نہیں  
ہم کو پرواہ کچھ بھی نہیں



آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم  
آج کل وہ اس طرف دیکھتا ہے کم  
آج کل کسی کو وہ ٹوکتا نہیں  
چاہے کچھ بھی کیجئے روکتا نہیں  
ہو رہی ہے لوٹ مار ، پھٹ رہے ہیں ہم  
آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم

کس کو بھیجے وہ یہاں خاک چھاننے  
اس تمام بھیڑ کا حال جاننے  
آدمی ہیں بے شمار دیوتا ہیں کم  
آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم

اتنی دور سے اگر دیکھتا بھی ہو  
تیرے میرے واسطے کیا کرے گا وہ  
زندگی ہے اپنے اپنے بازوؤں کا دم  
آسمان پہ ہے خدا اور زمیں پہ ہم

دیکھ لیا گھر پھونک تماشا، جان لیا میں نے انجام  
میرے ساتھی خالی جام



تم نے کتنے سنے دیکھے، میں نے کتنے گیت بنے  
اس دنیا کے شور میں لیکن دل کی دھڑکن کون سنے

سرگرم کی آواز پہ سر کو دھننے والے لاکھوں پائے  
نغموں کی کھلتی کلیوں کو چننے والے لاکھوں پائے  
راکھ ہوا دل جن میں جل کر وہ انگارے کون چنے  
تم نے کتنے سنے دیکھے، میں نے کتنے گیت بنے

ارمانوں کے سونے گھر میں ہر آہٹ بیگانی نکلی  
دل نے جب نزدیک سے دیکھا ہر صورت انجانی نکلی  
بوجھل گھڑیاں گنتے گنتے صدے ہو گئے لاکھ گنے  
تم نے کتنے سنے دیکھے، میں نے کتنے گیت بنے



دیکھا ہے زندگی کو کچھ اتنا قریب سے  
چہرے تمام لگنے لگے ہیں عجیب سے

چاہو تو ناکارہ کہو  
چاہو تو آوارہ کہو

ہم ہی برے، تم سب ہو بھلے  
ہم گندی گلیوں میں پلے



محفل سے اٹھ جانے والو! تم لوگوں پر کیا الزام  
تم آباد گھروں کے باسی میں آوارہ اور بدنام  
میرے ساتھی خالی جام

دو دن تم نے پیار جتایا دو دن تم سے میل رہا  
اچھا خاصا وقت کٹا اور اچھا خاصا کھیل رہا  
اب اس کھیل کا ذکر ہی کیا کہ وقت کٹا اور کھیل تمام  
میرے ساتھی خالی جام

تم نے ڈھونڈی سکھ کی دولت میں نے پالا غم کا روگ  
کیسے بنتا کیسے نہبتا یہ رشتہ اور یہ تنہوگ  
میں نے دل کو دل سے تو لاتم نے مانگے پیار کے دام  
میرے ساتھی خالی جام

تم دنیا کو بہتر سمجھے، میں پاگل تھا خوار ہوا  
تم کو اپنانے نکلا تھا، خود سے بھی بیزار ہوا

کہنے کو دل کی بات جنہیں ڈھونڈتے تھے ہم  
محفل میں آ گئے ہیں وہ اپنے نصیب سے

نیلام ہو رہا تھا کسی نازنین کا پیار  
قیمت نہیں چکائی گئی اک غریب سے

تیری وفا کی لاش پہ لا میں ہی ڈال دوں  
ریشم کا یہ کفن جو ملا ہے رقیب سے



سنجھل اے دل ، تڑپنے اور تڑپانے سے کیا ہو گا  
جہاں بسنا نہیں ممکن وہاں جانے سے کیا ہو گا

چلے آؤ کہ اب منہ پھیر کر جانے سے کیا ہو گا  
جو تم پر مرنا ، اس دل کو تڑپانے سے کیا ہو گا

ہمیں سنسار میں اپنا بنانا کون چاہے گا؟  
یہ مسلے پھول سچوں پر سجانا کون چاہے گا؟  
تمناؤں کو جھوٹے خواب دکھلانے سے کیا ہو گا

تمہیں دیکھا تمہیں چاہا تمہیں پوجا ہے اس دل نے  
جو سچ پوچھو تو پہلی بار کچھ مانگا ہے اس دل نے

جنہیں ملتی ہیں خوشیاں وہ مقدر اور ہوتے ہیں  
جو دل میں گھر بناتے ہیں وہ دلبر اور ہوتے ہیں  
امیدوں کو کھلونے دے کے بہلانے سے کیا ہو گا

بہت دن سے تھی دل میں اب زباں تک بات پہنچی ہے  
وہیں تک اس کو رہنے دو جہاں تک بات پہنچی ہے۔  
جو دل کی آخری حد ہے وہاں تک بات پہنچی ہے  
جسے کھونا یقینی ہو اسے پانے سے کیا ہو گا



نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے  
ترا وجود ہے اب صرف داستاں کے لیے

پلٹ کے سوئے چمن دیکھنے سے کیا ہو گا  
وہ شاخ ہی نہ رہی جو تھی ، آشیاں کے لیے

غرض پرست جہاں میں وفا تلاش نہ کر  
یہ شے بنی تھی کسی دوسرے جہاں کے لیے



وفا کے نام پہ کتنے گناہ ہوتے ہیں  
اب ان سے پوچھے کوئی جو تباہ ہوتے ہیں

دامن میں داغ لگا بیٹھے  
ہم پیار میں دھوکا کھا بیٹھے

چھوٹی سی بھول جوانی کی  
جو تم کو یاد نہ آئے گی  
اس بھول کے طعنے دے دے کر  
دنیا ہم کو تڑپائے گی  
اٹھتے ہی نظر جھک جائے گی  
آج ایسی ٹھوکر کھا بیٹھے

چاہت کے لیے جو رسموں کو  
خود ساتھ ہی جینے والے تھے  
جو ساتھ ہی مرنے والے تھے  
طوفان کے حوالے کر کے ہمیں  
خود دور کنارے جا بیٹھے

لو آج مری مجبور وفا  
بدنام کہانی بنے لگی  
جو پریم نشانی پائی تھی  
وہ پاپ نشانی بنے لگی  
دکھ دے کے مجھے جیون بھر کا  
وہ سکھ کی سچ سچا بیٹھے



جیون کے سفر میں راہی  
ملتے ہیں بچھڑ جانے کو  
اور دے جاتے ہیں یادیں  
تنہائی میں تڑپانے کو

یہ روپ کی دولت والے  
کب سنتے ہیں دل کے نالے  
تقدیر نے بے چین کر ڈالا  
ان کے کسی دیوانے کو

جو ان کی نظر سے کھیلے  
دکھ پائے مصیبت جھیلے

دیدار کی پیاسی آنکھوں میں  
اب پیاس نہیں اور پیاس بھی ہے



اب وہ کرم کریں کہ ستم میں نشے میں ہوں  
مجھ کو نہ کوئی ہوش نہ غم ، میں نشے میں ہوں  
سینے سے بوجھ ان کے غموں کا اتار کے  
آیا ہوں آج اپنی جوانی کو ہار کے  
کہتے ہیں ڈگمگاتے قدم ، میں نشے میں ہوں

وہ بے وفا ، اب بھی یہ دل مانتا نہیں  
کم بخت ناسمجھ ہے ، انہیں جانتا نہیں  
میں آج توڑ دوں گا بھرم ، میں نشے میں ہوں  
فرصت نہیں ہے رونے رلانے کے واسطے  
آئے نہ ان کی یاد ستانے کے واسطے  
اس وقت دل میں درد ہے کم ، میں نشے میں ہوں



میری مانگ کے رنگ میں تو نے راکھ چٹا کی بھر دی  
یہ کیسا انصاف ہے تیرا او بھگوان بیدردی؟

پھرتے ہیں یہ سب البیلے  
دل لے کے مکر جانے کو

دل لے کے دغا دیتے ہیں  
اک روگ لگا دیتے ہیں  
ہنس ہنس کے جاں دیتے ہیں  
یہ حسن کے پروانے کو



مایوس تو ہوں وعدے سے ترے  
کچھ آس نہیں ، کچھ آس بھی ہے  
میں اپنے خیالوں کے صدقے  
تو پاس نہیں اور پاس بھی ہے

ہم نے تو خوش ماگی تھی مگر!  
جو تو نے دیا اچھا ہی دیا!  
جس غم کا تعلق ہو تجھ سے  
وہ راس نہیں اور راس بھی ہے

پلکوں پہ لرزتے اشکوں میں  
تصویر جھلکتی ہے تیری!

گھونگھٹ اٹھنے سے پہلے ودھوا کر دی پریت سہاگن  
چھین لیا ماتھے کا ٹیکا، کھول لیے ہاتھوں کے کنگن  
پلک جھپکتے ہنستی ہنستی ، دنیا سونی کر دی!

روپ سجا پر جوت نہ جاگی، تیج بچھی پر پھول نہ مہکے  
بن گیا میرے منہ کا کالک دونیوں کا کاجل بہہ کے  
بھاگ بنانے والے تو نے بھاگ پہ تہمت دھر دی!



لوگ عورت کو فقط جسم سمجھ لیتے ہیں  
روح بھی ہوتی ہے اس میں کہاں سوچتے ہیں

روح کیا ہوتی اس سے انہیں مطلب ہی نہیں  
وہ تو بس تن کے تقاضوں کا کہا مانتے ہیں  
روح مر جائے تو یہ جسم ہے چلتی ہوئی لاش!  
اس حقیقت کو سمجھتے ہیں نہ پہچانتے ہیں

کتنی صدیوں سے یہ وحشت کا چلن جاری ہے  
کتنی صدیوں سے ہے قائم یہ گناہوں کا رواج  
لوگ عورت کی ہر اک چیخ کو نغمہ سمجھے

وہ قبیلوں کا زمانہ ہو کہ شہروں کا رواج

جبر سے نسل بوڑھے، ظلم سے تن میل کریں  
یہ عمل ہم میں ہے بے علم پرندوں میں نہیں  
ہم جو انسانوں کی تہذیب لیے پھرتے ہیں  
ہم سادہ وحشی کوئی جنگل کے درندوں میں نہیں

اک بچھی روح لیے جسم کے ڈھانچے میں لیے  
سوچتی ہوں میں کہاں جا کے مقدر پھوڑوں  
میں نہ زندہ ہوں کہ مرنے کا سہارا ڈھونڈوں

کون بتلائے گا مجھ کو کسے جا کر پوچھوں!  
زندگی قہر کے سانچوں میں ڈھلے گی کب تک  
کب تک آنکھ نہ کھولے گا زمانے کا ضمیر!  
ظلم اور جبر کی یہ ریت چلے گی کب تک



بول نہ بول اے جانے والے، سن تو لے دیوانوں کی  
اب نہیں دیکھی جاتی ہم سے یہ حالت ارمانوں کی

حسن کے کھلتے پھول ہمیشہ بیداروں کے ہاتھ بکے  
اور چاہت کے متوالوں کو دھول ملی دیرانوں کی  
دل کے نازک جذبوں پر بھی راج ہے سونے چاندی کا  
یہ دنیا کیا قیمت دے گی سادہ دل انسانوں کی



یہ مخلوق یہ تختوں یہ تاجوں کی دنیا  
یہ انسان کے دشمن سماجوں کی دنیا  
یہ دولت کے نبھو کے رواجوں کی دنیا  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

ہر اک جسم گھائل ہر اک روح پیاسی  
نگاہوں میں الجھن دلوں میں اداسی  
یہ دنیا ہے یا عالم بدحواسی  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

یہاں اک بھلونا ہے انسان کی ہستی  
یہ بستی ہے مردہ پرستوں کی بستی  
یہاں پر تو جیون سے ہے موت سستی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟  
جوانی بھگتی ہے بدکار بن کر  
جواں جسم سجتے ہیں بازار بن کر  
یہاں پیار ہوتا ہے بیوپار بن کر  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

یہ دنیا، جہاں آدمی کچھ نہیں ہے  
وفا کچھ نہیں، دوستی کچھ نہیں ہے  
جہاں پیار کی قدر ہی کچھ نہیں ہے  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

جلا دو اسے پھونک ڈالو یہ دنیا  
مرے سامنے سے ہٹا لو یہ دنیا  
تمہاری ہے تم ہی سنبھالو یہ دنیا  
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟



دیواروں کا جنگل جس کا آبادی ہے نام  
باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کھرام





موت کتنی بھی سنگدل ہو مگر زندگی سے تو مہرباں ہوگی  
 نت نئے رنج دل کو دیتی ہے، زندگی یہ خوشی کی دشمن ہے  
 موت سب سے نباہ کرتی ہے، زندگی زندگی کی دشمن ہے  
 کچھ نہ کچھ تو سکوں پائے گا موت کے بس میں جس کی جاں ہوگی  
 رنگ اور نسل، نام اور دولت، زندگی کتنے فرق مانتی ہے  
 موت حد بندیوں سے اونچی ہے، ساری دنیا کو ایک جانتی ہے  
 جن اصولوں پہ مر رہے ہیں ہم، ان اصولوں کی قدر داں ہوگی  
 موت سے اور کچھ ملے نہ ملے زندگی سے تو جان چھوٹے گی  
 مسکراہٹ نصیب ہو کہ نہ ہو، آنسوؤں کی لڑی تو ٹوٹے گی  
 ہم نہ ہوں گے تو غم کسے ہوگا، ختم ہر غم کی داستاں ہوگی



سنسار کی ہر شے کا اتنا ہی فسانہ ہے  
 اک دھند سے آنا ہے اک دھند میں جانا ہے  
 یہ راہ کہاں سے ہے یہ راہ کہاں تک ہے  
 یہ راز کوئی راہی سمجھا ہے نہ جانا ہے

دیواروں کے اس جنگل میں بھٹک رہے انسان  
 اپنے اپنے الجھے دامن جھٹک رہے انسان

اپنی بقی چھوڑ کے آئے کون کسی کے کام  
 باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام  
 سینے خالی، آنکھیں سونی، چہرے پر حیرانی  
 جتنے گھنے ہنگامے اس میں اتنی گھنی ویرانی

راتیں قاتل، صبحیں مجرم، ملزم ہے ہر شام  
 باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام  
 حال نہ پوچھیں، درد نہ بانٹیں اس جنگل کے لوگ  
 اپنا اپنا سکھ ہے سب کا اپنا اپنا سوگ

کوئی نہیں جو ہاتھ بڑھا کر گرتوں کو لے تھام  
 باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام  
 بے بس کو دوشی ٹھہرائے اس جنگل کا نیائے  
 سچ کی لاش پہ کوئی نہ روئے جھوٹ کو سیس نوائے

پتھر کی ان دیواروں میں پتھر ہو گئے رام  
 باہر سے چپ چپ لگتا ہے اندر ہے کہرام



زندگی ظلم سہی، غم ہی سہی

دل کی فریاد سہی، روح کا ماتم ہی سہی

ہم نے ہر حال میں جینے کی قسم کھائی ہوئی ہے

اب یہی حال مقدر ہو تو شکوہ کیوں ہو

ہم سلیقے سے نبھا دیں گے جو دن باقی ہیں

چاہ رسوا نہ ہوئی، آہ بھی رسوا کیوں ہو

ہم کو تقدیر سے بے وجہ شکایت کیوں ہو

اسی تقدیر نے چاہت کی خوشی بھی دی تھی

آج اگر کانپتی پلکوں کو دیے ہیں آنسو

کل تھرکتے ہوئے ہونٹوں کو ہنسی بھی دی تھی

ہم ہیں مایوس مگر اتنے بھی مایوس نہیں

اک نہ اک دن تو یہ اشکوں کی لڑی ٹوٹے گی

اک نہ اک دن تو چھٹیں گے یہ غموں کے بادل

اک نہ اک دن تو اجالے کی کرن پھوٹے گی

اک پل کی پلک پر ہے ٹھہری ہوئی یہ دنیا

اک پلک جھپکنے تک ہر کھیل سہانا ہے

کیا جانے کوئی کس پر کس موڑ پہ کیا بیتے

اس راہ میں اے راہی ہر موڑ بہانا ہے

ہم لوگ کھلونا ہیں اک ایسے کھلاڑی کا

جس کو ابھی صدیوں تک یہ کھیل رچانا ہے



میں زندگی کا ساتھ نبھاتا چلا گیا

ہر فکر کو دھوئیں میں اڑاتا چلا گیا

بربادیوں کا سوگ منانا فضول تھا

بربادیوں کا جشن منانا چلا گیا

جو مل گیا اسی کو مقدر سمجھ لیا

جو کھو گیا میں اس کو بھلاتا چلا گیا

غم اور خوشی میں فرق نہ محسوس ہو جہاں

میں دل کو اس مقام پہ لاتا چلا گیا



اپنی دنیا پہ صدیوں سے چھائی ہوئی ظلم اور لوٹ کی سنگدل رات ہے  
یہ نہ سمجھو کہ یہ آج کی بات ہے  
جب سے دھرتی بنی، جب سے دنیا بسی ہم یوں ہی زندگی کو ترستے رہے  
موت کی آندھیاں گھر کے چھائی رہیں، آگ اور خوں کے بادل برستے رہے  
تم بھی مجبور ہو، ہم بھی مجبور ہیں  
کیا کریں یہ بزرگوں کو سوغات ہے  
ہم اندھیری گچھاؤں سے نکلے مگر، روشنی اپنے سینوں سے پھوٹی نہیں  
ہم نے جنگل تو شہروں میں بدلے مگر ہم سے جنگل کی تہذیب چھوٹی نہیں  
اپنی بدنام انسانیت کی قسم  
اپنی حیوانیت آج تک ساتھ ہے  
ہم نے سقراط کو زہر کی بھینٹ دی، اور عیسیٰ کو سولی کا تحفہ دیا  
ہم نے گاندھی کے سینے کو چھلنی کیا، کینیڈی سا جواں خوں میں نہلا دیا  
ہر مصیبت جو انسان پر آئی ہے  
بیروشیا کی جھلسی زمیں کی قسم، ناگا سا کی سگی فضا کی قسم  
جن پہ جنگل کا قانون بھی تھوک دے ایسی دور کے وہ درندے ہیں ہم  
اپنی بڑھتی ہوئی نسل خود پھونک دے  
ہم تباہی کے رستے پہ اتنا بڑھے، اب تباہی کا رستہ ہی باقی نہیں



بستی بستی، پریت پریت گاتا جائے بخارا  
لے کر دل کا اک تارا  
پل دو پل کا ساتھ ہمارا، پل دو پل کی یاری  
آج رکے تو کل کرنی ہے چلنے کی تیاری  
قدم قدم پر ہونی بیٹھی اپنا جال بچھائے  
اس چپوں کی راہ میں جانے کون کہاں رہ جائے  
دھن دولت کے پیچھے کیوں ہے یہ دنیا دیوانی  
یہاں کی دولت یہیں رہے گی ساتھ نہیں یہ جانی  
سونے چاندی میں تلتا ہو جہاں دلوں کا پیار  
آنسو بھی بیکار وہاں پر آہیں بھی بیکار  
دنیا کے بازار میں آخر چاہت بھی بیوپار بنی  
میرے دل سے ان کے دل تک چاندی کی دیوار بنی  
ہم جیسوں کے بھاگ میں لکھا چاہت کا وردان نہیں  
جس نے ہم کو جنم دیا وہ پتھر ہے بھگوان نہیں  
بستی بستی، پریت پریت گاتا جائے بخارا

خونِ انساں جہاں ساغروں میں بٹے ، اس سے آگے وہ محفل وہ ساقی نہیں  
اس اندھیرے کی اتنی ہی اوقات تھی  
اس سے آگے اجالوں کی بارات ہے



یہ دنیا دورنگی ہے

ایک طرف سے ریشم اوڑھے ، ایک طرف سے نگی ہے

ایک طرف اندھی دولت کی پاگل عیش پرستی  
ایک طرف جسموں کی قیمت روٹی سے بھی سستی  
ایک طرف ہے سونا گاچی ، ایک طرف چورنگی ہے

یہ دنیا دو رنگی ہے

آدھے منہ پر نور برستا ، آدھے منہ پر چیرے  
آدھے تن پر کوڑھ کے دھبے ، آدھے تن پر ہیرے  
آدھے گھر میں خوشحالی ہے ادھر گھر میں تنگی ہے

یہ دنیا دو رنگی ہے

ماتھے اوپر بکٹ سجائے ، سر پر ڈھوئے گندا  
دائیں ہاتھ سے بھکشا مانگے ، بائیں سے دے چندا  
ایک طرف بھنڈا چلائے ، ایک طرف بھک منگی ہے

یہ دنیا دو رنگی ہے

اک سنگم پر لانی ہو گی ، دکھ اور سکھ کی دھارا  
نئے سرے سے کرنا ہو گا دولت کا بٹوارا  
جب تک اونچ اور نیچ ہے باقی ، ہر صورت بے ڈھنگی ہے

یہ دنیا دو رنگی ہے



کیا ملے ایسے لوگوں سے جن کی فطرت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے

خود سے بھی جو خود کو چھپائیں ، کیا ان سے پہچان کریں  
کیا ان کے دامن سے لپٹیں ، کیا ان کا ارمان کریں  
جن کی آدھی نیت ابھرے ، آدھی نیت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے

جن کے ظلم سے دکھی ہے جتنا ، ہر بستی ہر گاؤں میں  
دیا دھوم کی بات کریں وہ بیٹھ کے بچی سبھاؤں میں  
دان کا چرچا گھر گھر پہنچے ، لوٹ کی دولت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے

دیکھیں ان نقلی چہروں کی کب تک جے جے کار چلے  
اجلے کپڑوں کی تہہ میں کب تک کالا سنسار چلے  
کب تک لوگوں کی نظروں سے چھپی حقیقت چھپی رہے  
نقلی چہرہ سامنے آئے ، اصلی صورت چھپی رہے

یہ ہوں کے پرندے، نیک صورت درندے  
دام سب پر لگائے ہوئے ہیں

یہ یتیموں کا حق کھانے والے  
بے بسوں پہ ستم ڈھانے والے  
بس چلے تو وطن بیچ ڈالیں  
یہ مندروں کے صنم تک نہ چھوڑیں  
یہ جو بدکاریوں سے چور بازار یوں سے  
شان و شوکت بڑھائے ہوئے ہیں



دھرتی کی سلگتی چھاتی سے بے چین شرارے پوچھتے ہیں  
تم لوگ جنہیں اپنا نہ سکے وہ خون کے دھارے پوچھتے ہیں  
سڑکوں کی زبان چلاتی ہے، ساگر کے کنارے پوچھتے ہیں  
یہ کس کا لہو ہے کون مرا؟ اے رہبر ملک و قوم بتا!

یہ جلتے ہوئے گھر کس کے ہیں، یہ کٹتے ہوئے تن کس کے ہیں؟  
تقسیم کے اندھے طوفاں میں لٹتے ہوئے گلشن کس کے ہیں؟  
بدبخت فضا میں کس کی ہیں برباد نشیں کس کے ہیں؟



مہرباں کیسے کیسے، قدرداں کیسے کیسے  
آج محفل میں آئے ہوئے ہیں  
رند بھی ان میں ہیں پارسا بھی  
کشتی قوم کے ناخدا بھی  
معتبر کیسے کیسے، راہ بر کیسے کیسے  
آج مسند سجائے ہوئے ہیں

قوم کی خدمت کام ہے ان کا  
اس خدمت سے نام ہے ان کا  
بھوکوں کے غم میں گھلتے ہیں  
سونے چاندی میں تلتے ہیں  
دور ان کی بلائیں، ان پہ قربان جائیں  
یہ جو نظریں جھکائے ہوئے ہیں  
ساز اور ساز کے نغے کیا ہیں  
حسن اور حسن کے جلوے کیا ہیں  
شرم ہے کیا اور غیرت کیا ہے؟  
عزت کیا ہے عصمت کیا ہے؟

کچھ ہم بھی سنیں، ہم کو بھی سنا!

کس کام کے ہیں یہ دین دھرم جو شرم کا دامن چاک کریں؟  
کس طرح کے ہیں یہ دیش بھگت جو بستے گھروں کو خاک کریں؟  
یہ روہیں کیسی روہیں ہیں جو دھرتی کو ناپاک کریں؟  
آنکھیں تو اٹھا، نظریں تو ملا!

جس رام کے نام پہ خون نہ ہے اس رام کی عزت کیا ہوگی؟  
جس دین کے ہاتھوں لاج لٹے اس دین کی قیمت کیا ہوگی؟  
انسان کی اس ذلت سے پرے، شیطان کی ذلت کیا ہوگی؟  
یہ وید ہٹا، قرآن اٹھا!

یہ کس کا لہو ہے، کون مرا؟  
اے رہبر ملک و قوم بتا!



میں نے پی شراب، تم نے کیا پیا؟ آدمی کا خون  
میں ذلیل ہوں  
تم کو کیا کہوں  
تم پیو تو ٹھیک ہم پییں تو پاپ

تم جیو تو پن ہم جنیں تو پاپ  
تم شریف لوگ تم امیر لوگ  
ہم تباہ حال ہم فقیر لوگ  
زندگی بھی روگ موت بھی عذاب

میں نے پی شراب

تم کہو تو سچ ہم کہیں تو جھوٹ  
تم کو سب معاف ظلم ہو کہ لوٹ  
تم نے کتنے دل چاک کر دیے  
کتنے بستے گھر خاک کر دیے

میں نے تو کیا خود کو ہی خراب

میں نے پی شراب

ریت اور رواج سب تمہارے ساتھ  
دھرم اور سماج سب تمہارے ساتھ  
اپنے ساتھ کیا؟ دھول اور دھواں  
آج چاہے تم نوچ لو زباں  
آنے والا دور لے گا سب حساب

میں نے پی شراب

تم نے کیا پیا آدمی کا خون  
میں ذلیل ہوں، تم کو کیا کہوں؟



انصاف کا ترازو جو ہاتھ میں اٹھائے  
جرموں کو ٹھیک تو لے!

ایسا نہ ہو کہ کل کا اتہاس کا ربو لے  
مجرم سے بھی زیادہ

منصف نے ظلم ڈھایا

کیس پیش اس کے آگے غم کی گواہیاں بھی  
رکھیں نظر کے آگے دل کی تباہیاں بھی

اس کو یقین نہ آیا

انصاف کرنے پایا

اور اپنے اس عمل سے

بدکار مجرموں کے ناپاک حوصلوں کو

کچھ اور بھی بڑھایا

انصاف کا ترازو جو ہاتھ میں اٹھائے

یہ بات یاد رکھے

سب منصفوں سے اوپر

اک اور بھی ہے منصف

وہ دو جہاں کا مالک

سب حال جانتا ہے

نیکی کے اور بدی کے

احوال جانتا ہے

دنیا کے فیصلوں سے

مایوس جانے والا

ایسا نہ ہو کہ اس کے دربار میں پکارے

ایسا نہ ہو کہ اس کے انصاف کا ترازو

ایک بار پھر سے تولے

مجرم کے ظلم کو بھی

منصف کی بھول کو بھی

اور اپنا فیصلہ دے

وہ فیصلہ کہ جس سے

یہ روح کانپ اٹھے!



خدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

ہر ایک فتح و ظفر کے دامن پہ خونِ انسان کا رنگ کیوں ہے؟

زمیں بھی تیری ہے ہم بھی تیرے، یہ ملکیت کا سوال کیا ہے؟

یہ قتل و خوں کا رواج کیوں ہے، یہ رسم جنگ وجدال کیا ہے؟  
جنہیں طلب ہے جہان بھر کی، انہیں کا دل اتنا تنگ کیوں ہے؟  
خدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

غریب ماؤں، شریف بہنوں کو امن و عزت کی زندگی دے  
جنہیں عطا کی ہے تو نے طاقت انہیں ہدایت کی روشنی دے  
سروں میں کبر و غرور کیوں ہے، دلوں کے شیشے پہ زنگ کیوں ہے؟  
خدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟



برسورام دھڑاکے سے  
بڑھیا مرگئی فاتے سے

کل جگ میں بھی مرتی ہے، ست جگ میں بھی مرتی تھی  
یہ بڑھیا اس دنیا میں سدا ہی فاتے کرتی تھی  
جینا اس کو راس نہ تھا  
پیسہ اس کے پاس نہ تھا  
اس کے گھر کو دیکھ کے پچھی مڑ جاتی تھی ناکے سے  
برسورام دھڑاکے سے  
جھوٹے ٹکڑے کھا کے بڑھیا، تپتا پانی پیتی تھی!

مرتی ہے تو مر جانے دو، پہلے بھی کب بیسی تھی؟  
جے ہو پیسے والوں کی  
گیہوں کے دلالوں کی  
ان کا حد سے بڑھا منافع کچھ ہی کم ہے ڈاکے سے  
برسورام دھڑاکے سے



عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا  
جب جی چاہا مسلا کچلا، جب جی چاہا دھتکار دیا

تلتی ہے کہیں دیناروں میں، بکتی ہے کہیں بازاروں میں  
نگلی نچوائی جاتی ہے عیاشوں کے درباروں میں  
یہ وہ بے عزت چیز ہے جو بٹ جاتی ہے عزت داروں میں  
عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا

مردوں کے لیے ہر ظلم روا، عورت کے لیے رونا بھی خطا  
مردوں کے لیے ہر عیش کا حق، عورت کے لیے جینا بھی سزا  
مردوں کے لیے لاکھوں سیبیں، عورت کے لیے بس ایک چتا  
عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اسے بازار دیا



جن سینوں نے ان کو دودھ دیا ان سینوں کا بیوپار کیا  
جس کوکھ میں ان کا جسم ڈھلا اس کوکھ کا کاروبار کیا  
جس تن سے اگے کوئیل بن کر اس تن کو ذلیل و خوار کیا

سنسار کی ہر اک بے شرمی غربت کی گود میں پلتی ہے  
چکلوں ہی میں آ کر رکتی ہے ، فاقوں سے جو راہ نکلتی ہے  
مردوں کی ہوس ہے جو اکثر عورت کے پاپ میں ڈھلتی ہے  
عورت نے جہنم دیا مردوں کو ، مردوں نے اسے بازار دیا

عورت سنسار کی قسمت ہے پھر بھی تقدیر کی بیٹی ہے  
اتار پیمبر جنتی ہے پھر بھی شیطان کی بیٹی ہے  
یہ وہ بد قسمت ماں ہے جو بیٹوں کی تیج پہ لینی ہے  
عورت نے جہنم دیا مردوں کو ، مردوں نے اسے بازار دیا



یہ کوچے یہ نیلام گھر دل کشی کے  
یہ لٹتے ہوئے کارواں زندگی کے  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں محافظ خودی کے

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں

پرچ گلیاں ، یہ بدنام بازار  
گننام راہی ، یہ سکوں کی جھنکار  
عصمت کے سودے یہ سودوں پہ تکرار

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں کہاں ہیں  
یہ صدیوں سے بے خواب سہمی سی گلیاں  
یہ مسلی ہوئی ادھ کھلی زرد کلیاں  
یہ بکتی ہوئی کھوکھلی رنگ رلیاں

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں کہاں ہیں؟  
یہ اجلے درپچوں میں پایل کی چھن چھن  
تھکی ہاری سانسوں پہ طبلے کی دھن دھن  
یہ بے روح کمروں میں کھانسی کی ٹھن ٹھن

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

یہ پھولوں کے گجرے پہ پکیوں کے چھینٹے  
یہ بیباک نظریں ، یہ گستاخ فقرے  
یہ ڈھلکے بدن اور یہ بیمار چہرے

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

یہاں پیر بھی آ چکے ہیں ، جواں بھی  
تو مند بیٹے بھی، ابا میاں بھی  
یہ بیوی بھی ہے اور بہن بھی ہے ماں بھی

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی  
یشودھا کی ہم جنس ، رادھا کی بیٹی  
پیسر کی امت ، زلیخا کی بیٹی

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟

ذرا ملک کے رہبروں کو بلاؤ  
یہ کوچے، یہ گلیاں ، یہ منظر دکھاؤ  
جنہیں ناز ہے ہند پر ان کو لاؤ

جنہیں ناز ہے ہند پر وہ کہاں ہیں  
کہاں ہیں ، کہاں ہیں ، کہاں ہیں؟



لاگا چڑی میں داگ چھپاؤں ہے  
..... گھر جاؤں کیسے

ہو گئی میلی موری چڑیا  
کورے بدن سی کوری چڑیا  
جا کے بابل سے نجرین ملاؤں کیسے  
..... گھر جاؤں کیسے

بھول گئی سب بچن بدا کے  
کھو گئی میں سرال میں آ کے  
جا کے بابل سے نجرین ملاؤں کیسے  
..... گھر جاؤں کیسے

کوری چڑیا آتما موری میل ہے مایا  
جال  
وہ دنیا مورے بابل کا گھر، یہ دنیا  
سرال  
جا کے بابل سے نجرین ملاؤں کیسے

..... گھر جاؤں کیسے  
لاگا چڑی میں داگ چھپاؤں کیسے



کام ، کردھ اور لوبھ کا مارا جگت نہ آیا راس  
جب جب رام نے جنم لیا ، تب تب پایا بن باس

گر جذبِ محبت صادق ہو، ہر در سے مرادیں ملتی ہیں  
ہر گھر ہے اسی کا کاشانہ، چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو



ایشور، اللہ تیرے نام  
سب کو سستی دے بھگوان!

اس دھرتی پر بسنے والے  
سب ہیں تیری گود کے پالے  
کوئی بچ نہ کوئی مہمان  
سب کو سستی دے بھگوان

جنم کا کوئی مول نہیں ہے  
جنم منش کا تول نہیں ہے  
کرم سے ہے سب کی پہچان  
سب کو سستی دے بھگوان



سنسار سے بھاگے پھرتے ہو، بھگوان کو تم کیا پاؤ گے  
اس لوک کو بھی اپنا نہ سکے، اس لوک میں بھی پچھتاؤ گے

کلجنگ تک چلتی آئی ہے، ست جگ کی یہ ریت  
سب کچھ ہار چکے جب اپنا، تب ہے رام کی جیت  
جگ بدلے پر بدل نہ پایا اب تک یہ اتہاس

چھوڑ کے اپنے محل وہ محلے جنگل جنگل پھرنا  
اور دل کے سکھ چین کی خاطر دکھ سکھ میں گھرنا  
ہے یہی رام کے لیکھ کی ریکھا، آگیا اب دشواس

رام ہر اک جگ میں آئے پرکون انہیں پہچانا  
رام کی پوجا کی جگ بننے پر رام کا ارتھ نہ جانا  
تکتے تکتے بوڑھے ہو گئے دھرتی اور آکاش



کعبے میں رہو یا کاشی میں، نسبت تو اسی کی ذات سے ہے  
تم رام کہو کہ رحیم کہو، مطلب تو اسی کی بات سے ہے

یہ مسجد ہے، وہ بت خانہ، چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو  
مقصد تو ہے دل کو سمجھانا، چاہے یہ مانو، چاہے وہ مانو

یہ شیخ و برہمن کے جھگڑے، سب ناسمجھی کی باتیں ہیں  
ہم نے تو ہے بس اتنا جانا چاہے یہ مانو، چاہے وہ مانو

یہ پاپ ہے کیا، یہ پن ہے کیا، ریتوں پر دھرم کی ٹہریں ہیں  
ہر گم میں بدلتے دھرموں کو کیسے آدرش بناؤ گے

یہ بھوک بھی ایک تپیا ہے، تم تیاگ کے مارے کیا جانو  
ایمان رچتا کا ہو گا، رچتا کو اگر ٹھکراؤ گے

ہم کہتے ہیں یہ جگ اپنا ہے، تم کہتے ہو جھوٹا سپنا ہے  
ہم جنم بتا کر جائیں گے، تم جنم گنوا کر جاؤ گے



جو کچھ ہے ترے دل میں سبھی اس کو خبر ہے  
بندے ترے ہر حال پہ مالک کی نظر ہے

بن مانگے ہی ملتی ہیں یہاں من کی مرادیں  
دل صاف ہو جن کا وہ یہاں آ کے صدا دیں  
ملتا ہے جہاں نیائے، وہ دربار یہی ہے  
سنار کی سب سے بڑی سرکار یہی ہے

تری ہے زمیں تیرا آسمان!  
تو بڑا مہرباں، تو بخشش کر  
سبھی کا ہے تو سبھی تیرے  
خدا مرے تو بخشش کر

تیری مرضی سے اے مالک!  
ہم اس دنیا میں آئے ہیں  
تری رحمت سے ہم سب نے  
یہ جسم اور جان پائے ہیں  
تو اپنی نظر ہم پر رکھنا



آنا ہے تو آ، راہ میں کچھ پھر نہیں ہے  
بھگوان کے گھر دیر ہے، اندھیر نہیں ہے

جب تجھ سے نہ سلجھیں ترے الجھے ہوئے دھندے  
بھگوان کے انصاف پہ سب چھوڑ دے بندے  
خود ہی تری مشکل کو وہ آسان کرے گا  
جو تو نہیں کر پایا، وہ بھگوان کرے گا

کہنے کی ضرورت نہیں آنا ہی بہت ہے  
اس در پہ ترا سیس جھکانا ہی بہت ہے

کس حال میں ہیں، یہ خبر رکھنا

تو چاہے تو ہمیں رکھے!

تو چاہے تو ہمیں مارے

ترے آگے جھکا کے سر

کھڑے ہیں آج ہم سارے

سب سے بڑی طاقت والے

تو چاہے تو ہر آفت ٹالے

تو بخش کر!



بچے من کے بچے، سارے جگ کی آنکھ کے تارے

یہ وہ ننھے پھول ہیں جو بھگوان کو لگتے پیارے

خود روٹھیں خود من جائیں، پھر ہم جولی بن جائیں

جھگڑا جس کے ساتھ کریں، اگلے ہی پل پھر بات کریں

ان کو کسی سے بیر نہیں، ان کے لیے کوئی غیر نہیں

ان کا بھولا پن ملتا ہے سب کو بانہہ پیارے

انساں جب تک بچہ ہے، تب تک سمجھو سچا ہے

جوں جوں اس کی عمر بڑھے، من پر جھوٹ کا میل چڑھے

کرودھ بڑھے، نفرت گھیرے، لالچ کی عادت گھیرے

بچپن ان پاپوں سے ہٹ کر اپنی عمر گزارے

تن کوئل، من سندر ہیں، بچے بڑوں سے بہتر ہیں

ان میں چھوٹ اور چھات نہیں، جھوٹی ذات اور بات نہیں

بھاشا کی تکرار نہیں، مذہب کی دیوار نہیں

ان کی نظروں میں اک ہیں، مندر، مسجد، گردوارے



تو مرے پیار کا پھول ہے کہ مری بھول ہے

کچھ کہہ نہیں سکتی

کسی کا کیا تو بھرے

یہ سہ نہیں سکتی!

میری بدنامی تیرے ساتھ چلے گی

سن سن طعنے میری کوکھ چلے گی

کانٹوں بھرے ہیں سب راستے تیرے واسطے

جیون کی ڈگر میں

کون بنے گا تیرا آسرا

بے درد نگر میں؟

پوچھے گا کوئی تو کسے باپ کہے گا  
جگ تجھے پھینکا ہوا باپ کہے گا  
بن کے رہے گی شرمندگی، تیری زندگی  
جب تک تو جیے گا  
آج پلاؤں گی تجھے دودھ میں  
کل زہر پیے گا!



تو مرے ساتھ رہے گا منے!  
تاکہ تو جان سکے  
تجھ کو پروان چڑھانے کے لیے  
کتنے سنگین مراحل سے تری ماں گزری  
تو مرے ساتھ رہے گا منے!  
تاکہ تو دیکھ سکے

کتنے پاؤں مری ممتا کے کلیجے پہ پڑے  
کتنے خنجر مری آنکھوں مرے کانوں میں گڑے  
تو مرے ساتھ رہے گا منے!  
میں تجھے رحم کے سائے میں نہ پلنے دوں گی  
زندگانی کی کڑی دھوپ میں جلنے دوں گی

تاکہ تپ تپ کے تو فولاد بنے  
ماں کی اولاد بنے  
تو میرے ساتھ رہے گا منے!  
جب تلک ہوگا، ترا ساتھ نبھاؤں گی میں  
پھر چلی جاؤں گی اس پار کے سنائے میں  
اور تاروں سے تجھے جھانکوں گی  
زخم سینے میں لیے پھول نگاہوں میں لیے  
تیرا کوئی بھی نہیں میرے سوا  
میرا کوئی بھی نہیں تیرے سوا  
تو مرے ساتھ رہے گا منے!

میرا ہر درد تجھے دل میں بسانا ہوگا  
میں تری ماں ہوں، مرا قرض چکانا ہوگا  
میری بربادی کے ضامن اگر آباد رہے  
میں تجھے دودھ نہ بخشوں گی تجھے یاد رہے  
تجھے یاد رہے، تجھے یاد رہے  
تو مرے ساتھ رہے گا منے!



اے میرے ننھے گلہام  
میری نیندیں تیرے نام

جب دھرتی پر چھائے شام  
سو نہ گیا تو دیکھے گا  
ماں بہنوں کے لگتے دام



تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں  
اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں  
میرے بچے! مرے گلزار کے ننھے پودے  
تجھ کو حالات کی آندھی سے بچانے کے لیے  
آج میں پیار کے آنچل میں چھپا لیتی ہوں  
کل یہ کمزور سہارا بھی نہ حاصل ہو گا  
کل تجھے کانٹوں بھری راہ پہ چلنا ہو گا  
زندگانی کی کڑی دھوپ میں جلنا ہو گا  
تیرے بچپن کا جوانی کی دعا دیتی ہوں  
اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں  
تیرے ماتھے پہ شرافت کی کوئی مہر نہیں  
چند بوسے ہیں محبت کے سو وہ بھی کیا ہیں  
مجھ سی ماؤں کی محبت کا کوئی مول نہیں  
میرے معصوم فرشتے تو ابھی کیا جانے  
تجھ کو کس کس کے گناہوں کی سزا ملنی ہے

تیرا بچپن پاک رہے  
مجھ پر تو ہیں سو الزام

کس کا پڑا تجھ پر سایہ؟  
کس نے یہ رستہ دکھایا؟  
کون تجھے اس گھر میں لایا؟  
یہ گھر ہے رسوا بدنام  
ان گلیوں کی قسمت ہے  
ٹوٹے گجرے جھوٹے جام  
زخمی سازوں کی جھنکار  
گھائل گیتوں کی گنجار  
دکھتے من کی چیخ پکار  
عیاشوں کے کھیل کا نام  
ان کوچوں میں ہوتا ہے  
ارمانوں کا قتل عام

اس بستی میں زہر کھلے  
ہر بوٹی روٹی میں تلے  
ان گلیوں میں آنکھ کھلے

تو اور میں وہیں سے تھے پہلے

دیکھا تجھے تو دل نے کہا

جانے تو یا جانے نہ

مانے تو یا مانے نہ

دیکھو کبھی کھونا نہیں

کبھی جدا ہونا نہیں

آگے کیا ہے پایا میں تو بھول ہی گیا

وعدے گئے باتیں گئیں

جاگی جاگی راتیں گئیں

چاہے جسے ملا نہیں

تو ہمیں بھی گلہ نہیں

اپنا ہے کیا؟

جیں مریں، چاہے کچھ کہو

تم کو تو جینا راس آ گیا

جانے تو یا جانے یہ

مانے تو یا مانے نہ



میرے بھیا، میرے چندا، مرے انمول رتن

تیرے بدلے میں زمانے کی کوئی چیز نہ لوں!

دین اور دھرم کے مارے ہوئے انسانوں کی  
جو نظر ملنی ہے، وہ تجھ کو خفا ملنی ہے

تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں

اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں

بیڑیاں لے کے لپکتا ہوا قانون کا ہات

تیرے ماں باپ سے جب تجھ کو ملی یہ سوغات

کون لائے گا ترے واسطے خوشیوں کی برات

میرے بچے، ترے انجام سے جی ڈرتا ہے

تیری دشمن ہی نہ ثابت ہو جوانی تیری

کانپ جاتی ہے جسے سوچ کے ممتا میری

اسی انجام کو پہنچے نہ کہانی تیری

تیرے بچپن کو جوانی کی دعا دیتی ہوں

اور دعا دے کے پریشان سی ہو جاتی ہوں



ترا مجھ سے ہے پہلے کا ناتا کوئی

یوں ہی نہیں دل لبھاتا کوئی

جانے تو یا جانے نہ

مانے تو یا مانے نہ

دھواں دھواں سا تھا وہ سماں

یہاں وہاں، جانے کہاں



کبھی جس کی جوت نہ ہو پھینکی ، تجھے ایسا روپ سنگھار ملے  
 بیتیں ترے جیون کی گھڑیاں آرام کی ٹھنڈی چھاؤں میں  
 کانٹا بھی نہ چھپنے پائے کبھی ، میری لاڈلی تیرے پاؤں میں  
 اس دوار سے بھی دکھ دور رہے جس دوار سے تیرا دوار ملے



تو ہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا  
 انسان کی اولاد ہے، انسان بنے گا

اچھا ہے ابھی تک ترا کچھ نام نہیں ہے  
 تجھ کو کسی مذہب سے کوئی کام نہیں ہے  
 جس علم نے انسانوں کو تقسیم کیا ہے  
 اس علم کا تجھ پر کوئی الزام نہیں ہے

تو بدلے ہوئے وقت کی پہچان بنے گا  
 انسان کی اولاد ہے ، انسان بنے گا  
 مالک نے ہر انسان کو انسان بنایا  
 ہم نے اسے ہندو یا مسلمان بنایا  
 قدرت نے تو بخشی تھی ہمیں ایک ہی دھرتی

تیری سانپوں کی قسم کھا کے ہوا چلتی ہے  
 تیرے چہرے کی جھلک پا کے بہار آتی ہے  
 ایک پل بھی مری نظروں سے جو تو ادھمل ہو  
 ہر طرف میری نظر تجھ کو پکار آتی ہے!

تیرے سہرے کی مہکتی لڑیوں کے لیے  
 ان گنت پھول امیدوں کے چنے ہیں میں نے  
 وہ بھی دن آئے کہ ان خوابوں کی تعبیر بنے  
 تیری خاطر جو حسین خواب چنے ہیں میں نے



بابل کی دعائیں لیتی جا، جا تجھ کو سکھی سنسار ملے  
 میکے کی کبھی نہ یاد آئے سرال میں اتنا پیار ملے

نازوں سے تجھے پالا میں نے ، کلیوں کی طرح پھولوں کی طرح  
 بچپن میں جھلایا ہے تجھ کو بانہوں نے مری جھولوں کی طرح  
 مرے باغ کی اے نازک ڈالی، تجھے ہر پل نئی بہار ملے

جس گھر میں بندھے ہیں بھاگ ترے اس گھر میں سدا تر اراج رہے  
 ہونٹوں پہ ہنسی کی دھوپ کھلے ، ماتھے پہ خوشی کا تاج رہے

کون جانے یہ ترا شاعر آشفٹ مزاج  
 کتنے مغرور خداؤں کا رقیب آج بھی ہے  
 یہ جشن جشنِ مسرت نہیں تماشا ہے  
 نئے لباس میں نکلا ہے رہزنی کا جلوس  
 یہ غم بہت ہیں مری زندگی مٹانے کو  
 اداس رہ کے مرے دل کو اور رنج نہ دو  
 حیات اک مستقل غم کے سوا کچھ بھی نہیں شاید  
 خوشی بھی یاد آتی ہے تو آنسو بن کے آتی ہے  
 تم میرے لیے اب کوئی الزام نہ ڈھونڈو  
 چاہا تھا تمہیں اک یہی الزام بہت ہے

ہم نے کہیں بھارت ، کہیں ایران بنایا  
 جو توڑ دے ہر بند وہ طوفان بنے گا  
 انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا  
 نفرت جو سکھائے وہ دھرم تیرا نہیں ہے  
 انساں کو جو روندے وہ قدم تیرا نہیں ہے  
 قرآن نہ ہو جس میں وہ مندر نہیں تیرا  
 گیتا نہ ہو جس میں وہ حرم تیرا نہیں ہے  
 تو امن کا اور صلح کا ارمان بنے گا  
 انسان کی اولاد ہے ، انسان بنے گا

### متفرق اشعار

اپنی تباہیوں کا مجھے کوئی غم نہیں  
 تم نے کسی کے ساتھ محبت نبھا تو دی  
 وجہ بے رنگی گلزار کہوں یا نہ کہوں  
 کون ہے کتنا گنہگار کہوں یا نہ کہوں  
 آہ! اس کشمکشِ صبح و مسا کا انجام  
 میں بھی ناکام مری سہی عمل بھی ناکام



سنگِ مرمر سے تراشا ہوا یہ شوخ بدن  
اتنا دل کش ہے کہ اپنانے کو جی چاہتا ہے

سرخ ہونٹوں میں تھرتکی ہے وہ رنگین شراب  
جس کو پی پی کے بہک جانے کو جی چاہتا ہے

نرم سینے میں دھڑکتے ہیں وہ نازک طوفاں  
جن کی لہروں میں اتر جانے کو جی چاہتا ہے

تم سے کیا رشتہ ہے کب سے ہے یہ معلوم نہیں  
لیکن اس حسن پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

ہم سے بہتر ہے یہ پازیب جو اس پاؤں میں ہے  
اسی پازیب میں ڈھل جانے کو جی چاہتا ہے

رکھ لے کل کے لیے یہ دوسری پازیب اے دل  
کل اسی بزم میں پھر آنے کو جی چاہتا ہے

بے خبر سوئے ہیں وہ لوٹ کے نیندیں میری  
جذیبہ دل پہ ترس کھانے کو جی چاہتا ہے

## ساون رُت آئی

ساحر لدھیانوی کے غیر مطبوعہ فلمی گیت

میں نے جو گیت ترے پیار کی خاطر لکھے  
آج ان گیتوں کو بازار میں لے آیا ہوں

کب سے خاموش ہو اے جانِ جہاں کچھ تو کہو  
کیا ابھی اور ستم ڈھانے کو جی چاہتا ہے  
چھوڑ کر تم کو کہاں چین ملے گا ہم کو  
یہیں جینے، یہیں مر جانے کو جی چاہتا ہے

(ع)

اپنے ہاتھوں سے سنوارا ہے تمہیں قدرت نے  
دیکھ کر دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے  
نور ہی نور جھلکتا ہے حسین چہرے پر  
بس یہیں سجدے میں گر جانے کو جی چاہتا ہے  
میرے دامن کو کوئی نہ اور چھو پائے گا  
تم کو چھو کر یہ قسم کھانے کو جی چاہتا ہے

(م)

چاند چہرہ ہے ترا اور نظر ہے بجلی  
ایک اک جلوے پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

(ع)

چاند کی ہستی ہی کیا سامنے جب سورج ہو  
آپ کے قدموں میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے

(م)

اب اگر ہم سے خدائی بھی خفا ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے

(ع)

جسم مٹ جائیں کہ اب جان فنا ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے

جس گھڑی مجھ کو پکاریں گی تمہاری بائیں  
روک پائیں گی نہ صحرا کی سلگتی بائیں

چاہے ہر سانس جھلنے کی سزا ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے  
اب اگر ہم سے خدائی بھی خفا ہو جائے

(م)

لاکھ زنجیروں میں جکڑیں گے زمانے والے  
توڑ کر بند نکل آئیں گے آنے والے

شرط اتنی ہے کہ تو جلوہ نما ہو جائے  
غیر ممکن ہے کہ دل ، دل سے جدا ہو جائے



دور کہیں اک تارا کرتا ہے یہ اشارہ  
جیت ہے آج اسی کی جس نے سب کچھ ہارا  
سینے میں طوفان ہے جلنے کا ارمان ہے  
کیسی یہ جاگی اگن، لاگی ہے دل میں لگن  
ہنس لے گالے دھوم مچالے دنیا فانی ہے  
کہہ لے دل کی بات تجن سے رات سہانی ہے  
کیسی یہ جاگی اگن لاگی ہے دل میں لگن  
اوماریا، ماریا، اوماریا  
دور نگر یا تیری رستہ ہے انجانا

راہ میں ملنے والے راہ میں چھوڑ نہ جانا  
سینے میں طوفان ہے جلنے کا ارمان ہے  
کیسی یہ جاگی اگن، لاگی ہے دل میں لگن  
اوماریا، ماریا، اوماریا  
توڑ کے ناتے سارے چلی ہوں ان کے دوارے  
گھر آگن کہیو اب نا مجھے پکارے  
سینے میں طوفان ہے جلنے کا ارمان ہے  
کیسی یہ جاگی اگن، لاگی ہے دل میں لگن  
ہنس لے گالے دھوم مچالے دنیا فانی ہے  
کہہ لے دل کی بات تجن سے رات سہانی ہے



یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن جا دل کی داستاں  
چاندنی راتیں پیار کی باتیں کھو گئیں جانے کہاں  
یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن جا دل کی داستاں

آتی ہے صدا تری ٹوٹے ہوئے تاروں سے  
آہٹ تیری سنتی ہوں خاموش نظاروں سے  
بھیگی ہوا اودی گھٹا کہتی ہے تیری کہانی  
تیرے لیے بے چین ہے شعلوں میں لپٹی جوانی  
سینے میں بل کھا رہا ہے دھواں سن جا دل کی داستاں

یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں سن جا دل کی داستاں  
چاندنی راتیں پیار کی باتیں کھو گئیں جانیں کہاں  
بھنورے کے لبوں پر ہیں کھوئے کھوئے افسانے  
گلزار امیدوں کے سب ہو گئے ویرانے  
تیرا پتہ پاؤں کہاں ہونے ہیں سارے ٹھکانے  
جانے کہاں گم ہو گئے جا کے وہ اگلے زمانے  
برباد ہے آرزو کا جہاں سن جا دل کی داستاں

اچھا برا کیا ہے جانے بھی دے  
 نت نیا جادو چھانے بھی دے  
 جا کے یہ جوانی آئی نہیں  
 دلوں کو مرادیں پانے بھی دے  
 شوخی بھرے حسن کا نذرانہ ہو کے جی  
 آنے والی صبح سے بیگانہ ہو کے جی  
 جینے والے جھوم کے مستانہ ہو کے جی  
 جینے کا مزا لے مرتا ہے کیوں  
 ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرتا ہے کیوں  
 لوگوں کی نگاہیں کچھ بھی کہیں  
 کیے جا خطائیں ڈرتا ہے کیوں  
 چو میں جسے ہونٹ وہ پیانہ ہو کے جی  
 جینے والے جھوم کے مستانہ ہو کے جی



بانہوں میں تیری مستی کے گھیرے  
 سانسوں میں تیری خوشبو کے ڈیرے  
 مستی کے گھیروں میں خوشبوؤں کے ڈیروں میں ہم کھوئے جاتے ہیں  
 چھونے سے جس کے سینے میں میرے لو جاگ سکتی تو وہی ہے  
 کچھ خواب میرے کچھ خواب تیرے  
 یوں ملتے جاتے ہیں دل کھلتے جاتے ہیں لب گنگناتے ہیں



اے رام اے رام  
 روم روم میں بسنے والے رام  
 جگت کے سوامی اور انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں  
 آس کا بندھن توڑ چکی ہوں، تجھ پر سب کچھ چھوڑ چکی ہوں  
 ناتھ میرے میں کیوں سوچوں، ناتھ میرے میں کیوں سوچوں  
 تو جانے تیرا کام  
 جگت کے سوامی انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں  
 اے روم روم میں بسنے والے رام  
 تیرے چرن کی دھول جو پائے وہ کنکر ہیرا ہو جائے  
 بھاگ میرے جو میں نے پایا ان چرنوں میں رام  
 جگت کے سوامی انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں  
 روم روم میں بسنے والے رام  
 بھید تیرا کوئی پہچانے جو تجھ سا ہو وہ تجھے جانے  
 تیرے کیے کو، ہم کیا دیویں بھلے برے کا نام  
 جگت کے سوامی انتریامی میں تجھ سے کیا مانگوں



جینے والے جھوم کے مستانہ ہو کے جی  
 آنے والی صبح سے بیگانہ ہو کے جی

سب لفظوں کا بوجھ بٹے جب پڑے ہاتھ اک ٹکڑا  
 سن سن ارے بابوسن اس چپی میں بڑے بڑے گن  
 لاکھ دکھوں کی ایک دوا ہے کیوں نہ اجمائے  
 نوکر ہو یا مالک، لیڈر ہو یا پبلک  
 اپنے آگے سبھی جھکیں ہیں کیا راجہ کیا سینک  
 سن سن ارے راجہ سن اس چپی میں بڑے بڑے گن



ہم غم زدہ ہیں لائیں کہاں سے خوشی کے گیت  
 دیں گے وہی جو پائیں گے اس زندگی سے ہم



اب جان بلب ہوں شدت درد نہاں سے میں  
 ایسے میں تجھ کو ڈھونڈ کے لاؤں کہاں سے میں  
 زمیں ہمدرد ہے میری نہ ہمدرد آسمان میرا  
 ترا در چھٹ گیا تو پھر ٹھکانہ ہے کہاں میرا  
 قسم ہے تجھ کو ، تجھ کو قسم ہے  
 جذبِ دل نہ جائے رائیگاں میرا  
 یہی ہے امتحاں تیرا، یہی ہے امتحاں میرا

سانسوں میں تیری خوشبو کے ڈیرے  
 بکھرا کر زلفیں جھک جاؤ مجھ پر  
 ملنے دو سایہ تنے بدن کو

میں نے ہمیشہ تیری امانت سمجھا ہے اپنے جان اور تن کو  
 تو ساتھ میرے میں ساتھ تیرے  
 روحوں کے روحوں سے جسموں کے جسموں سے

صدیوں کے ناتے ہیں

سانسوں میں تیری خوشبو کے ڈیرے  
 بانہوں میں تیری مستی کے گھیرے



ماش تیل ماش چپی  
 سرجو تیرا چکرائے یا دل ڈوبا جائے  
 آجا پیارے پاس ہمارے کا ہے گھبرائے  
 تیل میرا ہے مشکى گنج رہے ناشکى  
 جس کے سر پر ہاتھ پھیر دوں چمکے قسمت اس کی  
 سن سن ارے بیٹاسن  
 اس چپی میں بڑے بڑے گن  
 لاکھ دکھوں کی ایک دوا ہے کیوں نہ اجمائے  
 سرجو تیرا چکرائے یا دل ڈوبا جائے  
 پیار کا ہو دے جھگڑایا بزنس کا ہو رگڑا



نکلے تھے کہاں جانے کے لیے پہنچے ہیں کہاں معلوم نہیں  
اب اپنے بھٹکتے قدموں کو منزل کا نشان معلوم نہیں  
ہم نے بھی کبھی، ہم نے بھی کبھی اک خواب بہاراں دیکھا تھا  
کب پھول جھڑے، کب گرد اٹھی کب آئی خزاں معلوم نہیں  
اب اپنے بھٹکتے قدموں کو منزل کا نشان معلوم نہیں

دل شعلہ غم سے خاک ہوا کیا آگ لگی ارمانوں میں  
کیا چیز جلی، کیوں سینے سے اٹھتا ہے دھواں معلوم نہیں  
اب اپنے بھٹکتے قدموں کو منزل کا نشان معلوم نہیں  
برباد وفا کا افسانہ ہم کس سے کہیں اور کیسے کہیں  
خاموش ہیں لب اور دنیا کو اشکوں کی زباں معلوم نہیں  
نکلے تھے کہاں جانے کے لیے پہنچے ہیں کہاں معلوم نہیں



دنیا کرے سوال تو ہم کیا جواب دیں  
تم کو نہ ہو خیال تو ہم کیا جواب دیں  
پوچھے کوئی کہ دل کو کہاں چھوڑ آئے ہیں  
کس کس سے اپنے رشتہ جاں توڑ آئے ہیں

اک سمت محبت ہے اک سمت زمانہ ہے  
اب ڈھونڈ کر لاؤں کہاں سے میں  
میرا خیال تیری تمنا لیے ہوئے  
دل بجھ رہا ہے آس کا شعلہ لیے ہوئے  
حیراں کھڑی ہوئی ہے دورا ہے پہ زندگی  
ناکام حسرتوں کا جنازہ لیے ہوئے  
ایسے میں تجھ کو ڈھونڈ کے لاؤں کہاں سے میں  
آواز دے رہا ہے دل خانماں خراب  
سینے میں اضطراب ہے سانسوں میں پیچ و تاب  
اے روح عشق، جان وفا کچھ تو دے جواب  
اب جاں بلب ہوں شدتِ دردِ نہاں سے میں



غم اس قدر بڑھے کہ میں گھبرا کے پی گیا  
اس دل کی بے بسی پہ ترس کھا کے پی گیا  
ٹھکرا رہا تھا مجھ کو بڑی دیر سے جہاں  
میں آج سب جہان کو ٹھکرا کے پی گیا



مشکل ہو عرض حال تو ہم جواب دیں  
تم کو نہ ہو خیال تو ہم کیا جواب دیں

پوچھے کوئی کہ دردِ وفا کون دے گیا  
راتوں کو جاگنے کی سزا کون دے گیا

کہنے پہ ہو ملال تو ہم کیا جواب دیں  
تم کو نہ ہو خیال تو ہم کیا جواب دیں  
دنیا کرے سوال تو ہم کیا جواب دیں



جاتے ہو تو جاؤ پر جاؤ گے کہاں  
بابو جی تم ایسا دل پاؤ گے کہاں

آئے ہیں دور سے ملنے حضور سے

ہم کو سزا نہ دو جی دل کے قصور سے

آدھی ہے رات ابھی باقی ہے بات ابھی

چھوڑو نہ ساتھ ابھی بابو جی جاتے ہو کہاں

جاتے ہو تو جاؤ پر جاؤ گے کہاں

دل تم پہ وار کے دنیا کو ہار کے

بیٹھے ہیں دیر سے جی راستے میں پیار کے

تھوڑی سی چاہ دے دو سینے میں راہ دے دو

دل کو پناہ دے دو بابو جی جاتے ہو کہاں

جاتے ہو تو جاؤ پر جاؤ گے کہاں  
ملنے کی آس ہے جلوؤں کی پیاس ہے  
سب ہے تمہارے لیے جودل کے پاس ہے  
مجھ پہ اعتبار کرو جینا بے حال کرو  
کچھ تو خیال کرو بابو جی جاتے ہو کہاں  
بابو جی تم ایسا دل پاؤ گے کہاں



بچنا ذرا یہ زمانہ ہے برا

کبھی میری گلی میں نہ آنا

میری گلی میں آنے والے ہو جاتے ہیں غم کے حوالے

ان راہوں سے جو بھی گذرے سوچ سمجھ کر دل کو اچھالے

بڑے بڑے دل جہاں بنے نشانہ

بچنا ذرا یہ زمانہ ہے برا

چپکے چپکے نیناں لڑانا، نین لڑا کر دل کو لہانا

دل لہا کر پاس بلانا، پاس بلا کے خود گھبراننا

ارے تیرا جواب نہیں واہ

خود گھبرا کر آنکھ چرانا، آنکھ چرا کر دل کو جلانا

دل کو جلا کر ہوش بھلانا، ہوش بھلا کر ارے مجنوں بنانا

ان دیوانوں کا کیا کہنا آپ بلائیں اپنی قضا کو

اور پھر ہم سے مانگیں ہر جانہ

بچنا ذرا یہ زمانہ ہے برا  
کبھی میری گلی میں نہ آنا



یہ ہنستے ہوئے پھول  
یہ مہکا ہوا گلشن

یہ رنگ میں اور نور میں ڈوبی ہوئی راہیں  
یہ پھولوں کا رس پی کر مچلتے ہوئے بھنورے  
میں دوں بھی تو کیا دوں تمہیں اے شوخ نظارو  
لے دے کے مرے پاس کچھ آنسو ہیں کچھ آہیں



جاتی رات سہانی نہیں آنے والی  
آرزوؤں پہ جوانی نہیں آنے والی  
آ بھی جائے تو مری جان لہو میں تیرے  
پھر یہ گرمی ، یہ روانی نہیں آنے والی  
لٹ جا ہولٹ جا یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا  
تیرے سامنے ہیں پیارے کئی جھومتے سہارے  
چھٹ پائے تو غموں سے چھٹ جا، لٹ جا ہولٹ جا  
ہو آگ تیری، ہو پیاس تیری، بھڑکے گی دبانے سے

ہو چھڑکیسو، تھام بازو، کسی دلکش بہانے سے  
میرے حبیب آ جا، دل کے قریب آ جا  
ہو خوش نصیب آ جا، آ جا نہیں شرما  
لٹ جا لٹ جا یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا  
ہو رات باقی، پرساتی، بڑی نازک حسینہ ہے  
ہو چھوڑ توبہ، توڑ توبہ، آج پینا ہی جینا ہے  
لہرا کر جام لے لے، نام خیام لے لے  
جرات سے کام لے لے مت گھبرا  
لٹ جا ہولٹ یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا  
تیرے سامنے ہیں پیارے، کئی جھومتے سہارے  
لٹ جا لٹ جا یہی دن ہیں کسی پہ لٹ جا



حسن حاضر ہے محبت کی سزا پانے کو  
کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو  
میرے دیوانے کو اتنا نہ ستاؤ لوگو  
یہ تو وحشی ہے تمہی ہوش میں آؤ لوگو  
بہت رنجور ہے یہ ، غموں سے چور ہے یہ  
خدا کا خوف کھاؤ بہت مجبور ہے یہ  
کیوں چلے آئے ہو بے بس پہ ستم ڈھانے کو

میرے جلوؤں کی خطا ہے جو یہ دیوانہ ہوا  
 نہیں مجرم یہ اگر ہوش سے بیگانہ ہوا  
 مجھے سولی چڑھا دو کہ شعلوں میں جلا دو  
 کوئی شکوہ نہیں ہے جو بھی چاہے سزا دو  
 بخش دو اس کو میں تیار ہوں مٹ جانے کو  
 پتھروں کو بھی وفا پھول بنا سکتی ہے  
 یہ تماشہ بھی سرعام دکھا سکتی ہے  
 لو اب پتھر اٹھاؤ زمانے کے خداؤ  
 تمہیں میں آزماؤں مجھے تم آزماؤ  
 اب دعا عرش پہ جاتی ہے اثر لانے کو  
 کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو



دل جو بھی کہے گمانیں گے  
 دنیا میں ہمارا دل ہی تو ہے  
 ہر حال میں جس نے ساتھ دیا  
 وہ ایک بچارہ دل ہی تو ہے  
 کوئی ساتھی نہ کوئی سہارا

کوئی منزل نہ کوئی کنارہ  
 رک گئے جس دل نے روکا  
 چل دیئے جس جگہ دل پکارا  
 ہم پیار کے پیا سے لوگوں کو  
 منزل کا اشارہ دل ہی تو ہے  
 اپنی زندہ دلی کے سہارے  
 ہم نے دن زندگی کے گزارے  
 ورنہ اس بے مروت جہاں میں  
 اور قبضے میں کیا ہے  
 ہر چیز ہے دولت والوں کی  
 مفلس کا سہارا دل ہی تو ہے



صرف اپنے خیالوں کی پرچھائیں  
 یار کوئی جلوہ ناز  
 بار بار اس طرف اٹھ رہی ہے نظر  
 کیا خبر کون سا راز پردے میں ہے  
 صرف اپنے خیالوں کی پرچھائیں ہے

ان اداؤں کو بھی کون سا نام دیں  
 ان کا احسان مانیں کہ الزام دیں  
 ہر کرم میں ستم ہر وفا میں جفا  
 ان کا ہر ایک انداز پردے میں ہے  
 صرف اپنے خیالوں کی پرچھائیں ہے



عرضِ شوق آنکھوں میں ہے عرضِ وفا آنکھوں میں ہے  
 تیرے آگے بات کہنے کا مزہ آنکھوں میں ہے  
 واقف ہوں خوب عشق کے طرزِ بیاں سے میں  
 کہہ دوں گا دل کی بات نظر کی زباں سے میں  
 میری وفا کا شوق سے تو امتحان تو لے  
 گزروں گا تیرے عشق میں ہر امتحان سے میں  
 اے حسن آشنا تیرے جلوں کی خیر ہو  
 بیگانہ ہو گیا ہوں غمِ دو جہاں سے میں  
 واقف ہوں خوب عشق کے طرزِ بیاں سے میں



قضا ظالم سہی یہ ظلم وہ بھی کر نہیں سکتی  
 جہاں میں قیس زندہ ہے تو لیلیٰ مر نہیں سکتی

یہ دعویٰ آج دنیا بھر سے منوانے کی خاطر آ  
 یہ دیوانے کی ضد ہے اپنے دیوانے کی خاطر آ  
 ترے در سے میں خالی لوٹ جاؤں کیا قیامت ہے  
 تو میری روح کا کعبہ میری جان عبادت ہے  
 جہیں شوق کے سجدوں کو اپنانے کی خاطر آ  
 یہ دیوانے کی ضد ہے اپنے دیوانے کی خاطر آ  
 میری دیوانگی کی میری وحشت کی قسم تجھ کو  
 غرورِ عشق کی نازِ محبت کی قسم تجھ کو  
 زمانے کو وفا کی شان دکھلانے کی خاطر  
 یہ دیوانے کی ضد ہے اپنے دیوانے کی خاطر آ



لو اپنا جہاں دنیا والو ہم اس دنیا کو چھوڑ چلے  
 جو رشتے ناتے جوڑے تھے وہ رشتے ناتے توڑ چلے  
 کچھ سکھ کے سنے دیکھ چلے کچھ دکھ کے سنے جھیل چلے  
 تقدیر کی اندھی گردش نے جو کھیل کھلائے کھیل چلے  
 ہر چیز تمہاری لوٹا دی ہم لے کے نہیں کچھ ساتھ چلے  
 پھر دوش نہ دینا اے لوگو ہم دیکھ لو خالی ہاتھ چلے

یہ راہ اکیلی کتنی ہے یہاں ساتھ نہ کوئی یار چلے  
اس پار نہ جانے کیا پائیں اس پار تو سب کچھ ہار چلے



دل جلے تو جلے غم پلے تو پلے  
کسی کی نہ سن گائے جا  
او جینے والے آگ سے آگ بجھالے  
جگ کی نہ سن پیار کی دھن  
جھوم کے گالے  
او جینے والے نکل آئے تارے  
چپ ہیں مگر تک کے سارے  
کہتے ہیں سارے  
دل جلے تو جلے غم پلے تو پلے  
کسی کی نہ سن گائے جا  
او جینے والے چھیڑ حسین ترانے  
پچھڑے جواب ملنا ہے کب  
کوئی نہ جانے  
دل جلے تو جلے.....



آنے والے ہو آنے والے  
بکھرا ہوا ہے رات کا جادو  
بکھری ہوئی زلفوں کی خوشبو  
دل کا اشارہ، دل کا اشارہ پہچان  
میں قربان اوڑپانے والے  
تڑپانے والے رک جا کوئی دم  
پائل کی جھنکار میں کھو جا  
سپنوں کے سنسار میں کھو جا  
رہ جا یہیں پہ، رہ جا یہیں پہ مہمان  
کہا مان اوڑپانے والے  
تڑپانے والے رک جا کوئی دم  
رستہ گھیرے ہیں باہر لاکھوں غم  
ہو آنے والے، ہو آنے والے



سب کی خیر بابا سب کا بھلا  
دے دے بھوکے پیٹ کو روٹی کا ٹکڑا  
او جانے والے لیتا جا غریب کی دعا  
سب کی خیر ہو.....



دل سے ملا کے دل پیار کیجئے  
کوئی سہانا اقرار کیجئے  
اوشرمانا کیسا گھبرانا کیسا  
جینے سے پہلے مرجانا کیسا  
آنچلوں کی چھاؤں میں  
رس بھری فضاؤں میں  
اس زندگی کو گلزار کیجئے  
دل سے ملا کے دل .....  
آتی بہاریں، جاتی بہاریں  
کب سے کھڑی ہیں باندھیں قطاریں  
چھا رہی ہے بے خودی  
کہہ رہی ہے زندگی  
جی کی امنگیں بیدار کیجئے  
دل سے ملا کے دل .....  
دل سے بھلا کے رسوائیوں کو  
جنت بنا لے تہائیوں کو  
آرزو جوان ہے  
وقت مہربان ہے  
دل کو نہ ہوشیار کیجئے  
دل سے ملا کے دل .....

جان کی بھی خیر تیرے مال کی بھی خیر  
ہمارے پاس ہے ہی کیا دعاؤں کے سوا  
سب کی خیر ہو.....

راج چاہیے نہ ہمیں تاج چاہیے  
فاقوں کے ستارے ہیں اناج چاہیے  
دلا دے کوئی پھٹا پرانا کپڑا  
سب کی خیر ہو.....

کھڑے ہیں بھکاری بنے تیرے سامنے  
ویسے تو بنایا تھا ہمیں بھی رام نے  
جو بھاگ ہی برے ہوں تو کسی سے کیا لگہ  
سب کی خیر ہو بابا سب کا بھلا ہو



مرا تو کچھ بھی نہیں ہے میں روکے جی لوں گا  
مگر خدا کے لیے تم اسیر غم نہ رہو

ہوا ہی کیا جو زمانے نے تم کو چھین لیا  
یہاں پہ کون ہوا ہے کسی کا سوچو تو

مجھے قسم ہے مری دکھ بھری کہانی کی  
میں خوش ہوں میری محبت کے پھول ٹھکرا دو

تقدیروں کو جوڑ دے ایسی کڑی آج تک نہیں ملی  
 آج سے پہلے آج سے زیادہ خوشی آج تک نہیں ملی  
 پہنا ہو جائے وہ پورا جوہم نے دیکھا یہ میرے دل کی دعا ہے  
 یہ پل جو بیت رہے ہیں ان کے نشے میں دل میرا گانے لگا ہے  
 ہم اسی خوشی کو ڈھونڈ رہے تھے یہی آج تک نہیں ملی  
 آج سے پہلے آج سے زیادہ خوشی آج تک نہیں ملی



حسن سے ہے دنیا حسین  
 عشق سے ہے دل کا یقین  
 یہ جو نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 ہر دل میں ہے اک پردہ نشیں  
 حسن کی انگڑائیاں ہر نظارے میں  
 عشق کی پرچھائیاں ہر اشارے میں  
 اوجھل کہیں اور ظاہر کہیں  
 حسن سے ہے دنیا حسین  
 عشق سے ہے دل کا یقین  
 دھڑکنوں کی راگنی ان کے دم سے ہے  
 دلوں کی چاندنی ان کے دم سے ہے



پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں  
 تیری میری عمر میں کس نے یہ کیا نہیں  
 تیرے ہونٹ میرے ہونٹ سل گئے تو کیا ہوا  
 دل کی طرح جسم بھی مل گئے تو کیا ہوا  
 اس سے پہلے کیا کبھی یہ ستم ہوا نہیں  
 پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں  
 میں بھی ہوشمند ہوں تو بھی ہوشمند ہے  
 اس طرح جنیں گے ہم جس طرح پسند ہے  
 ان کی بات کیوں سنیں جن سے واسطہ نہیں  
 پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں  
 دشمنوں کا خوف کیوں دوستوں کی لاج کیا  
 یہ وہ شوق ہے کہ جس سے کوئی بھی بچا نہیں  
 پیار کر لیا تو کیا پیار ہے خطا نہیں  
 تیری میری عمر میں کس نے یہ کیا نہیں



آج سے پہلے آج سے زیادہ خوشی آج تک نہیں ملی  
 اتنی سہانی ایسی میٹھی گھڑی آج تک نہیں ملی  
 اس کو خجگ کہیں یا قسمت کا لکھا ہم جو اچانک ملے ہیں  
 من چاہے ساتھی پاکے ہم سب کے چہرے دیکھو کیسے کھلے ہیں

چاہو تو لے لو جنت یہی  
حسن سے ہے دنیا حسیں  
عشق سے ہے دل کا یقیں



تیرا پھولوں جیسا رنگ تیرے شیشے جیسے انگ  
پڑی جیسی ہی نظر میں تو رہ گیا دنگ

آتے جاتے کرے تنگ تیرے اچھے نہیں ڈھنگ  
میں تو کروں گی سگائی کسی دوسرے کے سنگ

میرے ہوتے کوئی اور کرے تیرے بارے غور  
یہ نہ ہو گا کسی طور چاہے چلیں چھریاں

سیدھے سیدھے ہاں کرتی ہے یا چلنا ہے تھانے  
تھانے جاتے جاتے مر گئے تجھ سے کئی دیوانے  
یونہی نخرے نہ کر تیری چوٹی کو پکڑ  
تجھے لاؤں گا میں گھر چاہے چلیں چھریاں

تیری باتیں ہیں عجب ہو لے ہونا ہے جو اب  
تجھے میری ہی قسم کہیں ڈھانا نہ غضب

تجھے چھوڑیں گے نہ ہم چاہے روکے ہمیں رب  
تو ہے اتنا ہی تنگ تو میں رنگی تیرے رنگ

لے میں چلی تیرے سنگ جا  
چھریاں



تیرے چہرے سے نظر نہیں ہنتی نظارے ہم کیا دیکھیں  
تجھے مل کے بھی پیاس نہیں گھنتی نظارے ہم کیا دیکھیں

گھلے بدن تیری تپتی نگاہوں سے

شعلوں کی آج آئے بریلی راہوں سے

لگے قدموں سے آگ لپنتی نظارے ہم کیا دیکھیں

تجھے مل کے بھی پیاس نہیں گھنتی .....

رنگوں کی برکھا ہے خوشبو کا ساتھ ہے

کس کو پتہ ہے اب دن ہے کہ رات ہے

لگے دنیا ہی آج سمٹتی نظارے ہم کیا دیکھیں

تیرے چہرے سے نظر نہیں ہنتی .....

پلوں پہ پھیلا تیری پلوں کا سایہ ہے

چہرے نے تیرے میرا چہرا چھپایا ہے

تیرے جلوؤں کی دھند نہیں چھنتی نظارے ہم کیا دیکھیں

تجھے مل کے بھی پیاس نہیں گھنتی .....





دل آنے کی بات ہے جب جو لگ جائے پیارا  
دل پر کسی کا زور ہے دل کے آگے ہر کوئی ہارا

ہائے او میرے یارا

دل ملنے سے تیرا میرا میل ہے  
دل ملنا مقدروں کا کھیل ہے  
دل ملنے کا میلہ یہ جہان ہے  
تیرا عشق والا کوئی مانے یا نہ مانے بے کمان ہے  
دل آنے کی بات ہے جب جو لگ جائے پیارا  
محبت ہر دل کا ارمان

محبت ہر دھڑکن کی جان  
کسی سے کر لے تو پہچان  
کس کو دے دے دل اور جان  
کسی کو رکھ دل میں مہمان  
کیسے  
کسی کے رہ دل میں مہمان

اچھا

جوانی آتی ہے اک بار  
یہ موسم رہتا ہے دن چار  
ہائے ہائے

نہ کھونا اس رت کو بیکار  
نہیں نت کھلتا یہ گلزار  
کسی سے کر لینا اقرار  
کسی سے لے لینا اقرار  
کسی کی خاطر ہو بدنام  
یہی ہے دل والوں کا کام  
زمانہ چاہے دے الزام  
سمجھ ہر تہمت کو انعام  
کسی سے لے دل کا پیغام  
کسی کو دے دل کا پیغام  
دل آنے کی بات ہے جب جو لگ جائے پیارا



شرمائے کا ہے، گھبرائے کا ہے  
سن میرے راجہ، ہو راجہ آ جا آ جا آ جا  
کچھ نہ سوچ متوالے، دل کی مان دل والے  
دنیا کا غم کرتا ہے کیوں، ملنے کی راتیں ہیں ڈرتا ہے کیوں  
کچھ نہ سوچ متوالے! دل کی مان دل والے  
جا کے یہ دن آئے نہیں آ تجھ کو دے دوں میں جنت یہیں  
شرمائے کا ہے، گھبرائے کا ہے  
سن میرے راجہ، ہو راجہ، آ جا آ جا آ جا



ہم میں ہے کیا کہ ہمیں کوئی حسینہ چاہے

صرف جذبات ہیں، جذبات میں کیا رکھا ہے

کس کی تقدیر میں ہیں اس کے مہکتے گیسو

کس کے گھر پھیلے گا اس مست نظر کا جادو

ان پریشاں سوالات میں کیا رکھا ہے

صرف جذبات ہیں، جذبات میں کیا رکھا ہے

اتنا دیوانہ نہ بن اے دل بے تاب سنبھل

وہ اگر مل بھی گئے تجھ سے تو اتنا نہ مچل

بے تعلق سی ملاقات میں کیا رکھا ہے

صرف جذبات ہیں، جذبات میں کیا رکھا ہے



میرے گھر آئی ایک ننھی پری

چاندنی کی حسینہ رتھ پہ سوار

اس کی باتوں میں شہد جیسی مٹھاس

اس کی سانسوں میں عطر کی مہکار

ہونٹ جیسے کہ بھیکے بھیکے گلاب

گال جیسے کہ دہکے دہکے انار

میرے گھر آئی ایک ننھی پری

اس کے آنے سے میرے آنگن میں

کھل اٹھے پھول گنگنائی بہار

دیکھ کر اس کو جی نہیں بھرتا

چاہے دیکھوں اسے ہزاروں بار

میرے گھر آئی ایک ننھی پری

میں نے پوچھا اسے کہ کون ہے تو

ہنس کے بولی کہ میں ہوں تیرا پیار

میں ترے دل میں تھی ہمیشہ سے

گھر میں آئی ہوں آج پہلی بار

میرے گھر آئی ایک ننھی پری

چاندنی کی حسینہ رتھ پہ سوار



(ع)

اس ریشی پازیب کی جھکار کے صدقے

جس نے یہ پہنائی ہے اس دلدار کے صدقے

(م)

اس زلف کے قرباں لب و رخسار کے صدقے  
ہر جلوہ تھا ایک شعلہ حسن یار کے صدقے

(ع)

جوانی مانگتی تھی یہ حسین شہکار برسوں سے  
تمنا بن رہی تھی دھڑکنوں کے ہار برسوں سے  
چھپ چھپ کے آنے والے تیرے پیار کے صدقے  
اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے صدقے

(م)

جوانی سو رہی تھی حسن کی رنگین پناہوں میں  
چرا لائے ہم ان کے نازنین جلوے نگاہوں میں  
قسمت سے جو ہوا ہے اس دیدار کے صدقے  
اس زلف کے قرباں لب و رخسار کے صدقے

(ع)

اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے صدقے  
نظر لہرا رہی ہے جسم پہ مستی سی چھائی ہے

(م)

دوبارہ دیکھنے کے شوق نے ہلچل مچائی ہے

(ع)

دل کو جو لگ گیا ہے اس آزار کے صدقے  
اس ریشمی پازیب کی جھنکار کے صدقے

(م)

اس زلف کے قرباں لب و رخسار کے صدقے



ہولاء بیت رستے میں پر ساتھ نہ اپنا چھوٹے  
ٹوٹے نہ محبت کی قسمیں اب چاہے قیامت ٹوٹے  
بیچھے بیچھے دنیا ہے آگے آگے ہم  
بڑھتے ہی جاتے ہیں قدم

کہاں کا سفر ہے کس کو خبر ہے ہم کو نہیں ہے کوئی غم



ساڈا چڑیاں دا چنہ وے بابل اساں اڑ جانا  
ساڈی لمبی اڈاری وے بابل کھیڑے دیس جانا

ناگن بن بن کر دستی ہیں یہ گھڑیاں تہائی کی  
 اندھیارے میں بھٹک رہے ہیں  
 زیناں کھوئے کھوئے  
 بھور بھئے تک او بیدردی  
 کیا جانیں، کیا ہوئے  
 رکھ پائے تو رکھ لے آ کر لاج مری رسوائی کی  
 میری عمر سے لمبی ہو گئی بیرن رات جدائی کی



جینے دو اور جیو  
 چڑھتی جوانی کے دن ہیں  
 پھر ایسا سماں ملے گا کہاں  
 یہ ہی زندگانی کے دن ہیں  
 مرنا تو سب کو ہے جی کے بھی دیکھ لے  
 چاہت کا ایک جام پی کے بھی دیکھ لے  
 یہ ہوا یہ فضا کہتی ہے دھو میں مچالے  
 کوئی پھول چن کوئی خواب بن  
 دل کا مقدر جگا لے  
 یہ حسین زندگی ہے اک رسیلا ترانہ  
 نہ لادل میں غم او میرے صنم  
 کہ ہے یہ خوشی کا زمانہ

سرخ جوڑے کی جگمگاہٹ شوخ بندیا کی یہ جھلملاہٹ  
 چوڑیوں کا یہ رنگیں ترانہ، دھڑکنوں کا یہ سپنا سہانا  
 جاگا جاگا یہ کجرے کا جادو، بھینی بھینی سی گجرے کی خوشبو  
 نرم ہونٹوں کا یہ کپکپانا، گرم چہرے کا یہ تہمتانہ  
 جسم کا مہکا مہکا پسینہ حسن کا دہکا دہکا گمینہ  
 جھانجھنوں کا یہ تھم تھم کے بجنا یہ سنورنا نکھرنا یہ بجنا  
 کس کی خاطر ہے کس کے لیے ہے کس کی خاطر ہے کس کے لیے ہے  
 تیرے محلاں دے وچ وچ دے وچ وچ بابل ڈولا نہیں لکدا  
 اک اٹ پنادے واں دھینے گھر جا اپنے  
 ساڈا چڑیاں چنبہ وے بابل اساں اڑ جانا



میری عمر سے لمبی ہو گئی بیرن رات جدائی کی  
 دھول کی چادر اوڑھ کے سر پر  
 سو گئے چاند ستارے  
 برہا کی اگنی ایسی دہکی  
 جل گئے بھاگ ہمارے

مرنا تو سب کو ہے جی کے بھی دیکھ لے



میرے دلبر مجھ پر خفا نہ ہو  
کہیں تیری بھی کچھ خطا نہ ہو

جو یہ دل دیوانہ چل گیا

جو کسی کے رو کے رکنا نہ ہو

کسی سنگ در پہ جھکا نہ ہو

تیرے در پر کیسے پھسل گیا

جو یہ دل دیوانہ .....

یہ نظر میں مستی گھلی گھلی

یہ سنہری رنگت دہلی دہلی

یہ گھنیری زلفیں کھلی کھلی

جو نشہ ہے جو بھی سرور ہے

وہ تیرے شباب میں ڈھل گیا

جو یہ دل دیوانہ .....

کہوں کیوں کہ دنیا رقیب ہے

میرا اپنا دل ہی عجیب ہے

نہ یہ دشمن ہے نہ حبیب ہے

کبھی اپنوں سے بھی ہوا خفا

کبھی بیگانوں سے بہل گیا

جو یہ دل دیوانہ .....

میرے دل کی جانب نگاہ کر

مجھے یوں نہ غم سے تباہ کر

کبھی بھولے سے ہی نباہ کر

ذرا سوچ کہ دنیا کہے گی کیا

جو دیوانہ گھر سے نکل گیا

جو یہ دل دیوانہ .....

میرے دل کی جانب نگاہ کر

مجھے یوں نہ غم سے تباہ کر

کبھی بھولے سے ہی نباہ کر

ذرا سوچ کہ دنیا کہے گی کیا

جو دیوانہ گھر سے نکل گیا

جو یہ دل دیوانہ .....



چاندی کا بدن سونے کی نظر اس پر یہ نزاکت کیا کہیے

کس کس پہ تمہارے جلوؤں نے توڑی ہے قیامت کیا کہیے

گستاخ زباں گستاخ نظر یہ رنگ طبیعت کیا کہیے

ایسے بھی کہیں اس دنیا میں ہوتی ہے محبت کیا کہیے

آنچل کی دھنک کے سائے میں یہ پھول گلابی چہروں کے

گل بھی ہے گلشن بھی ہے اور تاروں کا جھرمٹ بھی  
اجی کیا کہیے

تم سے نظریں جو ملیں دین و دنیا سے گئے  
اس تمنا کے سوا ہر تمنا سے گئے  
مست آنکھوں سے جو پی ، جام و مینا سے گئے  
زلف لہرائی جہاں ہم بھی لہرا سے گئے  
حوریں ملتی ہیں کسے اس کی پروا سے گئے

اس وقت ہماری نظروں میں کیا چیز ہے جنت کیا کہیے

چاندی کا بدن سونے کی نظر، اس پر یہ نزاکت کیا کہیے

یوں گرم نگاہیں مت ڈالو یہ جسم پگھل بھی سکتے ہیں

اڑے نہیں کہیں روپ کی شبنم گرم نگاہ ڈالو کم کم

آدابِ نظارا بھولے ہو تم لوگوں کی وحشت کیا کہیے

ہم وہ نادان نہیں خود کو بدنام کریں

کوئی مرتا ہے مرے ہم پہ احسان نہیں

ان سے کیوں بات کریں جن سے پہچان نہیں

ان کو ارماں ہو تو ہو ہم کو ارمان نہیں

جن لوگوں کو تم ٹھکرا کے چلو وہ لوگ بھی قسمت والے ہیں

تم جن کی تمنا کر بیٹھو ان لوگوں کی قسمت کیا کہیے

دن رات دہائی دیتے ہیں یہ حال ہے ان دیوانوں کا

جب دیکھیں نئی صورت چل بیٹھیں یہی لیں گے  
جن کی خاطر غم ہے اور رو رو جان گنوائی  
ہائے ری قسمت ان کے منہ سے وہی دیوانے کہلائے

ان عاشقوں کے ہاتھ سے ہے زندگی بے کار

ان کا کریں خیال کہ اپنا کریں خیال

ہر لب ہے عرض شوق تو ہر آنکھ ہے سوال

یہ غم سے برقرار ہیں وہ درد سے نہال

مری نیند گئی مرا چین گیا وہ جو پہلے تھی تب و تاب گئی

یہی رنگ رہا یہی ڈھنگ رہا تو نہ جان یہ جان بیکار گئی

کسی کو خودکشی کا شوق ہو تو کیا کرے کوئی

دوائے ہجر دے بیمار کو اچھا کرے کوئی

کوئی بے وجہ سر پھوڑے تو کیوں پروا کرے کوئی

کسی مجبور غم کا حال کیوں ایسا کرے کوئی

مزا جب ہے کہ تم تڑپا کرو دیکھا کرے کوئی

مرے ہیں ہم کہ تم پر خون کا دغا کرے کوئی

جیتے بھی نہیں مرتے بھی نہیں بے چاروں کی حالت کیا کہیے

چاندی کا بدن سونے کی نظر اس پر یہ نزاکت کیا کہیے

مٹ نہ پائے گا جہاں سے کبھی نفرت کا رواج  
ہو نہ پائے گا کبھی روح کے زخموں کا علاج  
سلطنت ظلم ، خدا وہم ، مصیبت ہے سماج  
ذہن کو ایسے سلا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
آج اس درجہ پلا دو.....



کہتے ہوئے ڈر سا لگتا ہے کہہ کر بات نہ کھو بیٹھوں  
یہ جو ذرا سا ساتھ ملا ہے یہ بھی ساتھ نہ کھو بیٹھوں  
آج مجھے کہنا ہے  
کب سے تمہارے رستے میں میں پھول بچھائے بیٹھی ہوں  
کہہ بھی چکو جو کہنا ہے میں آس لگائے بیٹھی ہوں  
کہہ بھی دو جو کہنا ہے  
دل نے دل کی بات سمجھ لی اب منہ سے کیا کہنا ہے  
آج نہیں تو کل کہہ لیں گے اب تو ساتھ ہی رہنا ہے  
کہہ بھی دو جو کہنا ہے  
چھوڑو اب کیا کہنا ہے



پڑ گئے جھولے ساون رت آئی رے  
سینے میں ہوک اٹھے اللہ دہائی رے



آج اس درجہ پلا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
بے خودی اتنی بڑھا دو کہ نہ کچھ یاد رہے

دوستی کیا ہے وفا کیا ہے محبت کیا ہے؟  
دل کا کیا مول ہے احساس کی قیمت کیا ہے؟

ہم نے سب جان لیا ہے کہ حقیقت کیا ہے؟  
آج بس اتنی دعا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
مفلسی دیکھی ، امیری کی ادا دیکھ چکے  
غم کا ماحول ، مسرت کی فضا دیکھ چکے

کیسے پھرتی ہے زمانے کی ہوا دیکھ چکے  
شمع یادوں کی بجھا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
آج اس درجہ پلا دو.....

عشق بے چین خیالوں کے سوا کچھ بھی نہیں  
حسن بے روح اجالوں کے سوا کچھ بھی نہیں

زندگی چند سوالوں کے سوا کچھ بھی نہیں  
ہر سوال ایسے مٹا دو کہ نہ کچھ یاد رہے  
آج اس درجہ پلا دو.....

چنچل جھونکے منہ کو چومیں

بوندیں تن سے کھلیں

پینگ بڑھے تو جھکتے بادل پاؤں کا چومن لے لیں

ہائے ہم کو نہ بھائیں سکھی ایسی گھٹائی رے

گیتوں کا یہ الہڑ موسم جھولوں کا یہ میلہ

ایسی رت میں ہمیں جھلانے آئے کوئی البیلا

تھامے تو چھوڑے نہیں نازک کلائی رے

پڑ گئے جھولے سادون رت آئی رے

سینے میں ہوک اٹھے اللہ دہائی رے



اولیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

چھوڑی جو ڈالی ایک بار وہاں کب لوٹ کے آنا ہے

نیل گگن ہے جھولا تیرا

ارے ارے جھولا نہیں آنگن

نیل گگن ہے آنگن تیرا

دھنک ہے تیرا جھولا

اجلے پنکھوں کی ڈولی میں پھرے تو پھولا پھولا

چنچل چال نظر متوالی، روپ سہانا ہے

اولیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

اس ڈالی سے نیچے آ کر بات ہماری سن لے

ہو پنچھی ہو

ساتھ ہی اپنا گھر، چل کر دانہ دنگا چن لے

ہو پنچھی ہو

آج تجھے مہمان بنا کر گانا ہنسنا ہے

نہیں نہیں ہنسنا گانا ہے

اولیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

اولیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

جانا ہے تو آ ہم تجھ کو پھولوں سنگ سجادیں

ماتھے تلک لگا دیں، پیروں میں جھانچھر پہنا دیں

ہو پنچھی ہو

پھر خوشی سے جانا تجھ کو جہاں جانا ہے

اولیلے پنچھی تیرا دور ٹھکانہ ہے

چھوڑی جو ڈالی ایک بار وہاں کب لوٹ کے آنا ہے



متوالاگی رے یہ کیسی ان بجھ آگ

متوارے

متوا، متوا متوا نہیں آئے

لاگی رے یہ کیسی ان بجھ آگ

بیاکل جیارا، بیاکل نیناں

اک اک چت سو سو بیناں



رہ گئے آپ لٹ گئی راہ  
متوا، متوا، متوا نہ آئے



مکھ دکھلا جا لوٹ آ گھر سنور یارے  
برج میں رادھے کھوئی کھوئی پھرے  
آج ملو آن ملو شام سانورے آن ملو



سونی سی لاگن میکے کی گلیاں  
بھائے نا اب بھائے نا  
بھائے نا اب جی کو بچپن کی سکھیاں  
بھائے نا نینوں میں جھولے سہرے کی لڑیاں  
من کونہ بھائے سجاں کی گلیاں  
ہر سانس پی کا سندیس لاگے رے  
اب گھر کا آنگن بدلیں لاگے رے  
ساجن !

ہائے رے ساجن کی ہو گئی، گوری ساجن کی ہو گئی  
بڑھتی ہے پل پل گنی لگن کی  
بڑھتی ہے پل پل  
نس نس کو مل بدن کی  
ڈستی ہے نس نس  
ہم جانتے ہیں سب کے من کی  
اب ہو چکی یہ اپنے جن کی  
نیہر کا جیون

آج ملو آن شام سانورے  
آن ملو، آن ملو، آن ملو  
برج میں رادھے کھوئی کھوئی پھرے  
ہو کا نا ہو  
آن ملو ہو آن ملو شام سانورے  
بند راہن کی گلشن میں تم بن جیارا نہ لاگے  
ہو جیارا نہ لاگے  
گن گن تمری بات پنہارے  
بیاکل بیاکل نیناں ابھاگے  
ہو بیاکل نین ابھاگے

اب ہوئی ایسی دیشا ہے من کی کیا ہوئی رے پھر آگے  
برج میں اکیلی رادھے کھوئی کھوئی پھرے  
آج ہن جو نہ بھیجی موہن تینے کوئی خبر یا  
ہو تینے کوئی خبر یا  
ہو گئی ہے اک برج کی بالا رو رو با نوریا  
ہو رو رو کر با نوریا  
دھیر بندھا جا، دھیر بندھا جا

نیہر کا جیون سنیاں لاگے رے  
اب گھر کا آنگن بدلیں لاگے رے  
ساجن کی ہو گئی، گوری ساجن کی ہوئی  
سونی سی لاگن میسے کی گلیاں



کہیں کہیں چھاؤں ہے، کہیں کہیں دھوپ ہے  
یہ بھی ایک روپ ہے وہ بھی ایک روپ ہے  
یہاں کھوئیں گے کئی یہاں پائیں گے  
راہی کئی ابھی جائیں گے کئی ابھی آئیں گے  
راہی اور راہی!

ہو کوئی آیا لکھ لکھ بل کھاؤں کہ جیسے پر بنا میں اڑتی جاؤں  
کہ دل میرا بس میں نہیں  
جس کے لیے زندگی پھول چنتی تھی  
جس کے لیے میں سدا خواب بنتی تھی  
راتوں کو میں دھڑکنیں جس کی سنتی تھی  
آیا وہ مرادیں لیے جادو بھری یادیں لیے  
ناچوں مچل کر گاؤں کہ دل میرا بس میں نہیں  
موتی بھروں آج میں اپنے بالوں میں  
تاروں کی لوجاگ اٹھی نرم گالوں میں

آیا ہے دن آج کا کتنے سالوں میں  
سوچوں تو لہک اٹھوں  
پھولوں سے مہک اٹھوں  
ناچوں مچل کر گاؤں کہ دل میرا بس میں نہیں  
ہو کوئی آیا لکھ لکھ بل کھاؤں کہ جیسے پر بنا میں اڑتی جاؤں



اک تو یہ بیری سادون، دو بے میرا چنچل من  
اس پر یہ منہ زور جوانی پگھلا جائے تن  
ادھائے میں کی کراں ادھائے میں کی کراں  
سانسیں بہکیں زلفیں مہکیں آ جا آ جادل والے  
ہو دل والے  
نس نس جھٹکے، دل میں کھٹکے بڑھ کے مجھ کو  
پلٹا لے ہو پلٹا لے  
موسم پیار کا میٹھا درد جگائے دل میں آگ لگائے  
ہائے میں کی کراں ادھائے میں کی کراں  
چم چم چمکے، دم دم دھمکے چنچل تن کا  
کیا کہنا ہو کیا کہنا  
جتنا لوٹا، اتنا بڑھتا جو بنیا من کا  
کہا کہنا ہو کیا کہنا  
من پہ زور دکھائے، آنچل ڈھولتا جائے

پاپی جو بنیا ستائے ادہائے میں کی کراں  
ادہائے میں کی کراں



ہو میلہ، ہو میلہ

جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے، ہو میلہ  
کوئی آئے کوئی جائے، کوئی روئے، کوئی گائے  
کوئی کھوئے کوئی پائے، میلہ رکنے نہ پائے  
میلہ جگ والا میرے ساتھ چلتا رہے، ہو میلہ  
مسکاتے چہروں کی یہ نئی نوپلی جوڑی  
بندھی رہے گی جو نہی جب تک ڈوری نہ توڑی  
کوئی رشتہ ہے کوئی ناتا ہے ڈوری کھونے سے  
سب کھو جاتا ہے

تھام کے رکھنا ڈور سدا جو پریم کا کھیل ہے کھیلا  
میلہ، میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے  
میلہ کوئی آئے کوئی جائے، میلہ رکنے نہ پائے

ٹوٹ گئی جب ڈوری پھر بچھڑے کون ملائے  
سوچوں، ماتھا پٹکوں پر کچھ بھی سمجھ نہ آئے  
ڈوری یادوں کی ڈوری بچپن کی  
ڈوری سانسوں کی ڈوری جیون کی  
ڈوری ملے تو مان لوں میلہ نہیں تو دکھ کا ریلہ

میلہ میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے  
ہو میلہ ہو میلہ.....



ہو ہو ہو

ہو میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے  
کوئی آئے، کوئی جائے، کوئی روئے، کوئی گائے  
کوئی کھوئے کوئی پائے میلہ رکنے نہ پائے  
میلہ میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے، ہو میلہ  
بھولا ہوا مسافر منزل کو نہ پہچانے  
جس دل سے دل باندھا اس دل کو نہ پہچانے  
یاری دو دن کی یارا نہ جیتے گا  
دیکھے اب چاہے مرضی مالک کی  
قہر کرے تو خاک ہے سب کچھ  
مہر کرے تو میلہ  
میلہ میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے ہو میلہ  
ہو میلہ جگ والا ساتھی میرے چلتا رہے



دلدار کے قدموں میں  
دلدار کے قدموں میں دل ڈال کے نذرانہ  
محفل سے اٹھا دیجئے کہنے لگا دیوانہ کیا؟

اب آگے تیری مرضی ہو آگے تری مرضی  
 ہو مورے سیاں، ہو مورے بالما بیدردی  
 آگے تیری مرضی آگے تیری مرضی  
 سجنوا آگے تیری مرضی  
 آگے مرضی تیری پیہرو آگے تیری مرضی  
 نہ پوچھ ہم سے کہ کیوں سوگوار بیٹھے ہیں  
 تیری اداؤں پہ ہم دل کو وار بیٹھے ہیں  
 لبوں پر جان ہے اور بے قرار بیٹھے ہیں  
 نگاہ نیچی کیے امیدوار بیٹھے ہیں  
 سچی

آگے تیری مرضی  
 ہو رسیا آگے تیری مرضی ہو چھلیا آگے تیری مرضی  
 بدلے میں محبت کے جذبات کا طوفاں ہے  
 جینے کی بھی حسرت ہے مرنے کا بھی ارماں ہے  
 اب آگے تیری مرضی  
 ہو جلمی آگے تیری مرضی  
 ارے مزوئی آگے تیری مرضی



خالی ڈبہ خالی بوتل، خالی ڈبہ خالی بوتل  
 بڑا بڑا سر خالی ڈبہ بڑا بڑا تن خالی بوتل  
 وہ بھی آدھے خالی نکلے جن پہ لگا تھا بھرے کا لیبل

ہم نے اس دنیا کے دل میں جھانکا ہے سو بار  
 لے خالی ڈبہ، خالی بوتل لے لے میرے یار  
 خالی سے مت نفرت کرنا خالی سب سنسار  
 خالی کی گارنٹی دوں گا بھرے ہوئے کی کیا گارنٹی  
 شہد میں گڑ کے میل کا ڈر گھی کے اندر تیل کا ڈر  
 تمباکو میں بھات کا خطرہ، سنٹ میں جھوٹی باس کا خطرہ

مکھن میں چربی کی ملاوٹ کیسر میں کاغذ کی سلاوٹ  
 مرچی میں اینٹوں کی گھسائی آٹے میں پتھر کی پسائی  
 دسکی اندر ٹنجر گھلتا ربڑی بیچ بلائنگ تلتا  
 کیا جانے کس چیز میں کیا ہو گرم مصالحہ لید بھرا ہو  
 خالی کی گارنٹی دوں گا بھرے ہوئے کی کیا گارنٹی  
 کس دھپتا میں پڑا ہے پیارے جھاڑ دے پاکٹ کھول دے انٹی

چھان پس کر خود بھر لینا آؤ جو کچھ ہو درکار  
 خالی سے مت نفرت کرنا خالی سب سنسار

آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے



اپنے چہرے سے وہ پردہ تو اٹھا دیتے ہیں  
رنگ گلزار کے پھولوں کا اڑا دیتے ہیں  
میکدے ان کی نگاہوں میں بے رہتے ہیں  
وہ جسے دیکھ لیں مستانہ بنا دیتے ہیں  
بے وفاؤں سے وفاؤں کا صلہ دیتے ہیں  
کیسے بے درد ہیں کیا لیتے ہیں کیا دیتے ہیں  
ایسے بیٹھے ہیں کہ جیسے ہمیں دیکھا ہی نہیں  
یہی انداز تو دیوانہ بنا دیتے ہیں  
لعل و گوہر سے حسینوں کو سجا دیتے ہیں  
قدر داں یونہی محبت کا صلہ دیتے ہیں  
عشق کیا ہے یہ شہنشاہ سے پوچھے کوئی  
حسن کو تختِ حکومت پہ بٹھا دیتے ہیں  
آپ دولت کے ترازو میں دلوں کو تولیں  
ہم محبت سے محبت کا صلہ دیتے ہیں



کہنا اک دیوانہ تیری یاد میں آہیں بھرتا ہے  
لکھ کر تیرا نام زمیں پر تجھ کو سجدے کرتا ہے



سکھی ری

برہا کے دکھڑے سہہ سہہ کر  
جب رادھے بے سدھ ہولی

تو اک دن اپنے من موہن سے جا کر یوں بولی  
آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
ریدھے کی پیڑا برہا کی اگنی سب سیتل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
کئی جگ سے ہیں جاگے مورے نین ابھاگے  
کہیں جیانہ لاگے بن تورے  
سکھ دکھ نہیں آگے

دکھ پیچھے پیچھے بھاگے جگ سونا سونا لگے بن تورے  
پریم سدھا مورے سنوریا، سنوریا  
پریم سدھا اتنی برسا دو کہ جگ جل تھل ہو جائے  
آج جن موہے انگ لگا لو جنم سہل ہو جائے  
موہے اپنا بنا لو موری بانہہ پکڑ  
میں ہوں جنم جنم کی داسی

موری پیاس بجھا دو من ہر گردھر  
من ہر گردھر انتر گت تک پیاسی  
پریم سدھا مورے سنوریا، سنوریا

پریم سدھا اتنی برسا دو کہ جگ جل تھل ہو جائے

چاک گریبان خاک بسر پھرتا ہے سونی راہوں میں  
سایوں کو لپٹاتا ہے اور لیلیٰ لیلیٰ کرتا ہے  
لکھ کر تیرا نام.....

خود کو بھول گیا ہے لیکن تیری یاد نہیں بھولا  
دل کے جتنے زخم ہیں ان میں تیرا عکس ابھرتا ہے  
(ع)

کہنا میرے دیوانے سے لیلیٰ تیری امانت ہے  
تیری بانہوں میں دم دے گی تو جس کا دم بھرتا  
دل کے جتنے زخم ہیں ان میں تیرا عکس ابھرتا ہے  
(م)

صدقے جاؤں اس قاصد پر جس سے یہ پیغام ملا  
میرا قاتل میرا مسیحا اب بھی مجھ پر مرتا ہے  
میرا مسیحا میرا قاتل اب بھی مجھ پر مرتا ہے



وہ زندگی جو تھی اب تک تری پناہوں میں  
چلی ہے آج بھٹکنے اداس راہوں میں

تمام عمر کے رشتے گھڑی میں خاک ہوئے  
نہ ہم ہیں دل میں کسی کے نہ ہیں نگاہوں میں  
وہ زندگی جو تھی اب تک تیری پناہوں میں  
کسی کو اپنی ضرورت نہ ہو تو کیا کیجئے  
نکل پڑے ہیں سمٹنے قضا کی بانہوں میں  
وہ زندگی جو تھی اب تک تیری پناہوں میں  
چلی ہے آج بھٹکنے اداس راہوں میں



ہو کے مایوس ترے در سے سوالی نہ گیا  
جھولیاں بھر گئیں سب کی کوئی خالی نہ گیا

تیرے دربار میں جو بھی پریشاں ہو کے آئے  
دعائیں لے کے جائے اور مرادیں لے کے جائے  
تو رحمت کا فرشتہ ہے تو اجڑے گھر بسائے  
تو رحوں کا مسیحا ہے تو ہر غم کو مٹائے

اہل دل اہل محبت پہ عنایت ہے تری  
تو نے ڈوبوں کو ابھارا ہے یہ شہرت ہے تری  
انوکھی شان تیری، نرالی آن تری  
تو مستی کا خزانہ ترا ہر دل دیوانہ  
تو محبوب خدا ہے تو ہر غم کی دوا ہے

تبھی تو سب کہتے ہیں  
کہتے ہیں ، کہتے ہیں

ہو کے مایوس ترے در سے سوالی نہ گیا  
جھولیاں بھر گئیں سب کی کوئی خالی نہ گیا  
جمالِ یار دیکھا ہے رخِ دلدار دیکھا ہے  
کسی کا نازیں جلوہ سرِ دربار دیکھا ہے  
تمناؤں کے صحرا میں حسیں گلزار دیکھا ہے  
جب سے دیکھا ہے تجھے دل کا عجب عالم ہے  
جان و ایماں بھی اگر نذر کروں تو کم ہے

ہاں جو سننے میں آیا تجھے ویسا ہی پایا ہے  
تو ارمانوں کا ساحل تو امیدوں کی منزل  
تو ہر بگڑی بنائے تو بچھڑوں کو ملائے

تبھی تو سب کہتے ہیں ، کہتے ہیں ، کہتے ہیں  
ہو کے مایوس ترے در سے سوالی نہ گیا



ایشور تیرو نام اللہ تیرو نام  
سب کو سمنتی دے بھگوان  
اللہ تیرو نام

مانگ سے آج سندور نہ چھوٹے  
ماں ، بہنو کی آس نہ ٹوٹے

تیرو بنا داتا بھٹکے نہ پران  
سب کو سمنتی دے بھگوان  
اللہ تیرو نام  
نزل ، کوئل دینے والے  
بلوانوں کو دے دے گیان  
سب کو سمنتی دے بھگوان  
اللہ تیرو نام  
ایشور تیرو نام  
اللہ تیرو نام



ہو آنے والے رک جا کوئی پل  
رستہ گھیرے ہیں باہر لاکھوں غم  
ہو آنے والے رک جا کوئی دم  
ہو آنے والے ، ہو آنے والے  
آ میں تجھ کو آنکھوں میں بسا لوں  
رنگ بھرے آنچل میں چھپا لوں  
تجھ پہ لوٹا دوں ، اونا دان ، اوشرمانے والے  
رک جا کوئی دم  
رستہ گھیرے ہیں باہر لاکھوں غم



جیسے کسی پر بت پرش جائیں  
دو بادل تنہا اڑتے اڑتے  
ع۔م۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں آج مل کے



ریشمی شلوار کرتا جالی کا  
روپ سہانہ جائے نخرے والی کا  
جارے پیچھا چھوڑ مجھ متوالی کا،  
کا ہے ڈھونڈے راستہ کو توالی کا  
جب جب تجھ کو دیکھوں میرے دل میں چھڑیں پھلجڑیاں  
کروں گا تیرا پیچھا چاہے لگ جائیں تھکڑیاں  
روپ سہانہ جائے نخرے والی کا

میں ہوں..... مجھے سمجھ نہ ایسی ویسی  
بڑوں بڑوں کی میں نے کردی ایسی تیری  
تو ہے کس تھالی کا، کا ہے ڈھونڈے راستہ کو توالی کا  
روپ سہانہ جائے نخرے والی کا  
روپ ترے کا لٹکا میرے دل کو دے گیا جھٹکا  
رنگ بھرے ہاتھوں سے ذرا کھول دے پٹ گھونگھٹ کا  
دل کا دل والی کا روپ سہانہ جائے نخرے والی کا  
جارے پیچھا چھوڑ مجھ متوالی کا

خوش ہیں یوں آج مل کے  
م۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں یوں آج مل کے  
جیسے کسی سنگم پر مل جاتیں دو ندیاں تنہا بہتے بہتے  
ع۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں یوں آج مل کے  
جیسے کسی سنگم پر مل جائیں دو ندیاں تنہا بہتے بہتے  
م۔ مڑ کے کیوں دیکھیں  
ع۔ پیچھے چاہے کچھ ہی ہو  
م۔ چلتے ہی جائیں  
ع۔ نئی منزلوں کو  
م۔ رستے آساں ہیں  
ع۔ نہیں آج ہم دو  
تو میری بانہوں میں، میں تیری بانہوں میں  
لہرائیں راہوں میں  
م۔ چلیں جھوم کے ہم اور تم  
ع۔ ہم اور تم، تم اور ہم خوش ہیں یوں آج مل کے  
ع۔ زلفوں کو کھلنے دو، سانسوں کو گھلنے دو  
دل سے دل جڑنے دو  
م۔ دیوانے ہو جائیں، تھوڑے سے کھو جائیں  
مل کے یوں سو جائیں





مل جائے سکھ لائے تیر و نام  
 جو دیہائے پھل پائے سکھ لائے تیر و نام  
 تو دانی تو انتریامی  
 تیری کرپا ہو جائے تو سوامی  
 ہر بگڑی بن جائے  
 جیون دھن مل جائے، مل جائے  
 مل جائے سکھ لائے تیر و نام  
 بس جائے مورا سونا انگنا  
 کھل جائے مرجھایا کنگنا  
 جیون میں رس لائے  
 جیون دھن مل جائے  
 پر بھو تیر و نام جو دیہائے پھل پائے  
 سکھ لائے تیر و نام



نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے  
 یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

پہچانتا ہوں خوب تمہاری نظر کو میں  
 جانے نہ دوں گا ہاتھ سے دل اور جگر کو میں  
 دل ایسی شے نہیں ہے جو قابو میں رہ سکے  
 سمجھاؤں کس طرح سے کسی بے خبر کو میں

دکھ اور سکھ کے راستے بنے ہیں سب کے واسطے  
 جو غم سے ہار جاؤ گے تو کس طرح نبھاؤ گے  
 خوشی ملے ہمیں کہ غم جو ہو گا بانٹ لیں گے ہم  
 مجھے تم آزماؤ تو ، ذرا نظر بلاؤ تو  
 یہ جسم دو سہی مگر دلوں میں فاصلہ نہیں  
 جہاں میں ایسا کون ہے کہ جس کو غم ملا نہیں  
 تمہارے پیار کی قسم تمہارا غم ہے میرا غم  
 جو مجھ سے بھی چھپاؤ گے تو پھر کسے بتاؤ گے  
 میں کوئی غیر تو نہیں دلاؤں کس طرح یقین  
 کہ تم سے میں جدا نہیں ہوں مجھ سے تم جدا نہیں  
 تم سے میں جدا نہیں  
 مجھ سے تم جدا نہیں



پر بھو تیر و نام دیہائے پھل پائے  
 سکھ لائے تیر و نام  
 تیری دیا ہو جائے تو داتا جیون دھن مل جائے

آئی ہے ان کے چاند سے چہرے کو چوم کر  
جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں

جو ظلم بے حساب کیا اس نگاہ نے  
رسوا کیا ، خراب کیا اس نگاہ نے  
اک کام لاجواب کیا اس نگاہ نے  
اک کام لاجواب کیا اس نگاہ نے  
جو تجھ کو انتخاب کیا اس نگاہ نے  
جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں

ہائے پر کیا کریں طبیعت کو

جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں  
کب آؤ گے ارے بھی کب آؤ گے  
مر جائیں تب آؤ گے کب آؤ گے  
تھم تھم برستے ہیں شرابی بادل  
تم اب بھی نہ آؤ گے تو کب آؤ گے  
جی چاہتا ہے چوم لوں اپنی نظر کو میں



دل خوش ہے آج ان سے ملاقات ہوگئی  
ملاقات ہوگئی  
گو دور ہی سے بات ہوئی ، بات ہوگئی  
بات ہوگئی

ان سے ہمارا کوئی تعلق تو بن گیا  
بگڑے گی وہ اگر تو کوئی بات ہوگئی  
کوئی بات ہوگئی  
دل خوش ہے آج ان سے ملاقات ہوگئی  
جی چاہتا ہے مان ہی لیں اب خدا کو ہم  
جس کا یقین نہ تھا وہ کرامات ہوگئی  
دل خوش ہے آج ان سے ملاقات ہوگئی  
گو دور ہی سے بات ہوئی ، بات ہوگئی

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش فتنہ  
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے  
اب تو ہی کہو کہ کیا جی چاہتا ہے

وہ سدا دور دور رہتا ہے  
ناصح تو درست کہتا ہے

ان پہ مرنے سے کچھ نہیں حاصل  
آہیں بھرنے سے کچھ نہیں حاصل  
بے مروت ہے بے وفا ہے وہ  
میرے دشمن کا آشنا ہے وہ  
اب اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے  
یہ بھرم توڑنا ہی بہتر ہے

حسن کا ناز ہی کیا حسن تو ڈھل جاتا ہے

بہارِ حسن سلامت ، خزاں سے پوچھو ذرا  
ہم اپنے چہرے سے پردہ اٹھا تو دیں لیکن  
غریب چاند ستاروں کا حال کیا ہو گا  
مقابلہ ہے تو پھر دیر کیا ہے تیر چلا  
تو یہ نہ سوچ کہ یاروں کا حال کیا ہو گا



اتنی نازک نہ بنو اتنی بھی نازک نہ بنو  
حد کے اندر ہو نزاکت تو ادا ہوتی ہے  
حد سے بڑھ جائے تو آپ اپنی سزا ہوتی ہے  
اتنی نازک نہ بنو اتنی بھی نازک نہ بنو  
جسم کا بوجھ اٹھائے نہیں اٹھتا تم سے  
زندگانی کا کڑا بوجھ سہو گی کیسے  
تم جو ہلکی سی ہواؤں میں لچک جاتی ہو  
تیز جھونکوں کے تھپڑوں میں رہو گی کیسے  
اتنی نازک نہ بنو ، اتنی بھی نازک نہ بنو

یہ نہ سمجھو کہ ہر اک راہ میں کلیاں ہوں گی  
راہ چلنی ہے تو کانٹوں پہ بھی چلنا ہو گا  
یہ نیا دور ہے اس دور میں جینے کے لیے



ادا بجلی ، بدن شعلہ ، بھنویں خنجر ، نظر قاتل  
غلط کیا ہے ، اگر دنیا سمجھتی ہے ہمیں قاتل

نگاہ ناز کے ماروں کا حال کیا ہو گا  
نہ بچ سکے تو بیچاروں کا حال کیا ہو گا  
ہمیں نے عشق کے قابل بنا دیا ہے تمہیں  
ذرا دیکھو

ہمیں تہ ہوں تو نظاروں کا حال کیا ہو گا  
ہمارے حسن کی بجلی چمکنے والی ہے  
نہ جانے آج ہزاروں کا حال کیا ہو گا  
نگاہ ناز کے ماروں کا حال کیا ہو گا  
بہارِ حسن سلامت ، خزاں سے پوچھو ذرا  
کہ چار دن میں بہاروں کا حال کیا ہو گا  
رنگ پر ناز نہ کر، رنگ بدل جاتا ہے

واہ واہ

یہ وہ مہماں ہے جو آج آتا ہے کل جاتا ہے  
عشق پر ناز کرے کوئی تو کچھ بات بھی ہے

کل تک جو نظر مغرور تھی وہی شوق بھری سوغات ہے  
 ترسا کے تڑپا کے پچھتائے تو ہو  
 میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو



کیا غم جو اندھیری ہیں راتیں  
 اک شمع تمنا ساتھ تو ہے  
 کچھ اور سہارا ہو کہ نہ ہو  
 ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ تو ہے  
 کیا غم جو اندھیری ہیں راتیں  
 کیا جانے کتنے دیوانے  
 گھر پھونک تماشہ دیکھ چکے  
 جس پیار کی دنیا دشمن ہے  
 اس پیار میں کوئی بات تو ہے  
 کچھ اور سہارا ہو کہ نہ  
 ہاتھوں میں تمہارا ہاتھ تو ہے  
 کیا غم جو اندھیری ہیں راتیں

حسن کو حسن کا انداز بدلنا ہو گا  
 اتنی نازک نہ بنو، اتنی بھی نازک نہ بنو  
 کوئی رکتا نہیں ٹھہرے ہوئے راہی کے لیے  
 جو بھی دیکھے گا وہ کترا کے گذر جائے گا  
 ہم اگر وقت کے ہمراہ نہ چلنے پائے  
 وقت ہم دونوں کو ٹھکرا کے گذر جائے گا  
 اتنی نازک نہ بنو، اتنی بھی نازک نہ بنو



میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو  
 ضد ٹوٹ گئی انکار کی، رت جاگ اٹھی دیدار کی  
 تم آج مرے نزدیک ہو یہی جیت ہے میرے پیار کی  
 دل لے کے غم دے کے شرمائے تو ہو  
 میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو  
 تم میرا حسین ارمان ہو اک کھوئی ہوئی پہچان ہو  
 کل غیروں کے مہمان تھے آج اس گھر کے مہمان ہو  
 دنیا کے دکھ پا کے گھر آئے تو ہو  
 میں صدقے جاؤں میرے سیاں تم آئے تو ہو  
 میرے دل پہ تمہارا ہاتھ ہے کیسی پگھلی ہوئی یہ رات ہے



ہوا چلے کیسے، ہوا چلے کیسے  
 نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
 گھٹا اڑے کیسے، گھٹا اڑے کیسے  
 نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
 تھام کر اک پگھڑی کا ہاتھ چپکے چپکے  
 پھول سے اتنی بھی کی کیا بات چپکے چپکے  
 آ ذرا قریب آ، وہ شاید دے بتا  
 ہوا چلے کیسے، ہوا چلے کیسے  
 نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
 پر بتوں کے سر پہ جھکی گھٹائیں  
 ڈالیوں کو چھوتی ٹھنڈی ہوائیں  
 ہم اس لے پہ گاتے ہی جائیں  
 مستیوں میں ڈوبی دل کی صدائیں  
 کہو کون بوجھے کون لائے کہاں سے لائے  
 بولو کہاں کو جائے تم بھی سوچو میں بھی سوچوں  
 مل جل کے بوجھیں پہیلی  
 ہوا چلے کیسے، ہوا چلے کیسے  
 نہ تو جانے نہ میں جانوں، جانے وہی جانے  
 بولو برف کی چادر کس نے ڈالی ہے

بولو دھند میں دھوپ کس نے ڈالی ہے  
 کیسے مل کر سپنوں کا جادو چلتا ہے  
 کیسے سورج اگتا ہے چندا ڈھلتا ہے  
 تم کو سب معلوم ہے ٹیچر، ہم کو بھی بتلاؤ نا  
 سات سمندر پار اک ست رنگا سنسار  
 اس کا جادو منتر دانہ ہے، پریوں کا سردار  
 اس کو آتے کھیل ہزار  
 کرتا ہے سب بچوں سے پیار  
 جانے، جانے، جانے وہی جانے  
 ہوا چلے کیسے ہوا چلے کیسے



دے دے اللہ کے نام پہ دے دے  
 انٹرنیشنل فقیر آیا ہے  
 تجھ کو رکھے رام تجھ کو اللہ رکھے  
 دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
 ارے قیص نہیں تو قیص کا کار چلے گا  
 لیکن دے دے انٹرنیشنل فقیر کو  
 شیخ، برہمن، ملاں، قاضی، پانڈے  
 سب ہیں اک مائی کے بھانڈے  
 وید وہی، قرآن وہی ہے

رام وہی رحمان وہی ہے  
 کہاں چھپ گیا ہے تو کھور  
 دیکھ تیرے چاہنے والے در در بھٹک رہے ہیں  
 چھالے پڑ گئے ہیں پاؤں میں  
 گورے اتے کالے اتے پورب پچھم والے اتے  
 سب میں اسی کا نور سایا  
 کون ہے اپنا، کون پرایا  
 سب کو پرنام تجھ کو اللہ رکھے  
 دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
 میں پردیسن راہ نہ جانوں  
 بڑھتے غم کی تھاہ نہ جانوں  
 لوگ پرانے دیس بیگانہ  
 کہیں ملا نہ تیرا ٹھکانہ  
 صبح سے ہو گئی شام تجھ کو اللہ رکھے  
 دے داتا کے نام تجھ کو اللہ رکھے  
 تجھ کو رکھے رام تجھ کو اللہ رکھے



ع۔ چاہے اب ماں روٹھے یا پاپا، یارا میں نے تو ہاں کر لی  
 م۔ اب چاہے سر پھوٹے یا ماتھا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی  
 ع۔ اب چاہے سر پھوٹے یا ماتھا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی

م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری  
 ع۔ میں نے ہنس کر ہامی بھری  
 ع۔ م۔ یاری چھوٹے نا، ٹوٹے نا، ہاں کر لی سو کر لی  
 م۔ تو ہے مدت سے دل میں سمائی  
 ع۔ کب کہا میں نے میں ہوں پرائی  
 م۔ جب تجھے میں نے دیکھا دہائی  
 ع۔ میں اسی وقت قدموں میں آئی  
 م۔ برف کے فرش پر  
 ع۔ پیار کے عرش پر  
 م۔ ہو چاندنی کے تلے  
 ع۔ جب ملے تھے گلے  
 م۔ جسم لہرائے تھے، ہونٹ تھرائے تھے  
 تب یہ لی تھی قسم اب نہ بچھڑیں گے ہم  
 ع۔ اب چاہے کانٹے ملیں یا کلیاں، یارا میں نے تو ہاں کر لی  
 م۔ اب چاہے لگ جائیں ہتھکڑیاں میں نے تیری بانہہ پکڑ لی  
 میں نے تجھ پر نیت دھری  
 ع۔ میں نے ہنس کر حامی بھری  
 م۔ لاکھ دیواریں دنیا اٹھائے  
 ع۔ اب قدم ایک ہٹنے نہ پائے  
 م۔ پیار پر کوئی تہمت نہ آئے  
 ع۔ چاہے دھرتی پھٹے

دل کو پیار سے بھر کے دیکھ لو  
یہ حسیں بھول کر کے دیکھ لو  
گھلی گھلی، گھلی راتیں



بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والیے  
تیرا روپ لشکارے مارے  
ریشمی دوپٹے والیے  
توبہ توبہ یہ گوارنگ آفت ہے  
بلے بلے ہم ہی میں عیب کیا ہے  
تجھے کسی کا تو ہے گھر بسانا ہم ہی میں عیب کیا ہے  
توبہ توبہ کہ میں نہ تیرے گھر جاؤں  
چاہے پڑ جائے تھانے جانا بیٹے گوریے سوہیے بیٹے  
بلے بلے بوڑھی ہو کر ترسے گی  
کوئی آئے گا نہ ہاتھ پکڑنے  
بوڑھی ہو کر ترسے گی کہ جا جا جا کہ ترے جیسے لاکھوں ہیں  
کئی آئیں گے ناک رگڑنے  
تیرے جیسے لاکھوں ہیں  
بلے بلے ریشمی دوپٹے والیے  
تیرا روپ لشکارے مارے  
جوانی پھر نہ آئے، کرے گی ہائے ہائے  
میرا غم تو کیوں کھائے تجھے کیوں نیند نہ آئے

م۔ چاہے امبر پھٹے  
ع۔ ڈور ٹوٹے نہ اب  
م۔ ہو ساتھ چھوٹے نہ اب  
ع۔ جان جائے تو کیا، موت آئے تو کیا  
پیار زندہ رہے، یار زندہ رہے  
اب چاہے گھر چھوٹے یا سکھیاں یارا میں نے تو ہاں کر لی  
ارے بھی  
م۔ اب چاہے رب روٹھے یا دنیا میں نے تیری بانہہ پکڑ لی  
م۔ میں نے تجھ پر نیت دھری  
ع۔ میں نے ہنس کر حامی بھری  
اب چاہے ماں روٹھے یا پاپا میں نے تو ہاں کر لی



ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں  
میں پیار کا شوخ پھول ہوں  
عقل مرے ایسی بھول ہوں  
گھلی گھلی، گھلی ہیں راتیں  
ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں  
چپ ہو کس لیے بات تو کرو  
ہنس نہ پاؤ تو آہیں بھرو  
ہم سے بھی کر لو کبھی کبھی تو میٹھی میٹھی دو باتیں

جو تجھ پہ آنکھ نکائے وہ تیرا مان بڑھائے  
تو چاہے مر بھی جائے یہ جتنی ہاتھ نہ آئے  
نہ جب تک ہاں کہلائے یہ جٹ واپس نہ جائے  
جو مجھ کو ہاتھ لگائے وہ اپنا سر تڑوائے  
بلے بلے بھی ریشمی دوپٹے والیے  
تیرا روپ لشکارے مارے  
ریشمی دوپٹے والیے



ادھر آ، آ، آ بھی جا  
چلی کہاں آج جانے نہیں دوں گا ہومہ پارہ  
ہاتھ چھوڑنے نہیں دوں گا  
دلبر دل آرا فیصلہ ہے یہ میرا  
ادھر آ، آ، آ بھی جا  
ہر رات اک تارہ حسیں اپنے ساتھ ہے  
لیکن یہ رات تیرے مقدر کی رات ہے  
آ جا اوحینہ نازیناں پاس آ  
ڈرنہ یہ ہے تیری خوش نصیبی مان جا  
کھڑی کھڑی سوچے کیا  
آ یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں  
ادھر آ، آ، آ بھی جا

فرصت نہیں جو حسن کی تکرار سن سکیں  
عادت نہیں ہے ہم کو کہ انکار سن سکیں  
جانم بول تیرا مول کیا ہے دوں گا میں  
سن لے آج تجھ کو پا کے ہی دم لوں گا  
کھڑی کھڑی سوچے کیا  
آ جا یہاں چھو کے تجھ کو دیکھ لوں  
ادھر آ، آ، آ بھی جا



میں بمبئی کا بابو نام مرا انجانا  
انگلش دھن پہ گاؤں میں ہندوستانی گانا  
یہ دنیا اس کی جو دنیا سے کھیلے  
سختی ہو یا نرمی ارے ہنتے ہنتے جھیلے  
سن لو، اجی سن لو یہ جادو کا ترانہ  
میں بمبئی کا بابو نام میرا انجانا  
کچھ ہیں دولت والے کچھ ہیں طاقت والے  
اصلی والے وہ ہیں ارے جو ہیں ہمت والے  
سن لو اجی سن لو یہ جادو کا ترانہ  
میں بمبئی کا بابو نام میرا انجانا  
آیا ہوں میں روس اور چین میں جا کے  
کام کی بات بتا دی میں نے کامیڈی گانا گا کے





ہائے جس رات مرے دل نے دھڑکنا سیکھا  
میری تقدیر سے نکلی وہی صدمات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
دل نے جب پیار کے رنگین فسانے چھیڑے  
آنکھوں آنکھوں میں وفاؤں کے ترانے چھیڑے  
سوگ میں ڈوب گئی ، آج وہ نعمت کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
روٹھنے والی مری بات سے مایوس نہ ہو  
بہکے بہکے سے خیالات سے مایوس نہ ہو  
ختم ہو گی نہ کبھی تیرے مرے سات کی رات  
زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
ایک انجان حسینہ سے ملاقات کی رات



میرے نغموں میں ان مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے  
محبت ہی محبت ہے جوانی ہی جوانی ہے  
کسی کے نازنین جلوے مری دنیا پہ چھائے ہیں  
وہ میری آرزو بن کر مرے دل میں سمائے ہیں  
مجھے اب ان کے دل میں آرزو اپنی جگانی ہے  
محبت ہی محبت ہے جوانی ہی جوانی ہے

ٹپ ٹپ ٹپ  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے  
گالوں کو چومے کبھی چھینٹیں اڑائے  
ٹپ ٹپ  
چلی نہ جائے چال لچکوں جیسے ڈال  
ساڑھی بھگی ، چولی بھگی ، بھیکے گورے گال  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے  
موہے ہار سنگار پاپی جل کر دھار  
کھلی سڑک پہ لٹ گئی میں البیلی نار  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے  
پاؤں پھسلتا جائے تن ہچکولے کھائے  
ایسے میں جو ہاتھ پکڑے من اسی کا ہو جائے  
دیکھ کراکیلی مجھ کو برکھا ستائے  
ٹپ ٹپ



زندگی بھر نہیں بھولے گی وہ برسات کی رات  
ایک انجان مسافر سے ملاقات کی رات

محبت میری دنیا- ہے محبت شاعری میری  
 محبت میرا نغمہ ہے محبت زندگی میری  
 محبت کے سہارے ایک نئی بسائی ہے  
 محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے

چلا ہوں لے کے اس محفل میں اپنے دل کا نذرانہ  
 مری ہستی ہے ان کے پیار کا رنگین افسانہ  
 نگاہیں چار کر کے آج قسمت آزمائی ہے

محبت ہی محبت ہے ، جوانی ہی جوانی ہے  
 مرے نغموں میں ان مستانہ آنکھوں کی کہانی ہے



پیا کھل کے نہ نین ملائے رے جیا ترس ترس رہ جائے رے  
 کوئی کیسے اسے سمجھائے رے جیا ترس ترس رہ جائے رے  
 اڑتی گھٹا بھی کہے سرد ہوا بھی کہے  
 کرے تو پیار موسم کی ادا بھی کہے  
 دل کی صدا بھی کہے یونہی سا ون بیت نہ جائے رے  
 جیا ترس ترس رہ جائے

دل بھی ہے پیار بھی ہے ہم ہیں بہار بھی ہے  
 تھوڑا سا تیری آنکھ میں چاہت کا اقرار بھی ہے  
 تھوڑا انکار بھی ہے کا ہے نبتی بات گنوائے رے

جیا ترس ترس رہ جائے  
 دل میں ارمان بھی ہے موسم جوان بھی ہے  
 زلفوں کی گھٹی چھاؤں میں جینے کا سامان بھی ہے  
 مرنا آسان بھی ہے وہی جیئے گا جو مر جائے رہے  
 جیا ترس ترس رہ جائے  
 پیا کھل کے نہ نین ملائے رے جیا ترس ترس رہ جائے رے



ماریا ماریا ماریا  
 ماریا مائی سویت ماریا مائی سویت ہارٹ  
 اے دل دیوانے گاتا جا، گاتا جادھن میں اسی کی  
 گاتا جا گاتا جا

وہ سنیں یا نہ سنیں تو گا گا گا، گاتا جا  
 تو جو آ جائے تو آ جائے، مستی چھا جائے، چھا جائے  
 دھڑکن کھل جائے کھل جائے جنت مل جائے مل جائے  
 جھوم کر راہوں میں آ جا بانہوں میں آئے گی جھومے گی  
 ناچے گی، گائے گی  
 ماریا ماریا ماریا

جانیاں مائی سویت ہارٹ جانیاں مائی سویت ہارٹ  
 ایسا نہ کرو تم اے جی دیکھو ہم ہوں گے بدنام  
 نہ ستاؤ، آہیں نہ بھرو تم  
 ذرا سوچو او میرے گلغام جاؤ، جاؤ

اے شوخ نازنین جانے کے ہم نہیں ارے مرجائیں گے یہیں نہ نہ نہ نہ!

ہاں ہاں ہاں ہاں!

اچھا تو تیری ہوں، تیری ہوں تیری

جانیاں، ماریا جانیاں، ماریا

جانیاں مائی سویٹ ہارٹ ماریا مائی سویٹ ہارٹ



خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

تم ہی انہیں بلاؤ تم ہی انہیں پکارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

ویران دل کی دھڑکن آواز دے رہی ہے

تم سامنے تو آؤ پردہ نشیں بہارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

سچ مری دعائیں کیا تم کو کھینچ لائیں

میرے قریب آ کر اک بار پھر پکارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

بے چین آرزوئیں کب سے ترس رہی ہیں

تم دور دور کیوں ہو الفت کی یادگارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو

تم ہی انہیں بلاؤ تم انہیں پکارو

خاموش کیوں ہو تارو امید کے سہارو



دلوں کے شکار کو کٹار لے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی

دلوں کے شکار کو کٹار لے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی

آنکھ ملانا ذرا دیکھ بھال کے

میرے پاس آنا دل سنبھال کے

بانگی تصویر ہوں میں ابھی زنجیر ہوں میں

بچنا جی تیر ہوں میں

دلوں کے شکار کو کٹار لے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی

ہاتھ بڑھاؤ گے تولٹ ہی جاؤ گے

آ کے میری گلی سچ نہ پاؤ گے

بانگی تصویر ہوں میں ابھی زنجیر ہوں میں

دلوں کے شکار کو کٹار لے کے آئی

آنکھوں میں حسن کا خمار لے کے آئی



مدت کی تمناؤں کا صلہ جذبات کو اب مل جانے دو

جس طرح ملی ہیں دو روئیں اس طرح سے لب مل جانے دو

سینے سے ہٹا دو آنچل کو شانے سے جھٹک دو زلفوں کو

ہائے تجھ کو بھلانا



راتیں پیار کی بیت جائیں گی  
یہ بہاریں پھر نہ آئیں گی  
پھر نہ آئیں گی

دل کا دامن بھر کے دیکھ لے  
یہ گناہ بھی کر کے دیکھ لے  
رات امنگ بھری دن سہانے  
کھونہ جائیں کہیں یہ زمانے  
یہ زمانے

راتیں پیار کی بیت جائیں گی  
یہ بہاریں پھر نہ آئیں گی  
کل جو ہوسو ہو اب تو جھوم لے  
بادلوں میں چل تارے چوم لے  
رات امنگ بھری دن سہانے  
کھونہ جائیں کہیں یہ زمانے  
یہ زمانے  
رات پیار کی بیت جائے گی  
یہ بہاریں پھر نہ آئیں گی

چلتی ہوئی رنگیں گھڑیوں کو رکنے کا سب مل جانے دو  
مدت کی تمناؤں کا صلہ جذبات کو اب مل جانے دو  
ان پاک گناہوں کی گھڑیاں آتی ہیں مگر ہر رات نہیں  
اس رات میں سب کھو جانے دو اس رات میں سب مل جانے دو  
مدت کی تمناؤں کا صلہ جذبات کو اب مل جانے دو



دل کو درد بنانے والے تیری دور بلائیں  
سن پائے تو سنتا جا میری بے آواز صدائیں  
تجھ کو بھلانا میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا

دو روز تیرے پہلو میں بس کے  
غم لے لیے ہیں لاکھوں برس کے  
گزارا زمانہ میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا  
تیری خوشی تو غم دیتا جا یا بیداد کیے جا  
لیکن اس تقدیر کے مارے دل کو ساتھ لیے جا  
آنکھوں میں آنسو ہونٹوں پہ دم ہے  
تیرا بھی غم ہے اپنا بھی غم ہے  
بگڑی بنانا میرے بس میں نہیں  
ہائے تجھ کو بھلانا میرے بس میں نہیں



اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری  
 اگر مجھے نہ ملے تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ صرف عمر کئی زندگی نہیں گزری  
 غزل کا حسن ہو تم نظم کا شباب ہو تم  
 صدائے ساز ہو تم نغمہ رباب ہو تم  
 جو دل میں صبح جگائے وہ آفتاب ہو تم  
 اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 مرے جہاں سے کوئی روشنی نہیں گزری  
 فضا میں رنگ نظاروں میں جان ہے تم سے  
 میرے لیے یہ زمیں آسماں ہے تم سے  
 خیال و خواب کی دنیا جوان ہے تم سے  
 اگر مجھے نہ ملیں تم تو میں یہ سمجھوں گا  
 کہ دل کی راہ سے ہو کر خوشی نہیں گزری  
 بڑے یقین سے میں نے یہ ہاتھ مانگا ہے  
 دلوں کی پیاس نے اب حیات مانگا ہے  
 اگر مجھے نہ ملے تم تو میں سمجھوں گا  
 کہ انتظار کی مدت ابھی نہیں گزری



ذرا سی اور پلا دو بھنگ میں آیا دیکھ کے ایسا رنگ  
 کہ دل میرا ڈولا  
 اوہیں ہم بھولا  
 میری تو عقل ہوئی ہے دنگ یہ کیسا بدلہ تیرا رنگ  
 کہ تو تھا بھولا  
 اوہیں ہم بھولا  
 مجھے سمجھ نہ تو بیراگی میں نے آج تپسیا تیاگی  
 تیرے روپ کا جھٹکا کھا کے میری سوئی جوانی جاگی  
 جاہٹ جارے ملنگ کرے کیوں بچ سبھی کے تنگ  
 کہ تو تھا بھولا  
 اور ہیں ہم بھولا  
 کیوں تھام کے دل کو ٹہلے جو چوٹ لگی ہے سہ لے  
 اس بات پہ اب ضد کیسی، جو بات نہ مانی پہلے  
 کیوں جھگڑے میرے سنگ، میں تجھ سے ہار چکا ہوں جنگ  
 کہ دل میرا ڈولا  
 اوہیں ہم بھولا  
 میرے دل سے نکلے ہائے، گوری کیوں نخرے دکھلائے  
 ذرا ہنس کے گلے لگ جا، تجھے کنوارا پیار بلائے  
 ترے من پہ چڑھ گیا رنگ یونہی اب کیوں چکائے رنگ  
 کہ تو تھا بھولا  
 اور ہیں ہم بھولا



سمجھی تھی کہ یہ گھر میرا ہے  
 معلوم ہوا مہمان تھی میں  
 ان سب کے لیے انجان تھی میں  
 مرا کھویا بچپن لا دو مجھے  
 کیا دوش ہوا سمجھا دو مجھے  
 وہ ہونٹ ..... کی کہتے ہیں ہائے  
 جن ہونٹوں کی مسکان تھی میں  
 شاد رہو آباد رہو  
 میں تم سے دور چلی آئی  
 پردیس بنی ہیں وہ گلیاں  
 جن گلیوں کی پہچان تھی میں



گابوچی گابوچی گم گم کشکی گم گم  
 اوصنم ہم دونوں ساتھ رہیں جنم جنم  
 گابوچی گابوچی گم گم کشکی گم گم  
 پھولوں جیسا چہرہ ڈالی جیسا تن ہے  
 تیری ہی امانت ہر دھڑکن ہے  
 آ بھی جا بانہوں میں پیار کا ہوسنگم  
 اوصنم



دیکھو چم چم گھنگھرو بولے  
 رادھالاج کی ماری ات ات ڈولے  
 بات چلے تو آنچل ڈھلکے  
 پگ پگ روپ گگیاں چھلکے  
 سچن کا یا جھلمل جھلکے  
 کھائے کمریا بچکولے  
 دیکھو چم چم گھنگھرو بولے  
 رادھالاج کی ماری ات ات ڈولے  
 پل پل بڑھتی جائے الجھن  
 پار کرے کیسے گھر آنگن  
 جان کی دشمن بن گئی جھانجن  
 بھید جیروا کے کھولے  
 دیکھو چم چم گھنگھرو بولے  
 رادھالاج کی ماری ات ات ڈولے  
 پی بن ایسے تڑپے گوری  
 بن چندا جس طرح چکوری  
 جائے گی ملنے چوری چوری  
 ساس ننڈیاں جب سولے  
 چم چم گھنگھرو بولے

جاگے جاگے ارماں بھیگا بھیگا موسم  
دلوں کی یہ ہلچل بوندوں کی یہ جھم جھم  
ارے اوصنم  
ہم دونوں ساتھ رہیں جنم جنم

(۱)

آ جا آ جا آ جا  
تجھ کو پکارے میرا پیار  
ہو تجھ کو پکارے میرا پیار  
آ جا میں تو مٹا ہوں تیری چاہ میں  
تجھ کو پکارے میرا پیار  
آخری پل ہے آخری آہیں تجھے ڈھونڈ رہی ہیں  
ڈوبتی سانسیں بجھتی نگاہیں تجھے ڈھونڈ رہی ہیں  
سامنے آ جا ایک بار  
تجھ کو پکارے میرا پیار  
دونوں جہان کی بھینٹ چڑھادی میں نے چاہ میں تیری  
اپنے بدن کی خاک ملا دی میں نے راہ میں تیری  
اب تو چلی آ اس پار  
آ جا میں تو مٹا ہوں تیری چاہ میں  
تجھ کو پکارے میرا پیار

(۲)

آ جا آ جا

تجھ کو پکارے میرا پکار  
اتنے گیوں تک اتنے دکھوں کو کوئی سہہ نہ سکے گا  
تیری قسم مجھے، تو ہے کسی کی کوئی کہہ نہ سکے گا  
مجھ سے ہے تیرا اقرار  
آ جا میں تو مٹا ہوں تیرہ چاہ میں  
تجھ کو پکارے میرا پیار



چوری چوری میری گلی آنا ہے برا  
آئے گا تو بنا بات جانا ہے برا  
ابھی نہیں یہ اشارے پیڑوں تلے چھپ چھپا کے  
آؤ نا دو باتیں کر لیں نظروں سے نظریں ملا کے  
دن ہیں پیار کے موج بہار کے  
دیکھو بھولے بھالے دل کو ترسانا ہے برا  
چوری چوری میری گلی آنا ہے برا  
آئے گا، آ کے بنا بات کیے جانا ہے برا  
دل آ گیا ہے تو پیارے بدنام ہونے کا ڈر کیا  
عشق اور وفا کی گلی میں دنیا کے غم کا گذر کیا  
دن ہیں پیار کے موج بہار کے  
دیکھو بھولے بھالے دل کو ترسانا ہے برا  
چوری چوری میری گلی آنا ہے برا  
آئے گا، آ کے بنا بات کیے جانا ہے برا

رنگ چہرے کا لال کرنی ہو

(ع)

چپ ہی رہے یہ کیا قیامت ہے  
آپ کی یہ عجیب عادت ہے  
اتنا ہنگامہ کس لیے آخر  
پیار ہے یا کوئی مصیبت ہے  
جب بھی ملتے ہو جانے تم کیا کیا  
الٹے سیدھے سوال کرتے ہو

(م)

مستیاں سی فضا پہ چھائی ہیں  
وادیاں رنگ میں نہائی ہیں  
نرم سبزے پہ سرخ پھولوں نے محلی  
چادریں بچھائی ہیں  
چھوڑ شرمنا ایسے موسم میں  
کیوں طبیعت نڈھال کرتی ہو  
کہتے ڈرتی ہو، دل میں مرتی ہو



دھوم مچے دھوم آج کی رینا  
بھور ہونے تک جاگے جوانی



ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں  
چاند اور تارے ہنستے نظارے  
مل کے سبھی دل میں سکھی جادو جگائیں  
ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
کہا بھی نہ جائے رہا بھی نہ جائے  
تم سے اگر ملے بھی نظر ہم چھپ جائیں  
ٹھنڈی ہوائیں لہرا کے آئیں  
رت ہے جواں تم کو یہاں کیسے بلائیں



(م)

کہتے ڈرتی ہو دل میں مرتی ہو  
جان من تم کمال کرتی ہو  
آنکھوں آنکھوں میں مسکراتی ہو  
باتوں باتوں میں دل لبھاتی ہو  
نرم سانسوں کی گرم لہروں سے  
دل کے تاروں کو گدگداتی ہو



کالے پتھر کی قسم جب تلک ہے دم میں دم  
ہم نہ دیکھیں گے رسمیں پرانی  
کرنہ پائے یہاں حکمرانی  
آج سے ہم نے ہے دل میں ٹھانی  
لائیں گے اک نئی رت سہانی  
دھوم مچے دھوم آج کی رینا



دم ہے باقی تو غم نہیں  
عیش کے رستے کم نہیں  
آنکھ وہ کیا، دل ہی وہ کیا، جو نہ کریں کوئی خطا  
ہاتھ بڑھا، ساز اٹھا، دنیا کا غم کریں اپنی بلا  
دم ہے باقی تو غم نہیں  
کل کے لیے آج نہ ڈر دل سے مٹا غم کا اثر  
سوچ نہ کر آہ نہ بھر آنکھوں میں بسیرا کر دل میں اتر  
دم ہے باقی تو غم نہیں  
رت ہے جواں وقت حسین جشن رہے آج یہاں  
کل کا یقین ہم کو نہیں تھم نہ جائے کہیں گھومتی زمیں  
دم ہے باقی تو غم نہیں



چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے  
میرے دل کی دھڑکن تجھ کو پکارے

صبح تک اب رہے اک کہانی  
جھومتی دھڑکنوں کی زبانی  
جب تلک رات چلے پیار کی بات چلے  
تیری میری، میری تیری بات چلے  
رنگ لہراتے رہیں، انگ تھراتے رہیں  
تپے تپے چہروں سے شعلے کی لپٹیں  
تو ہے، توری ہی قسم، توڑ مت اویلہم  
ہم کا دے دی انگوٹھی نشانی، توری ہوگی، بڑی مہربانی  
کیا سمجھتا ہے ہم کو اوپر آنی ہمارا کاٹا تو مانگے نہ پانی  
دھوم مچے دھوم آج کی رینا  
دکھ والا دھیان کوئی آج تمہیں نہ آئے  
دکھ جو آئے تو کیا، غم ستائیں تو کیا،  
آدمی کو چاہیے کہ کبھی گھمرائے نا  
ٹوٹنے والا ہے دم، کھائے جاتا ہے یہ غم  
بنے دلہن میری بیارانی، عمر گھر میں پڑے نہ بیتانی  
ہر مصیبت ہے آتی تے جانی،  
ہے یہ اپنے گرو جی کی بانی  
دھوم مچے دھوم آج کی رینا  
پلے نہ سوگ جہاں سکھی ہوں لوگ جہاں  
ہم کو ہے ساتھی اپنی دنیا بسانی  
سینوں میں آگ لیے ہونٹوں میں راگ لیے  
ہم کو اندھیروں میں ہیں شمعیں جلانی

کھوئے کھوئے سے یہ مست نظارے  
 ٹھہرے ٹھہرے سے یہ رنگ کے دھارے  
 ڈھونڈ رہے ہیں تجھ کو ہمارے  
 چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے  
 کونے کونے مستی پھیل رہی ہے  
 بانیں بن کر ہستی پھیل رہی ہے  
 تجھ بن ڈوبے دل کو کون ابھارے  
 چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے  
 نکھر نکھرا سا ہے چاند کا جو بن  
 بکھرا بکھرا سا ہے نور کا دامن  
 آ جا میری تنہائی کے سہارے  
 چپ ہے دھرتی چپ ہیں چاند ستارے



دیکھ ادھر او جادوگر  
 ہمیں گھائل کر کے چلا ہے کہاں  
 دل پر ڈورے ڈال کر تو نے  
 کر لیا ہم کو بس میں  
 پہلے ہی میل میں کھا بیٹھے ہم مر مٹنے کی قسمیں  
 ترچھی نظر تھی یا خنجر  
 ہمیں گھائل کر کے چلا ہے کہاں  
 دیکھ ادھر او جادوگر

پل دو پل کی ہیں یہ بہاریں  
 پل دو پل کے میلے  
 کیا جیتے گا دل کی بازی  
 جو ڈر ڈر کر کھیلے  
 سوچ نہ کر بانگے دلبر  
 ہمیں گھائل کر کے چلا ہے کہاں  
 دیکھ ادھر او جادوگر



پیچھے پیچھے آ کر چھولو ہمیں پا کر  
 چھپ چھپ جانا ہو  
 دیکھو نہ بولو جی دائیں بائیں  
 پاؤں کہیں الجھ نہ جائیں  
 چاہت کے رستے میں پھیر بڑے ہیں  
 گرد سے پھسل کر چلنا سنبھل کر  
 پیچھے پیچھے آ کر چھولو ہمیں پا کر  
 چھپ چھپ جانا ہو  
 چوری چوری آ کر مورے سیاں  
 تم اور تھاموں موری بیاں  
 جاؤں جی تم سے دلیر بڑے ہیں  
 آئے جو اکڑ کر ماروں گی پکڑ کی  
 چھپ چھپ جانا ہو

جھلک دکھا کر ترساؤں

پر کبھی پکڑی نہ جاؤں

تم جیسے مٹی کے شیر بڑے ہیں

ہنس کر چل کر ہاتھوں سے نکل کر

چھپ چھپ جانا ہو



اونچے سر میں گائے جامستی میں لہرائے جا

دنیا کے بازار میں اپنا بینڈ بجائے ج

دنیا کے بوجھ کو سر سے اتار دے

انسان کے جھوٹ کو بندوق مار دے

کیوں بھائی میں نے ٹھیک کہا

ہاں ہاں تم نے ٹھیک کہا

ارے

اونچے سر میں گائے جامستی میں لہرائے جا

دنیا کی گاڑیاں چلتی ہیں جھوٹ پر

دنیا کو مار دے بانا کے بوٹ پر

کیوں بھائی میں نے ٹھیک کہا

ارے تو پھر میں نے ٹھیک کہا

دنیا کے پھیر میں پڑنا فضول ہے

زندگی اسی کی ہے جو کہ ڈیم فول ہے

کیوں بھائی میں نے ٹھیک کہا

تم نے بالکل ٹھیک کہا



او بھولے پیپہا

تم چلو ہمارے ساتھ بلما

ڈریونہ آگ لگے بنگلے میں

یہ نیناں اُور یہ ہونٹ پھول ہیں چھری نہیں چھری نہیں

دنیا کو ہار کر ذل کی جیت کچھ بری نہیں بری نہیں

او بھولے پیپہا تمہیں میری قسم کوئی کریونہ غم

تم چلو ہمارے ساتھ بلما

کر لو مٹی آنکھیں چار پیار سے ڈرو نہیں ڈرو نہیں

جینے کے دن ہیں سرکار آج کل مرو نہیں مرو نہیں

او بھولے پیپہا تمہیں میری قسم کوئی کریونہ غم

یہ ہیں متانے دن رات لوٹ کر آئیں گے نہیں آئیں گے نہیں

او بھولے پیپہا تمہیں میری قسم کوئی کریونہ غم

تم چلو ہمارے ساتھ بلما

ڈریونہ آگ لگے بنگلے میں



پھیلی ہوئی ہیں سپنوں کی بانہیں

آ جا چل دیں کہیں دور

وہی میری منزل وہی تیری راہیں

آ جا چل دیں کہیں دور  
اونچی گھٹا کے سائے تلے چھپ جائیں  
دھندلی فضا میں کچھ کھوئیں کچھ پائیں  
سانسوں کی لے پر کوئی ایسی دھن گائیں  
دے دیں جو دل کو دل کی پناہیں  
آ جا چل دیں کہیں دور

جھولا دھنک کا دھیرے دھیرے ہم جھولیں  
امبر تو کیا ہے ستاروں کے بھی لب جھولیں  
مستی میں جھو میں اور سبھی غم بھولیں  
دیکھیں نہ پیچھے موڑ کر نگاہیں  
آ جا چل دیں کہیں دور  
پھیلی ہوئی ہیں سپنوں کی بانہیں  
آ جا چل دیں کہیں دور



ہائے  
آؤنی سکھوں آؤنی اڑیو دیکھو چیز نرالی  
نہ یہ مونچھوں والی شے ہے اور نہ چوٹی والی  
مجھے تو سکھو روپ اس کا دونوں کے بیچ کا لگتا  
دیس دیس میں تیری خاطر بیٹیر بن کر گھوما  
گا گا کروہ دھوم مچائی سارا پور پ گھوما  
مجھے نہ دھنکا گوریے کہ میں تو تیرا یار لگتا

ارے جا جا دیوانے جا آئی لو یو، آئی لو یو!  
جانے تو انسان ہے کوئی یا بھتی کا بچہ  
خود کو میرا یار کہا تو کھا جاؤں گا کچا  
دیکھے تو تیری جان نکلے جو میرا دلدار لگتا  
مجھے نہ دھنکا گوریے کہ میں تو تیرا یار لگتا  
ارے جا جا دیوانے جا آئی لو یو، آئی لو یو  
سات سمندر

پارے آیا لے کر کپڑا گھنا  
میں ہی تیرا یار ہوں گوری مان لے میرا کہنا  
وہاں نہ ایسا روپ بھرتا تو لوگوں کو گورا لگتا  
مجھے تو سکھو روپ اس کا دونوں کے بیچ کا لگتا  
ارے جا جا دیوانے جا آئی لو یو، آئی لو یو  
مرنے جیسی ٹانگیں تیری، بندر جیسا چہرا  
تو اور میرے گھر آئے گا باندھ کے سر پہ سہرا  
شیشے میں جا کے تک مکھڑا تو کوئی چڑی مار لگتا  
اب تو مان لے اب تو کہہ دے مجھ کو اپنا جانی  
تجھ پر صدقے تجھ پہ واری میری بھری جوانی  
تو کھیتوں کا راجہ بن گیا میں فصلوں کی رانی  
مجھے یہ تیرا روپ بھناں بڑے ہی لچھے دار لگتا  
تو میری دلدار لگتی میں تیرا دلدار لگتا  
اوئے اوئے بلے بلے



## چوہدری افضل حق

مت سوچ کہ افضل نہیں اربابِ وطن میں  
یہ دیکھ، فضا شعلہ فشاں ہے کہ نہیں ہے  
جو آگ سلگتی رہی اس شیر کے دل میں  
اس آگ سے ہر روح تپاں ہے کہ نہیں ہے  
بیزار غلامی سے ہیں روحیں کہ نہیں ہیں  
سرکش سا ہر اک پیر و جواں ہے کہ نہیں ہے  
بکلی سی ہر اک ذہن کے آئینے میں رقصاں  
شعلہ سا ہر اک دل میں نہاں ہے کہ نہیں ہے  
کچلے ہوئے طبقات کی بڑھتی ہوئی تنظیم  
آزادی عالم کا نشاں ہے کہ نہیں ہے  
جس دیس میں سانسوں پہ بھی تعزیر تھی اک دن  
وہ شعلہ و صرصر کی زباں ہے کہ نہیں ہے  
بیدار جوانوں کی نگاہوں کا حتمکن  
ناموسِ وطن کا نگراں ہے کہ نہیں ہے  
پچکے ہوئے سینوں میں پرافشاں ہے بغاوت  
سوکھے ہوئے جڑوں میں زباں ہے کہ نہیں ہے  
اک سیلِ بلاخیز ہے گرداب کی زد میں  
یہ کارگہ شیشہ گراں ہے کہ نہیں ہے